دُعا

یارب عطا ہو لذتِ سوزِ وفا مجھے
نغماتِ ذوق و شوق سے رکھ آشنا مجھے

ہر دم لبوں پہ نغمۂ شکر و سپاس ہو
ہو تیرا ذکر دولتِ صدق و صفا مجھے

کر میرے دل کو سوزِ محبت سے تابناک
اس آئینے میں اپنی تجلّی دکھا مجھے

ذرّہ ہوں میں تو وسعتِ صحرا نصیب ہو
میں خاک ہوں اگر تو بنا کیمیا مجھے

گم کردہ راہ کو منزلِ عرفاں کا دے سراغ
طوفان میں گھرا ہوں کنارے لگا مجھے

ذوقِ طلب کو معرفتِ ذات بخش دے
بخشی ہے جاں اگر تو عطا کر ضیا مجھے

خوشبو نفس نفس میں ہے تیرے جمال کی
آتا نہیں نظر کوئی تیرے سوا مجھے

حافظ ہو عمر مدحتِ سرکار میں تمام
سرمایۂ نشاط ہو ذوقِ ثنا مجھے

مجلہ

صدائے نیلم

محرم ۱۴۱۱ھ ستمبر ۱۹۹۰ء اسوج ۲۰۴۷ بکرمی

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا عبدالمجید اشرفی صاحب

نگرانِ اعلیٰ عزیز اللہ آزاد ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی

مجلسِ منتظمہ

نگران ـــــ راجہ محمد عارب خان

مدیرِ اعلیٰ ـــــ قاضی خلیل الرحمٰن انور کاشمیری

مدیرِ مسئول ـــــ حافظ عبدالمجید عثمانی

مدیر ـــــ محمد یونس شاکر

مدیرِ معاون ـــــ غلام جیلانی مکرم

〃 ـــــ عبدالحمید عثمانی

مدیرِ منتظم ـــــ گل زمان عزیز کاشمیری

سرکولیشن منیجر شفیق الزمان — معاون خصوصی برکت اللہ آزاد

شعبہ نشر و اشاعت :۔ تحریک صدائے نیلم، وادیٔ نیلم آزاد کشمیر

قیمت ۲۰/- روپے

تحریک صدائے نیلم کے مقامی اور مرکزی احباب ایک لڑی میں

کراچی برانچ

وادی نیلم کی واحد سماجی تنظیم

تحریک صدائے نیلم ایک فلاحی تنظیم ہے جو وادی نیلم کے فلاحی کاموں پر توجہ دے رہی ہے ۔ اس تحریک کا کسی بھی سیاسی پارٹی سے کوئی تعلق نہیں ۔ یہ صرف فلاح و بہبود کے لیے عمل میں لائی گئی ہے ۔ جو انشاء اللہ وادی کے نوجوانوں میں ایک ایسا انقلاب لائے گی جو اپنی مدد آپ کے تحت کام کریں گے ۔

لہٰذا وادی نیلم کے تمام باشندوں سے اپیل ہے کہ ہر ایک گاؤں کی سطح پر اس کی برانچیں کھولیں اور لوگوں کی خدمت کریں ۔ یہ واحد تنظیم ہے جو تمام سیاسی اختلاف سے بالاتر ہو کر خدمت کا جذبہ رکھتی ہے ۔ یقیناً عوام کا تعاون اس کو اور مضبوط بنائے گا ۔

(مرسلہ : عبداللطیف انقلابی)

قارئین مجلہ "صدائے نیلم" کی خدمت میں

معزز قارئین مجلہ صدائے نیلم صرف اور صرف آپ لوگوں کی خدمت میں پیش نظر جاری کیا جاتا ہے جس میں آزاد کشمیر کے بالعموم اور وادی نیلم کے مسائل پر بالخصوص بحث کی جاتی ہے آپ اپنے علاقہ وادی ۔ گاؤں کے مسائل لکھ کر ہمیں بھیجیں ۔ ہم [illegible] میں شائع کریں گے اپنے مضامین کے ساتھ اپنا فوٹو مکمل پتہ ارسال کرنا نہ بھولیے ۔ خط و کتابت کا پتہ

عزیز اللہ آزاد نیلم منزل

R-56 ، 5/A/3 ناظم آباد کراچی

ابو سائیں غلام [illegible] جنرل سیکرٹری

گلزمان عزیز کاشمیری جنرل سیکرٹری کراچی

میاں غلام رسول مرکزی راہنما

مولانا عبدالمجید اشرفی نائب صدر (اول)

عبدالمجید عثمانی سیکرٹری نشرواشاعت

مولانا عبدالرحمان صاحب مرکزی راہنما

عزیز اللہ آزاد مؤسس تحریک صدائے

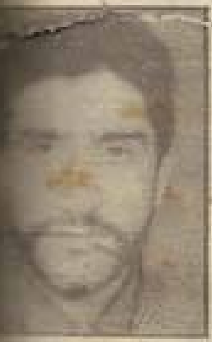

راجہ محمد عارب نائب صدر

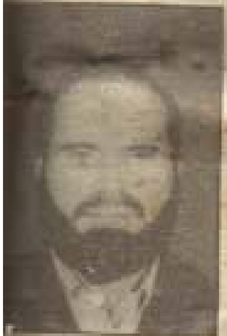

میر گوہر الرحمان مرکزی

غلام جیلانی مرکزی سیکر

کہکشاں میں آ کے اختر مل گئے — اک لڑی میں آ کے گوہر مل گئے
واہ واہ کیا محفل احباب ہے — ہم وطن غربت میں آ کے مل گئے

فہرست مضامین

۱	عرضِ احوال	ادارہ	۶
۲	تصویرِ کشمیر (نظم)	حفیظ جالندھری مرحوم	۸
۳	بول کہ لب آزاد ہیں تیرے	مدیرِ اعلیٰ کے قلم سے	۹
۴	تحریک صدائے نیلم کے نشیب و فراز	عزیز کاشمیری	۱۵
۵	کشمیر کے جیالوں کے نام (نظم)	سیدہ آمنہ بہار رونا	۱۷
۶	حکایتِ ابلیس	مولوی علم الدین صدیقی	۱۸
۷	الحاج شیر احمد خان اظہارِ خیال کرتے ہیں۔	(ریٹائرڈ) آر۔ ایم۔ اے خان	۲۱
۸	بابو سائیں گلا وادی نیلم کا سیاسی اور سماجی تجزیہ پیش کرتے ہیں۔	عبد الحمید عثمانی	۲۳
۹	مرداہ کے صبح و مسار (نظم)	اشرفی کاشمیری	۲۶
۱۰	سردار غلام سرور کا اظہارِ خیال	حافظ عبد المجید عثمانی	۲۷
۱۱	سرور شاہ صدیقی کی کہانی انکی اپنی زبانی	انور کاشمیری	۳۱
۱۲	چلہانہ سے ہلمت تک	غلام جیلانی مکرم (رات)	۳۴
۱۳	دورۂ شمالی کوریا	میر گوہر الرحمٰن	۴۸
۱۴	میرا پیغام نئی نسل کے نام (نظم)	غلام جیلانی مکرم	۵۸
۱۵	وادیٔ نیلم کی پسماندگی کا ذمہ دار کون؟	ایچ۔ ایم عثمانی	۶۰
۱۶	کشمیر بزورِ شمشیر	راجہ محمد عارب خان	۶۴
۱۷	وادیٔ نیلم میں سیاسی بیداری	پروفیسر قاضی عبد الرحمٰن	۶۸
۱۸	ثقافت و سیاست (نظم)	جی۔ جے۔ مکرم (ربی کام)	۶۹
۱۹	آو یہ قوم نجیب و چرب دست و تر دماغ	مولانا عبد المجید اشرفی کاشمیری	۷۰
۲۰	عرفانِ آزادی (نظم)		۷۴
۲۱	وادیٔ نیلم اور قدرتی وسائل	سردار سعید اختر	۷۵
۲۲	ضلع مظفرآباد میں قیادت کا فقدان، برکت اللہ آزاد سے بات چیت	صدائے نیلم پینل	۷۸
۲۳	محبتِ رسولؐ	مولوی عبد الحکیم صاحب	۸۰
		محمد یونس شاکر	۸۱
۲۴	نیلم میں جو انقلاب آرہا ہے ÷ تمہارے ستم کا جواب آرہا ہے		۸۴
۲۵	شہیدوں کا پیغام (نظم)		
۲۶	تعلیم نسواں اور ہم	نور النساء قاضی	۸۵
۲۷	تحریک صدائے نیلم کراچی کے صدر عزیز اللہ آزاد سے گفتگو	ابوالفیصل خلیل کاشمیری	۸۷
۲۸	کشمیر کے ایک کشمیری (نظم)		۹۱

[illegible]	[illegible] تھے زمانے میں مسلماں ہوکر	شفیق الزمان	۹۳
[illegible]	مجھے کچھ کہنا ہے اپنی زبان میں	حافظ رحمت اللہ	
۳۱	عبدالمجید خان شاہد ایڈووکیٹ سے انٹرویو	انور کاشمیری	۹۹
۳۲	وادی نیلم کا پہلا کامیاب سیاسی جلسہ	رپورٹ صادق حسین شاہ صدر سیداں (لوات)	۱۰۲
۳۳	کشمیر تجھے سلام (نظم)		۱۰۳
۳۴	مولانا عبدالمجید اشرفی سے ملاقات	صدائے نیلم چینل	۱۰۷
۳۵	نعرۂ مسلم (نظم)	صفی	۱۱۵
۳۶	عدل وانصاف	قاضی شبیر احمد عثمانی	۱۱۶
۳۷	اصلاح معاشرہ	جاوید عالم مہتاب	۱۱۸
۳۸	یہ محکوم جنت لہو مانگتی ہے	عبدالشکور نیشنل کالج کراچی	۱۱۹
۳۹	انقلاب محمدی	نصراللہ خان برکوٹی	۱۲۱
۴۰	چیئرمین ٹاؤن کمیٹی اٹھمقام سے بات چیت	صدائے نیلم چینل	۱۲۳
۴۱	ٹاؤن کمیٹی اٹھمقام کی خدمت میں	شبیر عالم ناز	۱۲۶
۴۲	نوجوانوں کے عزائم (نظم)	زکی کیفی	۱۲۹
۴۳	پرسکون زندگی	عبدالحمید عثمانی	۱۳۰
۴۴	ہمارے مسائل اور ان کا حل	شیخ مسعود اقبال	۱۳۲
۴۵	شہدائے جموں وکشمیر	شاہد بہار	۱۳۴
۴۶	یہ اونچے پہاڑ اور یہ دلکش نظارے (نظم)	شبیر عالم ناز	۱۳۵
۴۷	آزادیٔ کشمیر اور آئین شریعت	نثار کشمیری	۱۳۶
۴۸	صحت وصفائی	غلام ربانی کوکب	۱۳۷
۴۹	لازوال دولت	عبدالوحید صابری	۱۳۸
۵۰	بچو اور بچاؤ	رشید احمد	۱۴۰
۵۱	علم والوں کی بستی (لوات)	مکرم ابن یعقوب	۱۴۳
۵۲	ہمارے مطالبات	عبدالرشید اعوان	۱۵۳
۵۳	مراسلات، خبریں و رپورٹیں		۱۵۴

ترسیل زر اور رابطہ کے لیے :-

کراچی : عزیز اللہ آزاد نیلم منزل R-56-5-A-3 نارتھ کراچی

مظفرآباد، آزاد کشمیر: بابو سائیں ملا ع/۱۶ آفس نویس سول کورٹ (کچہری)

(مظفرآباد آزاد کشمیر)

صدر معلم کی توجہ اسطرف

قارئین مجلہ صدائے نیلم کا تیسرا شمارہ آپ تک پہنچانے میں ہمیں کن مسائل اور مشکلات سے گزرنا پڑا یہ ایک طویل داستان ہے۔ اس موقع پر ہم اپنے ان محسنوں کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے ہر قدم پر ہماری نہ صرف حوصلہ افزائی کی بلکہ مالی اعانت بھی کی اور ہمیشہ "مشکلے نیست کہ آسان نہ شود" کا درس دیتے رہے۔ اور ان ساتھیوں کا بھی شکریہ ادا کریں گے جن کے وعدۂ فردا پر ہم ابھی تک بھروسہ کئے ہوئے ہیں۔

ہم یہ پرچہ بہت پہلے لانے کا ارادہ رکھتے تھے مگر وسائل کی کمی وادی نیلم کے باشندوں کا احساس محرومی اور احساس کمتری پر کراچی میں پیش آنے والے واقعات جن میں تحریک صدائے نیلم کراچی کا دفتر بھی متاثر ہوا اس تاخیر کا باعث بنے

آخر میں ہم اپنے کرم فرماؤں، قارئین وادی نیلم کے جیالوں سے بالخصوص اور سرزمین وادی کشمیر کے تمام باسیوں سے یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ مجلہ صدائے نیلم کے کسی قسم کے ذاتی مقاصد نہیں ہیں اور نہ ہی یہ مجلہ تجارتی غرض سے شائع کیا جاتا ہے، اس کا سب سے بڑا مقصد وادی نیلم کے عوام بالخصوص اور وادی کشمیر کے عوام میں بالعموم سیاسی اور سماجی بیداری کو فروغ دینا ہے اور ملکی مسائل کی صحیح تصویر ارباب حل و عقد کے سامنے پیش کرنا ہے تاکہ اگر وہ کسی وقت بھی اس علاقے کی طرف توجہ دے سکیں تو آسانی سے نشان دہی ہو جائے ہمارا عزم ابھی جوان ہے۔ اور اگر وقت نے ساتھ دیا۔ ہمارے قارئین اور ملت کا درد رکھنے والے عوام نے ہماری حوصلہ افزائی کی تو آئندہ مجلہ وادی نیلم ہی کا نہیں بلکہ پوری وادی کشمیر کی تہذیب و تمدن، فن و ثقافت اور حالات و واقعات کا آئینہ دار ہوگا۔

اس شمارے میں زیادہ تر لکھنے والے وادی نیلم ہی سے تعلق رکھتے ہیں اور نئے لکھنے والے ہیں ناظرین سے التماس ہے کہ وہ حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اپنی قیمتی آراء سے نوازیں تاکہ آئندہ شمارے میں انہیں شامل کر لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

مجلہ صدائے نیلم کے کرم فرما

گذشتہ شمارے کیلئے انتظامیہ نے علاقے سے متعلق معززین اور علم و ادب سے دلچسپی رکھنے والے حضرات سے رابطہ کر کے تعاون کی اپیل کی تھی جس کا اگرچہ خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا تاہم بعض حضرات نے مجلہ صدائے نیلم کی سرپرستی کی ہم شکریہ کے ساتھ ان کے اسمائے گرامی شائع کر رہے ہیں دوسری جانب ہمارے بعض قریبی احباب مجلہ صدائے نیلم کی حوصلہ افزائی کے باوجود بلکہ تحریریں روانہ کرنے کے باوجود مالی تعاون تو درکنار ان حضرات نے ایک پرچہ بھی نہیں خریدا بلکہ بعض مقامات پر دل شکنی کی اور حد تو یہ ہے کہ وی پی تک وصول کرنے سے انکار کیا۔ جس سے ادارے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ ہم ان کے بھی شکر گذار ہیں کہ انہوں نے ہمیں کسی قابل تو سمجھا۔ جن حضرات نے سرپرستی فرمائی ان کے ناموں کی فہرست درج ذیل ہے

(۱) میاں سرور خان صاحب سجادہ نشین کیاں شریف
(۲) راجہ محمد فیروز خان صدر معلم میرپورہ آزاد کشمیر
(۳) محمد افضل بٹ کونسلر نیلم یونین
(۴) مولانا عبدالعزیز قاسمی مہتمم دارالعلوم حنفیہ اٹھمقام
(۵) میر گوہر الرحمٰن چیئرمین ٹاؤن کمیٹی اٹھمقام
(۶) سید افسر علی شاہ صاحب چیئرمین یونین کونسل خورسیداں لوات
(۷) سردار غلام سرور خان چیئرمین یونین کونسل کیل
(۸) ماسٹر عبدالغفور صاحب مدرس دواریاں
(۹) مولانا عبدالسلام صاحب مہتمم دارالعلوم شاردہ

تعاون خصوصی مفتی محمد بشیر ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (سندھ)

مجلہ صدائے نیلم کا یہ تیسرا شمارہ حاضر خدمت ہے۔ اس سے پہلے دو مجلے انجمن فلاح و بہبود باشندگان سیری دواریاں نے شائع کیے تھے جو نہایت ہی مقبول ہوئے۔ یہ مجلہ انجمن فلاح و بہبود کے بھرپور تعاون اور شکریہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

۷۸۶

عرضِ احوال

تحریر اشرفی

قارئین کرام مجلہ صدائے نیلم کا تیسرا شمارہ آپ کے پیش نظر ہے ماہ و سال کس تیزی سے گذر رہے ہیں اس کا اندازہ آپ اور ہم سب ہی کو ہے۔ ستمبر ۱۹۸ کو مجلہ صدائے نیلم کا دوسرا شمارہ نہایت ہی بے سروسامانی کی حالت میں ہم نے اپنے ہم وطنوں کی خدمت میں پیش کیا تھا جس میں وادی نیلم کی سطح پر تہذیب و ثقافت اور بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر بعض منہ بولتی تصویریں پیش کی تھیں۔ اس مجلہ کو بعض احباب نے جی بھر کے سراہا اور بعض نے باوجود یہ کہ مجلہ میں شائع ہونے والی تحریروں میں ان کے اپنے ہاتھوں اور دستخطوں سے بھیجی ہوئی تحریریں شامل ہیں لپسندیدگی اور ناپسندیدگی کے ملے جلے جذبات و تاثرات کا اظہار فرمایا خیر یہ جملہ معترضہ کے طور پر ہے ورنہ ہمارے عزائم داد و تحسین سے بلند و بالا ہیں۔

ان تین سالوں میں وادی نیلم میں بالخصوص اور آزاد کشمیر و پاکستان میں بالعموم بعض اہم واقعات رونما ہوئے۔ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے وادی نیلم کا دورہ کیا جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے کسی پاکستانی سربراہ کا پہلا اور اہم دورہ تھا۔ اس دورے سے وادی کو کچھ اور فائدہ ہوا یا نہیں البتہ یہ فائدہ ضرور ہوا کہ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ پہلی مرتبہ بڑے موثر انداز میں وادی نیلم کا تعارف ہوا۔ اور پہلی مرتبہ وطن پاک کے بسنے والوں کو وادی نیلم کے قدرتی حسن و جمال کا نظارہ کرنے کا موقع ملا۔ اس دورے سے کوئی بڑا فائدہ اس لیے حاصل نہ ہو سکا کہ وادی کے نوجہال لیڈروں نے جنرل صاحب کے سامنے مسائل سے زیادہ اپنی شخصیت کو نمایاں جگہ دی۔

آزاد کشمیر میں قومی اور بلدیاتی انتخابات ہوئے، کچھ پرانے چہرے دوبارہ اور کچھ نئے چہرے وادی نیلم کے سیاسی اور سماجی افق پر نمودار ہوئے۔ دوسری جانب وادی نیلم کے عوام نے ایک نئی کروٹ لی اور اپنی مدد آپ کے تحت اپنے مسائل کے حل کے لیے اجتماعی جدوجہد کی خاطر تحریک صدائے نیلم کا قیام عمل میں آیا جو تاریخ وادی نیلم میں پہلا واقعہ ہے کہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ابھی بہت جدوجہد کی ضرورت ہے۔

وقت کی اس تیز رفتاری سے نہ جانے تاریخ کے کتنے ہی باب محو ہوئے اور کتنے ہی تاریخ کے اوراق پر ابھرے۔ کتنے ہی بچھڑے ہوئے ملے اور کتنے ہی جدا ہوئے۔ سرزمین پاکستان پر اندرونی خلفشار اور دشمنان دین و ملت کی سازشیں رنگ لائیں، بھائی کو بھائی سے مروایا بالخصوص کراچی میں مسلمان نے مسلمان کے خون سے ہولی کھیلی سینکڑوں سہاگ لٹے سینکڑوں بچے یتیم ہوئے اور پوری دنیا میں جگ ہنسائی ہوئی۔ اس خونی ڈرامے میں کشمیری بھی جو پاکستان کی وحدت اور بقا پر یقین کامل رکھتے ہیں اپنے ناکردہ جرم کی سزا پاتے ہوئے اپنے مال و جان سے محروم ہو گئے۔ ادھر تا دم تحریر ان فسادات میں ملوث کسی بھی شخص یا تنظیم کو مجرم یا ملزم قرار نہیں دیا گیا۔ اور خدا ہی جانتا ہے کہ یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا۔

یادِ ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

قارئین المحترم فکریہ، یہ ہے کہ وقت کی یہ تیز رفتاری اور انقلابات زمانہ ہم سے کیا۔ تقاضہ کرتے ہیں۔ اگر آپ ذرا بھی غور کریں تو یہ امر بخوبی جان لیں گے کہ گذرے ہوئے ماہ و سال ہم سے یہ تقاضہ کر رہے ہیں کہ ہم اپنے اعمال کا محاسبہ خود کریں۔ اور جائزہ لیں کہ ہم نے ماضی قریب میں کیا کھویا اور کیا پایا۔

آئیے ہم اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں کو آنے والے دور میں دور کرنے کا تہیہ کریں اور اس عہد کی تجدید کریں کہ ہماری تمام تر صلاحیتیں وطن کی آزادی، اس کی تعمیر و ترقی اور ظلم و زیادتیوں کے خلاف عملی جدوجہد نیز وطن پاک کے استحکام اور وطن دشمن قوتوں کے خلاف وقف رہیں گی۔

تصویرِ کشمیر

حفیظ جالندھری مرحوم

وادیٔ کہسار پر ایسی بہار آئی ہوئی — نخلِ آدم زاد پر لیکن خزاں چھائی ہوئی
اس قدر خوش رنگ کلیاں اور مرجھائی ہوئی — راکھ میں چنگاریاں جیسے ہوں کجلائی ہوئی

حسرت آلودہ ہے چہرہ ہر جوان و پیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا!

جن کی محنت سے چمن میں روئے گل پرخندہ ہے — اس کا گھر تاریک اس کا اپنا منظر گندہ ہے
نقش صناعی کا جس کی لوحِ دل پر کندہ ہے — اس کی مجبوری کو دیکھو بندگی کا بندہ ہے

سانس لینے میں بھی اسکو خوف ہے تعزیر کا!
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا!

یہ چمن اغیار کی شعلہ خرامی کے لئے — یہ ثمر شیریں ہیں اپنی تلخ کامی کے لئے
زندگانی ہے یہاں مرگِ دوامی کے لئے — مائیں جنتی ہیں یہاں بچے غلامی کے لئے

ہر نفس اک سلسلہ ہے قیدِ بے زنجیر کا!
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا!

ہم وطن ہی جب نہ اپنے ہموطن کے کام آئے — سر پہ ہمسائے کے ہمسایہ ہی جب طوفان اٹھائے
کیا بتا سکتی ہے پھر اے دوست تیری ہائے ہائے — یہ مناظر دیکھتا جا اور نہ کر اظہار رائے

ورنہ فتویٰ ایک دن لگ جائے گا تکفیر کا!
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا!

[illegible] علوم دینیہ کی عظیم درسگاہ

[illegible] تعلیم القرآن [illegible] کراچی، اہلسنت وجماعت کی ایک عظیم الشان [illegible] سال سے کراچی کی مضافاتی اور گنجان آبادی والے [illegible] ہے۔ جہاں اندرون ملک اور بیرون ملک کے تقریباً [illegible] سے بہرہ ور ہو رہے ہیں یہ مدرسہ استاذ علماء [illegible] شخصیت مولانا عبدالرحمن صاحب کی سرپرستی میں اوقات دن خدمت [illegible] ایک سوال کے جواب میں مولانا نے بتایا کہ مدرسہ تعلیم القرآن [illegible] نہایت ہی نامساعد حالات میں رکھی گئی اور بالآخر اللہ تعالے [illegible] کامیابی حاصل ہوئی۔ اور آج الحمدللہ اس دار العلوم میں درس [illegible] کی سطح تک مروجہ تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا ہے پاکستان [illegible] کے علاوہ آزاد کشمیر، افغانستان اور ایران کے طلباء بھی زیر تعلیم [illegible] رہائش، طعام، علاج معالجہ اور تعلیم کا مفت انتظام ہے۔

مولانا نے بتایا کہ مدرسہ ہٰذا کے فارغ التحصیل علماء اور حفاظ ملک [illegible] آزاد کشمیر میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

[illegible] صدائے نظم کی اشاعت پر مبارکباد دیتے ہوئے مولانا نے [illegible] صدائے نظم کراچی کے منتظمین کی کوششوں کو سراہا، جو وہ علاقے سے [illegible] اور سماج دشمن عناصر کے خلاف کر رہے ہیں۔ مولانا نے کہا [illegible] صدائے نظم جو قلمی جہاد کر رہا ہے وہ قابل تقلید ہے اور ہر کشمیری [illegible] نظم کے تمام باشعور احباب سے اپیل ہے کہ وہ اس سماجی تحریک [illegible] تعاون کریں۔

[illegible] علوم مدرسہ تعلیم القرآن کے طلبہ نائندہ مجلہ مہتمم کے ساتھ۔

دار العلوم معین الاسلام کے طلباء کا گروپ

دار العلوم معین الاسلام کراچی کا تعارف

تمنا ہے کہ اس دنیا میں ایسا کام کر جاؤں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمت اسلام کر جاؤں

دار العلوم معین الاسلام ۵ ایف نیو کراچی ایک خالص دینی ادارہ ہے جس کا مقصد وحید تشنگان علوم دینیہ کو علم دین سے سیراب کیا جاتا ہے۔ اہلسنت وجماعت کی یہ عظیم دینی درسگاہ ۱۹۸۰ء میں قائم کی گئی اور نہایت ہی نامساعد حالات میں کراچی کی ایک غریب اور پسماندہ بستی میں اس عظیم دینی کام کا آغاز فضل ربی کے بغیر ممکن نہیں دار العلوم معین الاسلام کے ناظم اعلیٰ الحاج مولانا محمد سعید حامدی نے ہمارے نمائندے سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا طالب علمی کے زمانے ہی سے یہ ارادہ تھا کہ تعلیم سے فراغت کے بعد خدمت اسلام کے لیے کسی ادارے کا قیام عمل میں لاؤں گا۔

درس نظامی سے فارغ ہونے کے بعد میں والد محترم کو ۱۹۷۸ء میں حج کے لیے رخصت کرنے کراچی آیا تو پھر یہیں سکونت اختیار کر لی۔ اللہ تعالے نے میری اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کا موقع عطاء فرمایا اور آج الحمدللہ دار العلوم معین الاسلام میں پاکستان کے مختلف علاقوں آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات کے تقریباً ۵۰ طلباء زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ اور تقریباً ۲۰۰ کے قریب مقامی طلباء حفظ و ناظرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ دار العلوم ہٰذا باقاعدہ ایک ٹرسٹ بورڈ کے تحت کام کر رہا ہے۔ اور مستحق طلباء کے لیے خورد و نوش علاج معالجہ اور رہائش کا بالکل مفت انتظام ہے۔ مروجہ علوم درجہ ثانوی (میٹرک) تک کے طلباء کو مفت فیس اور کتابوں کی سہولت حاصل ہے جو مخیر حضرات کے تعاون سے مہیا کی جاتی ہے۔ قبلہ حامدی صاحب نے مجلہ صدائے نظم کی اشاعت پر مجلس ادارت کو مبارک پیش کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ انشاء اللہ یہ قلمی جہاد جاری رہے گا۔

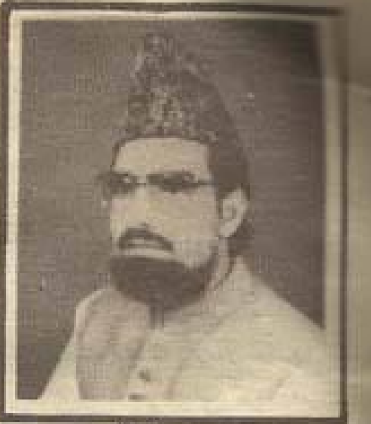

بول کہ لب آزاد ہیں تیرے

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

آزادی اور حکومت اللہ تعالیٰ کا ایک خاص عطیہ اور انمول انعام ہے اس عظیم نعمت آزادی سے وہی قومیں بہرہ مند اور محفوظ ہوتی ہیں جو اس نعمت کی قدر و قیمت جاننے کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت کا نہ صرف اہتمام کرتی ہیں بلکہ اسے حرزِ جاں بھی بناتی ہیں۔ یہ بھی ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ آزادی اور ملکی سالمیت سے سرمو انحراف نہ صرف قہرِ خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہوا کرتا ہے بلکہ آزادی کی لذت سے بے کام اور قعرِ مذلت کی ندامتوں سے ہمکنار ہو کر روحانی اور جسمانی کثافتوں کے ناپید کنار سمندر میں بھٹکنا ان کا مقدر بن جاتا ہے۔

آزادی بھیک نہیں جو دستِ سوال دراز کر کے حاصل کی جاتی ہے آزادی ہر قوم اور ہر فرد کا بنیادی اور پیدائشی حق ہے۔ جو مسلوب ہونے کی صورت میں صبر و استقامت، جرأت و استقلال کی شاہراہ پرخطر سے گزر کر ایثار و قوت سے حاصل کی جاتی ہے۔ جو لوگ مقصدِ عشق میں سفر کو نکلتے ہیں ان کے آبلے کانٹوں سے گھبراتے نہیں اُن کی [illegible] سے خوش ہوتے ہیں وہی انسان سرخرو ہوتا ہے جو استیلاءِ کشمکش میں ثابت قدم رہے، اور جس کا دل اس یقین سے معمور ہو کر [illegible]، جد و جہد کی سیرابی سے گلستان ہو جاتے ہیں۔

اسلام کے جیالے مجاہدین کی شب و روز کی انتھک کاوشوں کی بدولت صدیوں مسلمانوں کی عظمت کا ڈنکا چہار دانگِ عالم میں بجتا رہا۔ اور اس کی عظمت و شوکت کا پھریرا اقصائے عالم تک دکھی انسانیت کے سر پہ سایہ فگن رہا۔ مسلمان حکمرانوں کا راتوں کو جاگنا وظیفۂ حیات تھا اور ذمی و مسلمان دونوں طبقے آرام کی نیند سوتے تھے اور جب تک مسلمان حکمران اس سنتِ الٰہی پر کاربند رہے مسلمان سرخرو تھے۔ اور اسلامی عدل و انصاف کے چشموں سے دنیائے انسانیت سیراب ہو رہی تھی۔ لیکن جوں ہی مسلمان حکمران سخت جانی اور مشکل کوشی کی راہ سے ہٹ کر عیش و عشرت، شراب و کباب اور شباب کے دلدادہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کفرانِ نعمت کے گناہ کی یہ سزا دی کہ تاج و تخت کی جگہ تختہ اور شان و شوکت کی جگہ ذلت اور رسوائی اور نکبت و ادبار کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک دیا کل تک جو قوم سر اونچا کر کے چلتی تھی آج وہ سر جھکا کر چلنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتی۔

ہم جب اس برصغیر کے تاریخ کے اوراقِ پارینہ الٹ پلٹ کر دیکھتے ہیں تو یہاں کے اسلامی حکمرانوں کے آخری تاجداروں کے افعال کے شاہدات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نہ صرف اسلامی اقدار سے تہی دامن ہو گئے تھے بلکہ ان کے افعالِ شنیعہ کی بدولت ساری اسلامی امہ قعرِ مذلت میں جا گری۔ نتیجتاً ایک صدی سے بھی اوپر عرصہ تک مسلمان عملاً قیدِ افرنگ کی صعوبتیں ان کا مقدر رہیں۔

اسکے بعد ہم چونگ چین صوبہ میں گئے جہاں پھو بیراج دیکھا۔ جو 8 کلومیٹر لمبا ہے۔ اس بیراج کی تعمیر کے چار مقاصد بتائے گئے۔ کہ ۱۔ دریا کا پانی آبپاشی کے لئے استعمال میں لایا جاسکے ۲۔ پانی کو کنٹرول کرنے کی خاطر بیراج بنایا ہے۔ ۳۔ پانی سے نمک حاصل کیا جاتا ہے۔ ۴۔ سمندری اور دریائی پانی کو الگ الگ کیا گیا ہے۔ ہمیں بتایا گیا کہ جنگ آزادی کے دوران امریکہ نے اندھادھند بمباری کرکے اس بندرگاہ کو نیست ونابود کر دیا تھا۔ جسے ان لوگوں نے مختصر سی مدت میں دوبارہ قابل کار بنا لیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ریلویز کا نظام بھی قائم ہے۔ دونوں طرف پانی ہے درمیان میں پختہ سڑک تعمیر کی ہوئی ہے۔ جس کے پائے سمندر میں رکھے گئے ہیں۔ یہاں ایک عجیب بات دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ سمندر کے پانی کو الگ کرکے یعنی سمندر میں دیوار بندی کرکے سمندر سے کاشت کیلئے زمین حاصل کی جارہی ہے۔ تاکہ قابلِ کاشت رقبہ میں اضافہ کیا جاسکے اور غلہ کی پیداوار میں مزید اضافہ کیا جاسکے۔

کوریا کے موجودہ صدر نے 20 رمئی 1981ء کو اس جگہ کا دورہ کیا اور اس جگہ کو بیراج کی تعمیر کے لیے منتخب کیا اور خصوصی فوجی دستوں کے ذریعہ اس منصوبہ کی فوری تعمیر و تکمیل کا حکم دیا۔ 1986ء میں یہ عظیم اور کثیر المقاصد پراجیکٹ مکمل کر لیا گیا۔ اس منصوبہ کی تعمیر پر ۴ بلین روپے خرچ بتایا گیا۔ یہاں ماہی گیری بھی ہوتی ہے۔ یہ بیراج انتہائی خوبصورت علاقہ میں واقع ہے۔ یہاں سے 18 دنوں میں بحری جہاز کراچی اور 6 دنوں میں بنکاک جاسکتے ہیں۔ ہم اس منصوبہ کی تعمیر سے بہت متاثر ہوئے اور سڑک کا کام بھی۔ بوقتِ ضرورت خود بخود بند بن جاتا ہے۔

24 راگست 1986ء کو ہم "کھن چھن کو اپریٹو" فارم دیکھنے گئے۔ اس فارم کا کوریا کے صدر نے سات بار دورہ کیا ہے اور کسانوں کو خصوصی ہدایات دی ہیں۔ یہاں صدر نے کسانوں کے ساتھ خود بیلچہ اٹھا کر کام کیا ہے۔ اس فارم میں شالی کے گھاس سے خوبصورت قسم کی چٹائیاں (ریڑھیاں) بنائی جاتی ہیں۔ 1955ء میں جب صدر کوریا اس فارم کا معائنہ کرنے آئے تو ان کیلئے کرسی بچھائی گئی۔ لیکن انھوں نے کسانوں کے ساتھ چٹائی پر بیٹھنا پسند کیا تو

1966ء میں صدر نے مسلسل پندرہ دن اس فارم میں [...] گاؤں میں ایک ہفتہ رہے۔ دن رات کسانوں کے ساتھ [...] اضافے کی تدابیر پر مصروف گفتگو رہے اور پیداوار [...] میں درپیش مشکلات کا جائزہ لیا۔ کسانوں کے [...] بھی جائزہ لیا۔ کوریا میں فارمنگ زراعت کی بنیاد ہے۔ [...] کو پانی کی کوئی قلت یا پریشانی نہیں ہے آبی وسائل سے صحیح [...] استفادہ اٹھانے کے اقدامات کئے گئے ہیں۔ اس فارم میں [...] ٹریکٹر اور 16 چاول مشینیں ہمہ وقت موجود ہیں جو ایک [...] کو کنٹرول کرتی ہیں۔ اس فارم کے زیر استعمال ایک ہزار [...] رقبہ ہے۔ اس فارم سے موازنہ کرتے ہوئے جاپانی دورِ اقتدار [...] بذریعہ نقشہ دکھائی گئی ہے۔ جو انتہائی خستہ حالت ہے۔ رہائشی [...] جھگی ٹائپ ہیں۔ معیارِ زندگی انتہائی پست ہے اور لباس [...] غریب کسانوں کے پاس زمینیں نہیں تھیں۔ کسان لینڈ لارڈز [...] بیگار کاشت کرتے تھے۔

یہاں ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ شمالی کوریا میں گیارہ قسم کی [...] جنکو لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا گیا ہے۔ جو مٹی فصل کیلئے موزوں [...] مناسب ہوتی ہے اس پر وہی فصل کاشت کی جاتی ہے۔ اس [...] معقول ہوتی ہے۔ اگر ایک قسم کی مٹی میں چاول کی کاشت مناسب [...] دوسری فصل وہاں ہرگز کاشت نہیں کی جاتی چاول ہی کاشت [...] اسی طرح مکئی۔ لوبئے اور گھاس سبزیات وغیرہ بھی مناسب مٹی میں [...] کرتے ہیں۔ آزادی سے قبل یہاں کچی سڑکیں تھیں۔ اب ہر سڑک [...] اور پختہ ہے۔ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ایک ڈیزائن میں [...] تعمیر کئے گئے ہیں۔ مکانات کی تعمیر حکومت کرتی ہے۔ اس فارم [...] کرنے کیلئے ۱۵ میل کے فاصلے سے لفٹ پمپ کے ذریعہ پانی فراہم [...] ہے۔ ماہرین نے اس لفٹ پمپ کو 5 سال کی مدت میں مکمل کرنے [...] صدر نے اس سے پہلے مکمل کرنے کی ہدایت دی۔ یہ لفٹ پمپ 40 [...] ایریا کو سیراب کرتا ہے اور پانی کی کوئی کمی نہیں۔

25 راگست 1986ء کو ہمیں انڈر گراؤنڈ ریلویز سسٹم کا [...] کرایا گیا۔ لفٹ کے ذریعہ سطح زمین سے کافی نیچے زمین میں اتارا گیا۔ [...] خوبصورت۔ پائیدار اور صاف ستھرا ریلوے پلیٹ فارم تعمیر تھا۔ 1973 [...] انڈر گراؤنڈ ریلویز سسٹم کے تحت ریلوے لائن کی تعمیر کا کام شروع [...] گیا جو اب تک جاری ہے۔ اب تک 72 کلومیٹر ریلوے لائن مکمل [...]

[illegible] میں پیانگ یانگ ہوٹل لے جایا گیا جہاں

[illegible] ہوٹل میں سفیر پاکستان کے ساتھ ایک
[illegible] ہوئی۔ انھوں نے اپنے خطاب میں سفارتی آداب
[illegible] ہوئے ہمیں بتایا کہ یہاں قیام کے دوران ہم
[illegible] ساتھ مذہب اور عقائد کے موضوعات
[illegible] کیونکہ یہ لوگ کیمونسٹ ہیں۔ مذہب کو
[illegible] کی جڑ سمجھتے ہیں اور مذہب سے بیحد
[illegible] یہ بھی بتایا کہ ان کے کیمونسٹ نظام پر
[illegible] کرتی۔ اس لئے کہ انھیں اس نظام سے
[illegible] یہ بھی بتایا کہ پاکستان کے وجود و سالمیت
[illegible] کے خلاف نہ تو کوئی بات کرتی ہے اور نہ
[illegible] مواد اپنے سوٹ کیسوں میں رکھتا ہے
[illegible] اور ملک کے خلاف سرگرمیوں پر گہری
[illegible] ان کے خلاف بھی لکھی ہوئی کوئی چیز اس
[illegible] ان کے ہاتھ لگے۔ ہر قسم کا تالا کھول کر
[illegible] تلاش کرتے رہتے ہیں۔ چرانے کچھ
[illegible] ضرور ہیں۔ اسی لئے ان کے ملک اور
[illegible] اپنے کمروں میں بھی کوئی بحث نہیں کرنی۔
[illegible] کمروں میں بھی ایسے خفیہ آلات نصب کر رکھے
[illegible] فراہم کرتے ہیں۔

[illegible] پاکستان نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ یہ لوگ
[illegible] ہیں۔ اس لئے یہ کھانے میں جو چیز لائیں
[illegible] نہیں کرنا۔ جس چیز کے کھانے کو جی
[illegible] لینے سے انکار نہ کریں۔ کیونکہ یہ
[illegible] انھیں ہماری مہمان نوازی پسند نہیں
[illegible] دیکھ کر اپنے وطن کی تعمیر و ترقی میں
[illegible]

[illegible] کوریں منسٹر نے ہمارے اعزاز میں
[illegible] شمالی کوریا نے جاپان کے ساتھ
[illegible] سال کوریا جنگ لڑنے کے بعد
[illegible] کی ہے۔ شمالی کوریا کی آبادی

ایک کروڑ 85 لاکھ افراد بتائی گئی اور رقبہ ایک
لاکھ 20 ہزار مربع کلومیٹر۔

۲۱ راگست ۱۹۸۶ء کو ہمارے وفد کو کورین ترقیاتی اکیڈمی میں کوریا کی تعمیر و ترقی اور قومی منصوبہ بندی سے متعلق ایک طویل لیکچر دیا۔ جس میں تعمیر و ترقی کے چھ تجربات بتائے گئے۔ ۱۔ مقامی لیبر سے استفادہ۔ ۲۔ مقامی صنعت کی ترقی ۳۔ مقامی پیداوار میں اضافہ۔ ۴۔ پیداوار کی قسمیں۔ ۵۔ ٹیکنیکلیٹی میں تکنیکی مہارت کا استعمال۔ ہینڈی کرافٹ۔ ہینڈ وول۔ ہاتھ سے کام مشکل ہے۔ حکومت ہیوی مشینری اور فنی مشورے فراہم کرتی ہے۔ ۶۔ لوکل ایریاز میں خام مال کا استعمال۔ منصوبہ جات بزیر نگرانی حکومت کرتی ہے اور خام مال جمع کرنے کے لئے کاؤنٹی کو مخصوص مقامات فراہم کرتی ہے۔ پورے ملک کو دو صد کاؤنٹیز میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اس لیکچر کے بعد ہم نے "گرینڈ پیلپز سٹیڈی ہاؤس" کا معائنہ کیا۔ جہاں کورین تہذیب و تمدن۔ ثقافت اور تعلیم و تربیت کی بنیاد سکھائی جاتی ہے۔ اس کے بعد "گریٹ ٹاور" دکھایا گیا۔ جہاں شمالی کوریا کے موجودہ صدر کم ایل سونگ (جس کو کورین قوم "گریٹ لیڈر" کے نام سے یاد کرتی ہے) کی ستر سالہ برسی منائی گئی ہے۔ یہ ٹاور اپنے نمونے کا ایک واحد اور مثالی ٹاور ہے۔ جس سے بہتر فن تعمیر کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

اس کے بعد "کورین کلچرل ہال" کا معائنہ کرایا گیا۔ جہاں کورین کلچر کا مکمل نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ یہاں وقت کی سخت پابندی۔ نظم و ضبط کا عملی مظاہرہ۔ اپنے کام سے لگن اور زبردست محنت کی عکاسی ہوتی ہے۔ جس کی ایک اہم مثال یہ پیش کی جاسکتی ہے کہ یہاں پانچ سال کی عمر کے بچے اور بچیاں مختلف کام سیکھتے دیکھے جو اپنے کام میں اسقدر مستغرق اور محو تھے کہ کسی ایک بچے نے بھی اپنے کام سے نظریں نہیں ہٹائی۔ اور مصروف کار رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ان بچوں کو ہمارے وہاں جانے کا علم ہی نہیں ہوا۔

[illegible] یانگ ہوٹل لے جایا گیا جہاں

[illegible] ہوٹل میں سفیر پاکستان کے ساتھ ایک
[illegible] انھوں نے اپنے خطاب میں سفارتی آداب
[illegible] ہوئے ہمیں بتایا کہ یہاں قیام کے دوران ہم
[illegible] مذہب اور عقائد کے موضوعات
[illegible] کیونکہ یہ لوگ کیمونسٹ ہیں۔ مذہب کو
[illegible] کی جڑ سمجھتے ہیں اور مذہب سے بیحد
[illegible] یہ بھی بتایا کہ ان کے کیمونسٹ نظام پر
[illegible] اس لئے کہ انھیں اس نظام سے
[illegible] یہ بھی بتایا کہ پاکستان کے وجود وسالمیت
[illegible] خلاف نہ تو کوئی بات کرنی ہے اور نہ
[illegible] مواد اپنے سوٹ کیسوں میں رکھنا ہے
[illegible] اور ملک کے خلاف سرگرمیوں پر گہری
[illegible] کے خلاف بھی لکھی ہوئی کوئی چیز اس
[illegible] ان کے ہاتھ لگے۔ ہر قسم کا تالا کھول کر
[illegible] تلاشی کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ
[illegible] ہیں۔ اسی لئے ان کے ملک اور
[illegible] کمروں میں بھی کوئی بحث نہیں کرنی۔
[illegible] کمروں میں بھی ایسے خفیہ آلات نصب کر رکھے
[illegible] فراہم کرتے ہیں۔

[illegible] نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ یہ لوگ
[illegible] اس لئے یہ کھانے میں جو چیز لائیں
[illegible] کرنا۔ جس چیز کے کھانے کو جی
[illegible] سے انکار نہ کریں۔ کیونکہ یہ
[illegible] انھیں ہماری مہمان نوازی پسند نہیں
[illegible] دیکھ کر اپنے وطن کی تعمیر و ترقی میں
[illegible]

[illegible] منسٹر نے ہمارے اعزاز میں
[illegible] شمالی کوریا نے جاپان کے ساتھ
[illegible] سال گوریلا جنگ لڑنے کے بعد
[illegible] ہے۔ شمالی کوریا کی آبادی

ایک کروڑ 80 لاکھ افراد بتائی گئی اور رقبہ ایک لاکھ 20 ہزار مربع کلومیٹر۔

۲۱ اگست ۱۹۸۶ء کو ہمارے وفد کو کورین ورکرز اکیڈمی میں کوریا کی تعمیر و ترقی اور قومی منصوبہ بندی سے متعلق ایک طویل لیکچر دیا۔ جس میں تعمیر و ترقی کے چھ تجربات بتائے گئے۔ ۱۔ مقامی لیبر سے استفادہ۔ ۲۔ مقامی صنعت کی ترقی ۳۔ مقامی پیداوار میں اضافہ۔ ۴۔ پیداوار کی قسمیں۔ ۵۔ فیکٹریز میں تکنیکی مہارت کا استعمال۔ ہنڈی کرافٹ۔ ہنڈ ورک۔ ہاتھ سے کام مشکل ہے۔ حکومت ہیوی مشینری اور فنی مشورے فراہم کرتی ہے۔ ۶۔ لوکل ایریاز میں خام مال کا استعمال۔ منصوبہ جات پر نگرانی حکومت کرتی ہے اور خام مال جمع کرنے کے لئے کاؤنٹی کو مخصوص مقامات فراہم کرتی ہے۔ پورے ملک کو دو صد کاؤنٹیز میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اس لیکچر کے بعد ہم نے "گرینڈ پیلپز سٹڈی ہاؤس" کا معائنہ کیا۔ جہاں کورین تہذیب و تمدن۔ ثقافت اور تعلیم و تربیت کی بنیاد سکھائی جاتی ہے۔ اس کے بعد "گریٹ ٹاور" دکھایا گیا۔ جہاں شمالی کوریا کے موجودہ صدر کم ال سونگ (جس کو کورین قوم "گریٹ لیڈر" کے نام سے یاد کرتی ہے) کی سترسالہ برسی منائی گئی ہے۔ یہ ٹاور اپنے نمونے کا ایک واحد اور مثالی ٹاور ہے۔ جس سے بہتر فن تعمیر کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

اس کے بعد "کورین کلچرل ہال" کا معائنہ کرایا گیا۔ جہاں کورین کلچر کا مکمل نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ یہاں وقت کی سخت پابندی۔ نظم و ضبط کا عملی مظاہرہ۔ اپنے کام سے لگن اور زبردست محنت کی عکاسی ہوتی ہے۔ جس کی ایک اہم مثال یہ پیش کی جاسکتی ہے کہ یہاں پانچ سال کی عمر کے بچے اور بچیاں مختلف کام سیکھتے دیکھے جو اپنے کام میں اسقدر مستغرق اور محو تھے کہ کسی ایک بچے نے بھی اپنے کام سے نظریں نہیں ہٹائی۔ اور مصروف کار رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ان بچوں کو ہمارے وہاں جانے کا علم ہی نہیں ہوا۔

رپورٹ دورہ شمالی کوریا

۱۹ اگست ۱۹۸۶ء تا یکم ستمبر ۱۹۸۶ء

میاں گوہر الرحمن

چیئرمین ٹاؤن کمیٹی آٹھمقام ضلع مظفر آباد آزاد کشمیر

راقم کو ۱۳ اگست ۱۹۸۶ء کو معاون ناظم صاحب لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کی جانب سے تحریری اطلاع ملی کہ حکومت پاکستان کی جانب سے بلدیاتی اداروں میں سے ایک نمائندہ وفد شمالی کوریا کے مطالعاتی دورہ پر عنقریب جا رہا ہے جس میں آزاد کشمیر کی جانب سے راقم نے شرکت اور نمائندگی کرنی ہے۔ پھر ۱۱ اگست ۱۹۸۶ء کو مرکزی وزارت لوکل گورنمنٹ اسلام آباد کی جانب سے پروگرام ملا کہ یہ وفد ۱۹ اگست ۱۹۸۶ء کو اسلام آباد سے شمالی کوریا کے لئے روانہ ہو رہا ہے۔ لہٰذا آپ ۱۸ اگست ۱۹۸۶ء کو اسلام آباد پہنچیں تاکہ شمالی کوریا کے سفیر کی طرف سے دیئے جانے والے استقبالیہ میں شرکت کر سکیں۔

میں ۱۷ اگست ۱۹۸۶ء کو عید الضحیٰ کے روز سفر شمالی کوریا اختیار کرتے ہوئے اپنے آبائی گاؤں شاہکوٹ سے اسلام آباد کے لئے روانہ ہوا۔ رات گیارہ بجے پنڈی پہنچا۔

۱۸ اگست ۱۹۸۶ء شام کو راقم نے وفد کے دیگر ارکان جن کی تعداد تیئیس (۲۳) تھی کے ہمراہ شمالی کوریا کے سفیر متعینہ اسلام آباد کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت کی۔ ہمیں یہاں شمالی کوریا سے متعلق ایک معلوماتی فلم دکھائی گئی۔ سفیر م... نے ہمارے وفد کے دورہ شمالی ... پر انتہائی مسرت کا اظہار کیا۔

ہمارے وفد میں کل ۲۴ ارکان تھے۔ آزاد حکومت ریاست ... و کشمیر کی طرف سے راقم واحد ر... تھا۔ ہمارے وفد کے قائد جنا... نثار محمد خان صاحب منسٹر آف سٹی... فار ریلویز تھے۔ جبکہ صوبہ پنجاب ... ۹ صوبہ سندھ سے 5 صوبہ بلوچست... سے دو صوبہ سرحد تین اور شمالی ... جات سے ایک رکن شامل تھا۔

۱۹ اگست ۱۹۸۶ء کو ہم... 24 رکنی وفد شمالی کوریا کے مطالعاتی دورہ پر اسلام... انٹرنیشنل ائیرپورٹ سے 12 بجے دن پی۔ آئی۔ اے ک... پرواز کے ذریعے بیجنگ روانہ ہوا اور تقریباً $\frac{1}{2}$ ... گھنٹے کا ہوائی سفر طے کرنے کے بعد دوست ملک عوامی ... چین کے دارالحکومت بیجنگ پہنچے۔ اس وقت چین کے دا... میں شدید بارش تھی۔ ہمیں رات گریٹ وال شیرٹن ہوٹل چا... ٹھہرایا گیا۔ بیجنگ ائیرپورٹ سے ہوٹل تک جو بھی چینی ... آتا یا ملتا وہ ہاتھ ہلا ہلا کر مسکراتے چہرے سے ہمارا است... کرتا اور پاکستانی پاکستانی پکارتا۔ ایسا محسوس ہوتا ... کہ انھیں پاکستان سے گہری محبت ہے۔

ہمارے وفد میں ڈپٹی سکرٹری لوکل گورنمنٹ اسلا... اور ایک صحافی بھی شامل تھے۔ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء کو حکو... عوامی جمہوریہ شمالی کوریا نے ہمیں شمالی کوریا لے جانے کے... اپنا خصوصی ہوائی جہاز فراہم کیا۔ جس کے ذریعہ ہم بیجنگ... سے تقریباً $3\frac{1}{2}$ گھنٹے کا ہوائی سفر کرنے کے بعد عوا... جمہوریہ شمالی کوریا کے دارالحکومت پیانگ یانگ پہنچے۔ جب... شمالی کوریا میں متعین پاکستان کے سفیر، کورین منسٹر اور ا... کورین حکام نے ہمارا شاندار استقبال کیا۔ ہمیں پھولوں... خوبصورت گلدستے پیش کئے گئے اور ایک مختصر سی تعا...

[illegible] یہاں ایک بڑا بازار، بینک اور ہسپتال موجود ہے۔ فوجیوں [illegible] سے یہاں جرنیٹر لگایا گیا ہے۔ اور فوجیوں کے لئے ایک [illegible] تحقیق کے مطابق موجودہ وادی نیلم کا پہلا سیفا کہا جاسکتا [illegible] کے آخر تک کے گاؤں کے لوگ مظفرآباد کی طرف آنے [illegible] اور گلگت وغیرہ کا رخ بھی کرتے ہیں جہاں ان کے [illegible] جنس ساخت کی اشیاء اور گلگتی مصنوعات یہاں کے لوگ عام [illegible] گودام بھی قائم کیا گیا ہے۔

[illegible] سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو صاحب اور موجودہ صدر [illegible] کے ذریعے پہنچ کر کامیاب اجلاس کر چکے ہیں مگر کے [illegible] کا مسکن رہی ہے۔ تاریخ میں لکھا ہے "کہ مغل بادشاہ [illegible] برف کے موسم میں بھی خوشی سے آتے تھے۔ اور انہوں نے [illegible] کے جوتے (پولیں) استعمال کئے۔"

[illegible] نگڑو، بلت اور گریز وغیرہ کے مشہور گاؤں ہیں۔ ان [illegible] بالکل جدا گانہ ہے۔ اور ہندکو زبان بہت کم بولی اور سمجھی جاتی [illegible] جانی پہچانی شخصیت ہے۔ اگر ان میں سے ہر گاؤں کے متعلق، [illegible] تو یقیناً اس علاقے کی تاریخ پورے کشمیر کی تاریخ ہے۔ جسے [illegible] نہیں تو ناممکن ضرور ہے۔ اور پھر مکمل ثقافت کے لئے [illegible] سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ پسماندہ ہونے کے اعتبار [illegible] خصوصی توجہ دینی ہوگی۔ الغرض وادی نیلم کا ہر گاؤں [illegible] ایک دوسرے کا حریف ہے۔ جس کی حفاظت ہمارا فرض

[illegible] کا جال،
[illegible] کھیت
[illegible] جواب
[illegible] تو
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

گھٹاؤں کے ڈیرے ہواؤں کا جال
شفق رنگ مٹی گوہر رنگ ریت
مغل بادشاہوں نے دیکھے ہیں خواب
پہاڑوں کا فوجی رسالہ ہے تو
تیری کاکلیں ہیں پریشاں سہی
کوئی پرستش بے کساں بھی نہیں
ہمارے اب آنے کا کس انتظار
تیری بستیوں میں جلیں گے چراغ

[illegible] مضمون کو نہ تو وادی نیلم کا تاریخی پس منظر اور نہ ہی وادی نیلم [illegible] جھلک کہا جا سکتا ہے۔ چونکہ ان موضوعات کے لئے مکمل کتاب [illegible] تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے نوجوان اور وادی نیلم کے

حسن سے محبت کرنے والے جیالوں کے لئے دعوتِ فکر ضرور ہے گو کہ میں نے کافی کوشش کی کہ مضمون کو مختصر کردوں مگر کیا کیا جائے ؎

"قصۂ شوق مختصر نہ ہوا"

اور پھر بھی مجھے وہاں کے مظلوم عوام اور وادی کے مسائل پر سیر بحث کرنے کے علاوہ خصوصاً وہاں کی مظلوم و مقید عورتوں کی حالتِ زار پر بھی آنسو بہانے تھے مگر ؎

نہ اشکوں کو موقع ملا گفتگو کا
زباں رہ گئی آرزوئے سخن میں

انجامِ وفا

محمد شفیع ناز

نہ کرتے ہم وفا ان سے نہ ہوتا دل ویراں اپنا
نہ دل رہا بس میں نہ دنیا نہ جہاں اپنا
محبت ہے خود برد اتنی کہ کر لیتی ہے گرویدہ
محبت کی لطافت میں کیا ہے خود زیاں اپنا
وفا کے نام پر ہم نے سبھی کو چھوڑ ڈالا تھا
نہ بس کی بات ہے اپنے کہ خود کرتے بیاں اپنا
رقیبوں کو اپنے رقیبوں کو سبھی کو آزما دیکھا
کہ ہو جانے یہ سب میرے نصیب اتنا کہاں اپنا
الم کا دور گزر جائے خوشی کے دن آئیں گے
ابھی تو ناز ہنس لو تم چلا ہے کارواں اپنا
چلو چھوڑو گلے شکوے کسی سے کچھ نہیں کہنا
کلام پاک کو ہم نے رکھا ہے درمیاں اپنا

کے طریقہ کار اور وہاں کے ظالموں اور راشی لوگوں کی نقاب کشی کی گئی ہے اس لیے میرا موضوع اس سے تھوڑا مختلف ہے ؎

نہ پوچھا کبھی حالِ دل تم نے ورنہ
وہ قصہ سُناتے کہ تم یاد کرتے
خدا جانے کس کس پہ الزام آتا
اگر ہم بیاں اپنی روداد کرتے

دواریاں سے ذرا آگے جا کر جاگمن کے سخت اور دشوار راستے سے گزر کر ہم دودنیال پہنچتے ہیں۔ پہلے زمانہ میں لوگ دواریاں پل وطنے عبور کرکے بائیں جانب پگڈنڈی پر چل کر دودنیال پہنچتے تھے۔ مگر اب جاگمن کی طرف سے سخت پتھر کاٹ کر سڑک نکالی گئی ہے۔ دودنیال اچھا خوبصورت گاؤں ہے۔ دواریاں میں ایک ریسٹ ہاؤس بھی ہے۔ دودنیال سے لے کر شاردہ کے درمیان بہت سے چھوٹے گاؤں آتے ہیں جن میں دورسٹ، خواجہ سیری، کھریگام، بیلہ محمد خاں، بتجیاں، بن بتلاں وغیرہ مشہور ہیں۔ ان سب کا الگ الگ تذکرہ اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں ہے۔

شاردہ

شاردہ وادیٔ نیلم کا مشہور تاریخی گاؤں ہے۔ قدیم زمانے میں بدھ مت کے بھکشوؤں کی اقامت گاہ اور یہاں ایک یونیورسٹی بھی قائم کی گئی تھی۔ آج بھی وہاں قدیم قلعہ کے آثار موجود ہیں۔ یہاں پر ایک بہت بڑا مندر بھی تھا جس کی یاترا کے لئے ہندوستان کے علاوہ بنگال سے عقیدتمند آتے تھے۔ البیرونی نے اسے سورج دیوتا ملتان، تھانیسر کے چکر سوامی اور سومنات کے لنگ کے بعد سب سے بڑا مندر قرار دیا ہے۔ تاریخ حسن میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔ البیرونی اپنی کتاب مالالہند میں لکھتے ہیں " وداخل کشمیر علی مسیرۃ یومین اوثلاثۃ من القصبۃ نحو جبال بلور بیت صنم خشبی یسمّی شاردا یعظم ویقصد"

ترجمہ:۔ "اور کشمیر میں (سری نگر) سے دو تین روز (پیدل) کی مسافت پر کوہستان بلور کی سمت ایک صنم کدہ ہے جو لکڑیوں کا بنا ہوا ہے۔ اور اس سے شاردہ کہتے ہیں اور اس کی تعظیم اور یاترا کے لئے دور دراز سے آتے ہیں۔"

خود کشمیری زبان کا رسم الخط شاردہ ہی سے منسوب ہے۔ اس سلسلے میں اسلام آباد یونیورسٹی کے رجسٹرار سید حسن شاہ کو یہ نوٹ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا وہ لکھتے ہیں:۔

"کشمیر کا قدیم رسم الخط شاردا تھا۔ جو شاردائی یونیورسٹی سے منسوب ہے عہد مغلیہ کے شروع دور تک مسلمان بھی کشمیری کیلئے شاردہ استعمال کرتے تھے۔ حضرت سلطان العارفین شیخ حمزہ مخدومؒ جو کشمیری حب الوطنی کے عظیم داعی تھے۔ شاردہ رسم الخط میں دستخط فرماتے تھے۔ جو اب تک موجود ہے"

ان کے اس بیان کی تائید کے لئے اسٹائن کا یہ بیان خاصہ اہم ہے۔ "کہ ایک جینی گجر عالم ہیم چندر (۱۰۸۸-۱۱۷۲ء) نے کتاب "پربھارگ چرت" میں لکھا ہے کہ گجرات کے راجہ جے سنگھ نے اسے مامور کیا کہ وہ سنسکرت کی ایک نئی گرامر مرتب کرے ہیم چندر نے درخواست کی پرانی گرامر دو آٹھ کتابیں فراہم کی جائیں۔ جو مکمل طور پر صرف کشمیر میں سرسوتی (شاردہ) کے مندر میں مل سکتی ہے۔ راجہ جے سنگھ نے اس مقصد کے لئے وہاں وفد بھیجا اور یہ کتب حاصل کیں۔ چنانچہ چندر ہیم نے انکو سامنے رکھ کر نئی گرامر مرتب کی جس کا نام سدھا ہیم چندر رکھا گیا"

اس کے علاوہ یہاں ایک زیارت بھی ہے جو مائی ناردہ کے نام سے مشہور ہے۔ طوالت کے ڈر سے میں مندرجہ بالا معاملات پر بحث نہیں کر سکتا۔ شاردہ میں جنگلات کی کاٹی ہوئی لکڑیوں کا ڈپو بھی ہے جہاں سے ٹرکوں کے ذریعے لکڑی شہر تک پہنچائی جاتی ہے۔ دودنیال سے لے کر کیل تک اب محکمہ اے۔ کلاس والے لکڑی جنگل سے کاٹتے ہیں۔ شاردہ میں ایک اسلامی مدرسہ ہے جو پیر طریقت، بلبل جلیل، مجاہد اسلام حضرت مولانا عبدالسلام صاحب کی زیر سرپرستی چل رہا ہے۔

کیل سے ہلمت تک

شاردہ کے گاؤں سے تھوڑا آگے چل کر سرگن کا مشہور نالہ آکر دریائے نیلم میں گرتا ہے۔ جس کے اُوپر بوم لگا ہوا ہے۔ اب یہاں سے سڑک بھی سرگن کی طرف نکالی جا رہی ہے۔ اس کے بعد ہم کیل سیری اور شیخ بیلہ سے گزر کر کیل کے حسین گاؤں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ یہاں پہلے ایک ہائی سکول تھا جسے اب کالج کا درجہ دیا گیا ہے۔ یہاں پر اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد موجود ہیں۔ یہاں دوسرے قبائل کے علاوہ تھوڑی سی (مغل) کافی تعداد میں رہتے ہیں۔ جو لوات سے ہجرت کر کے وہاں گئے ہوتے ہیں۔ موجودہ ایم۔ ایل۔ اے گل خنداں صاحب کا تعلق اسی خاندان سے ہے۔ میرا یہ مضمون خالص تحقیقی اور تاریخی ہے۔ اور ویسے بھی ہم تو ؎

"نہ شیخ نہ لیڈر نہ مصاحب نہ صحافی"

بہر حال موجودہ ایم ایل اے کے متعلق دوسروں کے علاوہ ان کے حریف میاں م رسول صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ ؎

جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھی دھڑکنیں
انہیں زباں ملی تو ہمیں پر برس پڑے

لیکن اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود کہ وہ کم تعلیم یافتہ ہیں۔ اس سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ حاجی گل خنداں صاحب کی رگوں میں اپنے اسلاف اور مغل بادشاہوں کے بیٹوں کے خیالات بھی بادشاہوں جیسے ہوتے ہیں۔ خود ان کے والد ایک طویل عرصہ گزر جانے کے بعد بھی آج تک وادیٔ نیلم کے لوگوں میں خود گل خنداں صاحب سے کہیں زیادہ پہچانے جاتے ہیں۔ اور خود ان کے قبیلے کے اکثر افراد نہایت اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ اس گاؤں میں بہت بڑی فوجی چھاؤنی بھی موجود ہے۔ مقبوضہ کشمیر کے قریب ہونے کی وجہ سے اسی دفاعی اعتبار سے غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔

وادیٔ نیلم میں کیل اور لوات کی بیلکوں کا حسن بہت مشہور ہے۔ یہاں کے لوگ

[illegible] لکھنے والے حضرات اس سے مفید معلومات
[illegible] کے متعلق یہاں پر تفصیلاً لکھنے سے قاصر ہوں۔
[illegible] چلنے کے بعد درواریاں کا تاریخی گاؤں شاہانہ
[illegible] کا استقبال کرے گا۔ اس سرزمین میں بھی بڑی
[illegible] برکت اللہ صاحب کا مزار درواریاں سالک آباد میں
[illegible] سکول کے علاوہ ڈسپنسری اور ڈاکخانہ بھی موجود
[illegible] لکھے لوگ موجود ہیں۔ مولانا عبدالمجید اشرفی چیف ایڈیٹر
[illegible] کے علمی خدمات قابلِ فخر ہیں ۔
[illegible] کو فخر ہے اپنی وادی پر
[illegible] "مسکن ہے جیالوں کا
[illegible] الحاج برکت اللہ کا قائم کردہ ایک اسلامی
[illegible] کے بعد بھی آج تک اعلیٰ مدارج کی کتابیں پڑھانے کا

[illegible] کے بعد "سیری" کی مشہور بستی میں پہنچ جاتے
[illegible] رحمت اللہؒ، قاضی میر عالم، سلام الدین، سلطان محمد
[illegible] ہو گزرے ہیں۔ تاریخی حقائق کی روشنی میں دیکھا
[illegible] آباد ہونے سے قبل یہاں آکر آباد ہوئے۔ چونکہ ان
[illegible] ان کے اہلِ خاندان میں آجکل بھی کو نسلر قاضی سید
[illegible] انہوں نے ظلم و ستم کی اجارہ داری میں مظلوم عوام
[illegible] سیاسی شعور بخشا۔ اور نہیں جابروں اور آمروں کے
[illegible] بھی بلا خوف سینہ سپر ہیں۔
[illegible] میر عالم اور قاضی خلیل الرحمٰن انور کاشمیری کی
[illegible] کو چند سال قبل اس گاؤں سیری میں لکھے پڑھے
[illegible] بہادری اور طاقت کے اعتبار سے پوری وادی
[illegible] آج بھی وردِ زباں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ جنگلی
[illegible] کو پکڑ کر کانوں میں بند کر دیتے۔ ایک ریچھ کو زندہ
[illegible] ہونے کی وجہ سے انہیں "سیری کے ریچھ" کہا جاتا
[illegible] نوجوان نسل کی علمی خدمات قابلِ رشک ہیں۔ اب
[illegible] خطیب اور صحافی حضرات اور سیاسی شعور
[illegible] اعتبار سے ان کے سرخیل عزیز اللہ آزاد

[illegible] ہوتی ہیں۔ لیکن یہاں پر نوجوانانِ سیری کا

تذکرہ نہ کرنا حقائق سے چشم پوشی ہوگی۔ ان نوجوانوں میں عزیز اللہ آزاد، مجلہ صدائے نیلم کے مدیرِ اعلیٰ قاضی خلیل الرحمٰن انور کاشمیری، نصر اللہ خاں برکوٹی، عبدالمجید عثمانی، عبدالمجید عثمانی، کا نام سرِ فہرست ہے۔ تحریکِ صدائے نیلم اور پھر مجلہ صدائے نیلم" ان ہی حضرات کی کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ تحریکِ صدائے نیلم سے قبل ان حضرات نے "انجمن فلاح و بہبود دوبانشہ گاؤں سیری درواریاں" کے زیرِ اہتمام مجلہ صدائے نیلم نکالا تھا۔ جسے نوجوان نسل کی امنگوں کا ترجمان قرار دیا گیا۔ مگر چند احباب نے پسِ پردہ اس کی مخالفت کی۔ چونکہ اس مجلہ میں چند آستین کے سانپوں کے ڈنگ مارنے کے انداز سے پردہ اٹھایا گیا تھا۔ مگر اب وادئ نیلم کے ہر نوجوان کو جوگیوں کا کردار ادا کرنا ہے۔ اور بین بجاتے ہوئے ان سانپوں کو ایک ٹوکری میں بند کر دینا ہے ؎

مر جائیں گے ظالم کی حمایت نہ کریں گے
احرار کبھی ترکِ روایت نہ کریں گے
ہم شیخ نہ لیڈر نہ مصاحب نہ صحافی
جو خود نہیں کرتے وہ ہدایت نہ کریں گے

اور پھر ہر ظالم اور راشی کو یہ بتانا ہے ؎

دورِ حیات آئے گا قاتل قضا کے بعد
ہے ابتدا ہماری تیری انتہا کے بعد

ان احساسات اور جذبات کو دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ انشاء اللہ وہ وقت قریب ہے، جب وہاں کے مظلوم عوام ان درندہ صفت ظالموں سے نجات حاصل کریں گے۔ لیکن اس کے لئے نوجوان نسل کو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہوگا۔ جس کے لئے یقیناً وہ تیار ہیں۔ اور اپنے عزم کا اظہار یوں کرتے ہیں ؎

ہم پرورشِ لوح و قلم کرتے رہیں گے۔
جو دل پہ گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے
منظور یہ تلخی یہ ستم ہم کو گوارہ۔
دم ہے تو مداوائے الم کرتے رہیں گے
اک طرزِ تغافل ہے سو وہ ان کو مبارک
اک عرضِ تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے

اور یقیناً ان جذبات کا ترجمان "مجلہ صدائے نیلم" آپ کے سامنے ہے اور یہ اس سلسلے کی پہلی کڑی ہے۔ امید ہے کہ وادئ نیلم کے باشعور عوام حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ ہماری یہی دعا ہے کہ ؎

ہر دن ہو تیرا لطفِ بیاں اور زیادہ
اللہ کرے زورِ بیاں اور زیادہ

اس مجلہ میں میرے دوسرے احباب کے مضامین میں آپ کے مسائل اور ان کے حل

سب ۔ آپ کا حافظہ نہایت قوی تھا۔ مولانا برکت اللہ جھاگوی، علامہ مصطفےٰ شاہ مسعودی، محمد سعید مسعودی آپ کے شاگردوں میں سے بہت مشہور ہوئے۔ آپ نے دیوبند سے فراغت کے بعد مفتی اعظم کشمیر کا خطاب پایا۔ کٹن جاگراں اور کھنڈ بیراں میں منوڑی (مغل) قوم کی اکثریت ہے۔ اسی گاؤں سے ملحقہ اشکوٹ کا گاؤں ہے۔ جہاں ایک ریسٹ ہاؤس بھی ہے۔ اشکوٹ کے سامنے ساغلہ کا تاریخی مقام ہے۔ جہاں راجاؤں کا دارالحکومت کسی زمانے میں قائم ہوا تھا۔ اس گاؤں کا وہ جنگل جس دروش کا بنشر (جنگل) کہا جاتا ہے۔ پورے پاکستان میں مشہور ہے۔ دروشی نامی عورت اور اس کے منظورِ نظر محبوب کا انتقال حال ہی میں ہوا ہے۔ اس عورت کا انٹرویو ایک مرتبہ ریڈیو سے بھی نشر ہوا تھا۔ اس جنگل میں ہند کو زبان میں گو، تنیبی، وغیرہ کے بول ایجاد ہوتے جو آجکل وادیٔ نیلم کے علاوہ وادیٔ کاغان اور ہزارہ کے لوگوں کا ورد زبان بن چکے ہیں۔

اٹھمقام:۔ اٹھمقام موجودہ ضلع مظفرآباد کی تحصیل ہے۔ یہ نہایت اہمیت کا حامل اور تاریخی مقام ہے۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہونے کی وجہ سے وادیٔ نیلم کے لوگ اکثر یہاں آتے ہیں۔ پہلے یہاں ہائی سکول تھا جس سے اب کالج کا درجہ دیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ مڈل سکول اور ایک گرلز سکول بھی قائم ہے۔ یہاں پر ایک ہسپتال بنایا گیا ہے۔ جو تحصیل اٹھمقام کا سب سے بڑا ہسپتال ہے۔ یہاں عدالت سب جج اور تھانہ بھی ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ زراعت، لوکل گورنمنٹ، محکمہ جنگلات و مال کے علاوہ دوسرے مختلف محکموں کے دفاتر بھی موجود ہیں۔ یہاں پیغلہ سپلائی کا سب سے بڑا گودام موجود ہے۔ اس گاؤں میں بجلی گھروں تک پہنچا دی گئی ہے۔ یہاں پر ڈاکخانہ کے علاوہ دو بنکوں کی شاخیں بھی قائم ہیں۔ گاڑیوں وغیرہ کیلئے پٹرول اٹھمقام سے آگے میسر نہیں ہے فوج کی ایک بڑی تعداد یہاں موجود ہے۔ فوجی اعتبار سے اس کے سامنے والا علاقہ پالپٹی نکبر وغیرہ بہت اہمیت کے حامل ہیں اس سے ملحقہ لالہ کا گاؤں ہے جہاں بابا عبداللہؒ کی تعمیر کردہ مسجد اب تک موجود ہے۔ اٹھمقام اٹھمقی میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے یہاں کافی نقصان ہو رہا ہے۔ یہاں ایک آرا مشین بھی جو ختم کر دی گئی ہے۔

اچھا بڑا بازار اور بسوں کا اڈہ بھی ہے۔ لیکن اعلیٰ معیار کے ہوٹل ناپید ہیں البتہ یہاں پر ریسٹ ہاؤس موجود ہے۔ سیب کے باغات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ وادی کی بڑھتی ہوئی آبادی، اور مشکلات کے پیشِ نظر اگر اس سے ضلع کا درجہ دیا جائے تو بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ یہاں پر ایک عظیم دینی درسگاہ قائم ہے مولانا عبدالعزیز قاسمی اس کے مہتمم اور سرپرست ہیں۔

کیرن و نگدر:۔ دنجر سے ذرا آگے جاکر ہم کیرن کے مقام پر پہنچتے ہیں یہاں سے لوگ پہلے زمانے میں پل عبور کرکے سرینگر کی طرف جاتے تھے۔ کرناہ ٹیٹوال کیرن کے سامنے نظر آتا ہے۔ اور وہاں کی اُجڑی ہوئی بستی گزرے ہوئے دنوں کی یاد دلاتی ہے۔ متحدہ کشمیر کے وقت یہ علاقہ پہاڑی ڈویژن کہلاتا تھا۔ اور یہاں پہنچنا بہت دشوار سمجھا جاتا تھا مگر اب مقبوضہ کشمیر کی طرف سے روڈ کیرن کے سامنے تک پہنچا دی گئی ہے۔ کیرن میں جنگلات کے دفاتر ہیں۔ اور چھوٹا سا بازار بھی ہے۔ کیرن سے ذرا آگے جائیں تو نگدر نامی گاؤں جہاں راجہ خاندان آباد ہے، سے گذر کر ہم نگدر پہنچ جاتے ہیں یہاں حال ہی میں ہائی سکول قائم ہوا ہے۔ پہلے یہاں کے طالب علم لوات ہائی سکول جاتے تھے۔ اس گاؤں میں شیخ بٹ خواجے اور مغل برادری کے لوگ کثرت سے رہتے ہیں۔

اس گاؤں میں بہت سے اہل علم لوگ پیدا ہوئے ہیں۔ یہاں سے ایک رستہ بڑی وادی کی طرف سے کاغان کو نکلتا ہے۔ نگدر کے سامنے دریا کے پار مقبوضہ علاقہ ہے۔ اٹھمقام لالہ کے سامنے سے لیکر لوات پور تک دریا کے دائیں جانب کا علاقہ مقبوضہ کشمیر کے زیرِ تسلط ہے۔

لوات:۔ یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ وادیٔ کشمیر پر ہر آنے والا فریفتہ ہو گیا اور اس کی تعریف میں زورِ بیان صرف کر دیا۔ شاعروں اور مصنفوں نے اس کے حسن و جمال کی تعریف الفاظ کے ذریعے کھینچنے کی کوشش کی، لیکن آج تک کوئی اس میں کامیاب نہیں ہو سکا کیونکہ اس کی وادیوں اور دلکش مناظر کی ہوبہو تصویر کشی الفاظ کے بس کا کام نہیں۔ "اکبر نامہ" میں لکھا ہے کہ کشمیر کی تعریف و توصیف کو الفاظ کا جامہ پہنانا ممکن نہیں۔ حفیظ جالندھری سے پوچھئے تو وہ بھی کہیں گے ؎

کھینچا تصویر کا لانا ہے مجھے شیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا

جہانگیر نے جب کشمیر کی سیر کی تو ؎

یہ نقشہ دیکھکر بزمِ شہی کا
سروش غیب یہ فرما رہا تھا
اگر فردوس بروئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

وادیٔ کشمیر میں خدا نے جو حسن وادیٔ نیلم کو عطا کیا وہ کسی کے حصہ میں نہیں آیا۔ یوں تو پوری وادیٔ نیلم حسنِ فطرت سے مالا مال ہے۔ لیکن اگر اس کی مختصر اور یکجا جھلک دیکھنی ہو تو یقیناً لوات "آپ کو خوش آمدید کہتا ہے" اس گاؤں کے ملک بوس پہاڑ صرف خوبصورتی ہی نہیں بلکہ اس کی خاک پاک سے ایسے مردانِ حق پیدا ہوئے ہیں جن کا تذکرہ کئے بغیر تاریخ نامکمل ہے۔

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا غلام مصطفےٰؒ صاحب محمد سعید مسعودیؒ، الحاج برکت اللہ جھاگویؒ، پیر ولایت شاہؒ، پیر نور احمد شاہؒ جیسے اولیاء اللہ نے اس کو صبح و شام میں نشوونما پائی ہے۔ پھر حال میں غلام ربانیؒ صاحب جیسے علم کی تڑپ رکھنے والے سیرت پیدا ہوئے۔ غلام ربانیؒ کی پانچویں سالانہ برسی کے موقع پر راقم نے لوات کے حسین گاؤں اور اکابرین لوات کے حوالے سے غلام ربانیؒ صاحب کی علمی اور سماجی خدمات پر مختصر مقالہ لکھا

لوگ، رسل و رسائل نہ ہونے کی وجہ سے کم آئے ہیں
غیر ملکیوں کا داخلہ وادی میں ممنوع قرار دے دیا ہے۔
نیلم ایک مانگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ سانپ کی مانند بل
چھلکتی ہوئی رواں دواں نظر آتی ہے۔ حفیظ جالندھری
بیچ و بل کھاتی ہوئی" اس ندی کو قرار دیا ہے۔ اگر آپ
کو برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑ کے دامن سے بھینی بھینی
نیلم کے پہاڑوں پر سخت گرمیوں میں بھی ٹھنڈی ہوا چلتی رہتی ہے
پہاڑوں کے سائے وادی پر ہر وقت پھیلتے رہتے ہیں۔ لہٰذا اتنے
نباتات کا ہونا ایک ضروری امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وادی
نباتاتی زندگی نباتات کے ماہروں کے لئے دلچسپی کے تمام سامان
معدنیات کے لئے بہترین مقام تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن افسوس
، سڑکوں کی عدم موجودگی کی وجہ سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا
جڑی بوٹیاں اور معدنیات اس دیس میں بکثرت ملتی ہیں۔ اور یہ کرشمہ

نظاروں کا دیس — وادیوں ندیوں کو ہساروں کا دیس
فردوس روئے زمین — انتخاب جہاں یہ بہاروں کا دیس
ندیوں کی زمین — شور کرتے ہوئے آبشاروں کا دیس
چٹانوں کا گھر ، — یہ درختوں کی لمبی قطاروں کا دیس
کی سرزمین — دیوداروں سفیدوں چناروں کا دیس
میں قربان ہوگئے — ان جیالے جری جانثاروں کا دیس
کا سہارا ہے یہ — جس سے کہتے تھے سب بے سہاروں کا دیس
بجلی کا پیٹر — اب نہیں یہ خیالی غباروں کا دیس

کے چند مشہور گاؤں

اگر کسی ملک کی خوشحالی کا اندازہ کرنا ہو تو اس
کے عوام کی حالت سے کرنا چاہیئے۔ دنیا کے
امیر بہت کم ہوتے ہیں۔ اکثر آبادی عام لوگوں سے ترتیب پاتی ہے۔ جن
گاؤں میں رہن سہن اور صحت وغیرہ سے ملک کی حالت پہچانی جاتی ہے۔ اگر
تسلیم کیا جائے تو وادی نیلم کے گاؤں زبان حال سے اپنی بے بسی کا اظہار
۔ جو ابھی تک بجلی جیسی عظیم نعمت سے محروم ہیں اور سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے
حسین خطے کی دید سے محروم ہیں۔ تجارت اور بے روزگاری جیسے مسائل
ہیں۔ اگر بجلی پہنچا کر کارخانے قائم کئے جائیں تو بے روزگاری
۔ لہٰذا اب حکومت اس کی طرف خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ کنڈل شاہی
اس کی کڑی ہے۔

کے گاؤں ایک دوسرے کے قریب واقع ہیں۔ مظفر آباد سے

سیدھی سڑک ٹھیکہ سے ہوتی ہوئی نوسدہ، نوسیری کی طرف جاتی ہے اسی سڑک کے ذریعے ہم وادی نیلم میں داخل ہوتے ہیں چند سال قبل لوگ پیدل چل کر شہر تک پہنچتے تھے۔ مگر اب کیل سے کافی آگے تک جیپ کی سڑک بھی نکالی گئی۔ اور اٹھمقام تک نیلم ویلی روڈ جو کے ایچ خورشید صاحب کے دور حکومت میں شروع کی گئی تھی پختہ کر دی ہے۔
وادی نیلم کا خوبصورت حصہ چلہانہ سے شروع ہو جاتا ہے۔

چلہانہ سے نگدر تک

چلہانہ سے لے کر نگدر سے ذرا آگے لوات تک بعض جگہوں میں دریا کے اس پار والے علاقوں پر انڈیا کا قبضہ ہے جس کی وجہ سے آئے دن فائرنگ کا خطرہ رہتا ہے، جس کے تدارک کے لئے اقوام متحدہ کی ریڈ آرمی گشت کرتی رہتی ہے۔ چلہانہ سے لے کر نگدر تک کا اکثر علاقہ تقریباً آب و ہوا اور موسم کے لحاظ سے ایک جیسا تصور کیا جاتا ہے۔ چلہانہ سے آگے ملوق باڑیاں، لیسوا اور میر پورہ کے علاوہ کٹن جاگراں اور کنڈل شاہی کے مقامات آتے ہیں لیسوا کا مقام نہایت موزوں ہے یہاں ہائی سکول بھی ہے۔ اس کے علاوہ میرپورہ اور اور کٹن میں بھی ہائی سکول قائم ہیں۔ یہاں پر کافی آبادی رہائش پذیر ہے کٹن میں برف خاص مقدار میں پڑتی ہے۔

کنڈل شاہی پہلے تحصیل تھی اب یہاں ایک دینی درسگاہ میاں غلام رسول کی زیر سرپرستی قائم ہے اور یہاں حکومت پن بجلی قائم کر رہی ہے جس سے پوری وادی بقعۂ نور بن جائے گی۔ ان گاؤں میں مختلف اقوام کے لوگ بستے ہیں جن کا زیادہ تر پیشہ زراعت ہے۔ پڑھے لکھے لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ کنڈل شاہی کے قریب کیا شریف بہت مشہور مقام ہے۔ یہاں پر اپنے زمانے کے عارف، ولی کامل حضرت نظام الدینؒ اولیاء جیسے بزرگ پیدا ہوئے۔ جن کی شہرت نہ صرف کشمیر تک محدود ہے بلکہ ان کے ہزاروں مرید برصغیر میں موجود ہیں۔ ان کا ہر سال عرس منایا جاتا ہے۔ آپ دیوبند کے فارغ تھے جب بچپن میں انور شاہ صاحب کشمیریؒ کو ان کے والد صاحب کے پاس لے کر آئے تو آپ نے انور شاہ صاحبؒ کشمیری سے ان کے اسباق کے متعلق چند سوال کئے پھر فرمانے لگے

" انشاء اللہ یہ اپنے وقت کے ان علماء میں سے ہوں گے جن سے دنیائے اسلام کو فیض پہنچے گا۔ اور سنت نبویؐ کو فروغ ملے گا" ان کی اولاد میں سے میاں مرزا صاحب ہوئے جو تحریک آزادی کے محرک اور ولی تھے۔

آپ کا کردار تحریک آزادی کشمیر میں نمایاں ہے۔ مگر افسوس کہ نئی نسل اور خصوصاً ان کی اولاد ان کی زندگی کے اس پہلو کو نظر انداز کر چکی ہے جس کی وجہ سے لوگ انہیں صرف ایک راہب کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ اور ان کی یاد اب صرف عرس اور چندے جمع کرنے تک محدود کر دی گئی۔ ان کے کارناموں کو نظر انداز کرنے میں حکومت کا بھی ہاتھ ہے۔

کٹھ پیراں بھی اولیاء کا مسکن رہا ہے۔ کٹھ پیراں کو آباد کرنے اور اسلام پھیلانے کا سہرا حضرت بابا آخون کے سر ہے۔ ان کے بعد میاں مفتی اسرائیل صاحب کئی عرصہ تک درس دیتے

مرغزاروں کی شادابیوں نے یورپ اور امریکہ تک کو اپنا اسیر بنا لیا۔ کشمیر کی وادئ نیلم میں آج بھی سیاحوں کی آنکھوں کو طراوت ملتی ہے۔ یہ وادی جنگلات کی شکل میں بیش بہا خزانہ اپنے اندر لئے بیٹھی ہے۔ مگر اس کے مخفی خزانوں کے متعلق بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ حالانکہ اس وادی کی سرزمین اپنے اندر مسیحائی اثر رکھتی ہے۔ وادئ نیلم میں مختلف اقسام کی جڑی بوٹیاں اُگتی ہیں۔ جو دوا سازی کے کام آتی ہیں۔ یہاں کے جنگلوں میں گُچھی عام پائی پائی جاتی ہے لوگ ہزاروں روپے کماتے ہیں۔ یہ نہایت قیمتی چیز ہے اس کے علاوہ بنفشہ زیرہ وغیرہ امراض سینہ اور جلن کو دور کرتا ہے مُہری کے پھولوں کا مُربّہ تیار کیا جاتا ہے گاؤ زبان پیٹ کے کیڑوں کے کام آتی ہے۔ اس کے علاوہ کاکوا ملیریا کیلئے مفید ہے۔ گوگل دھوپ اور کُٹھ وہاں عام پائی جاتی ہیں۔ چوداوغیرہ سے سال بوسیشی کا علاج کیا جاتا ہے جبکہ کُٹھ پتریس اور بٹ بیرہ، وغیرہ انسانی امراض کو ختم کرنے کے لئے بہت مفید ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ غیر معمولی امراض کا علاج بھی خود جڑیوں سے کر لیتے ہیں ے

پتریس، کُٹھ، بنفشہ، زیرا گُچھی چودا
مسیحا جن سے شرمائے شفاخانہ دیکھئے جاناں

عام طور پر یہ جڑی بوٹیاں کچھ تو کم بلندی پر اور کچھ اونچی بہکوں کی ماہلیوں پر اگتی ہیں۔ بہکوں کی ماہلیاں موسم گرما میں شروع ہوتے ہی جڑی بوٹیوں سے بھر جاتی ہیں۔ رنگا رنگ کے پھول فردوس نظر بنتے ہیں۔ ان کی وجہ سے ہر طرف خوشبو پھیل جاتی ہے۔ جس کا اثر نظام عصبی پر بھی پڑتا ہے اور بعض لوگ بلند مقام پر جڑی کی خوشبو برداشت نہیں کر سکتے لہٰذا اس کے خمار کو کم کرنے کے لئے پیاز کے گنڈے استعمال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں کی بہکوں سے مختلف قسم کی سبزیاں خشک کر کے سردیوں کے لئے جمع کرتے ہیں۔ جو پورے سردیوں کے لئے کافی ہوتی ہیں۔ ان میں لانگرس گُنجی، کنڈیرا، پیاز، جلیری، کھٹے پتر، چاھ وغیرہ سبزیاں بہت مشہور ہیں۔

ان ماہلیوں میں گنا نا گندل ہوتی ہے جو بہت لذیذ ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ وہاں جنگلوں میں گُچھے یا آگلو، بریتے، کھن مرچ اور دوسرے کئی لذیذ پھل بھی پائے جاتے ہیں اور مقامی لوگ وہاں کی بعض جڑیوں کو خشک کر کے اور پیس کر سردیوں میں چائے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ جس کا ذائقہ بہت ہی لذیذ ہوتا ہے۔ ان سبزیوں اور جڑیوں کیلئے ملے جلے تاثرات ملاحظہ فرمائیے ے

چائے ہو جو جڑیوں کی بنے زینت وہ لڑیوں کی
شراب کی سی مستی ہے جانا نا تو دیکھئے جاناں
یہ بھٹوا ہے وہ جلیری ہے یہ لانگرو ہے وہ کنڈیرا
نرالا ہے زمانے سے یہ کھانا دیکھئے جاناں

وادئ نیلم کے جنگلوں میں جڑی بوٹیوں کے علاوہ مختلف قسم کے قیمتی درخت پائے جاتے ہیں۔ جو اعلیٰ قسم کا فرنیچر بنانے کے کام آتے ہیں۔ ان میں بُرج، کلو، اخروٹ، دیار وغیرہ بہت مشہور ہے۔ یہ درخت صرف مادی ضروریات ہی کے لئے نہیں بلکہ [illegible] طراوت اور رُوح کے لئے تازگی کا سامان بھی مہیا کرتے ہیں۔ نیلم اپریل [illegible] کے اواخر تک کا زمانہ نہایت مسحور کن اور دلکش ہوتا ہے۔ اس کا عوض [illegible] سے نہیں تولا جا سکتا۔ الغرض وادئ نیلم کا حُسن اس حد تک مکمل اور جمال [illegible] تک پہنچا ہوا ہے کہ شاید قدرت نے اس کی تخلیق کے بعد اپنے ہاتھ توڑ [illegible] ایسی تخلیق وجود میں نہ آ سکے۔ کشمیر کی خوبصورتی کی خاص وجہ وادئ نیلم کا [illegible] ہے۔ چنانچہ سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کشمیر کا مقابلہ سوئٹزرلینڈ سے کرتے ہوئے [illegible]

" فطری طور پر سوئٹزرلینڈ ہی وہ ملک ہے جس سے کشمیر کا مقابلہ کر [illegible] سب سے زیادہ مائل ہوتی ہے۔ لیکن پھر بھی کہیں کہیں کشمیر کے پیچھے جو [illegible] کا خط جس کا دنیا بھر میں جواب نہیں نظر آتا ہے۔ ویسا سوئٹزرلینڈ کے پیچھے [illegible]

یہاں کی جنگلات شکار سے بھرے پڑے ہیں۔ مرغ زریں، بارہ سنگھا [illegible] ہرن، آہوں اور مور وغیرہ عام پایا جاتا ہے۔ ریچھ اور چیتے بھی ہوتے [illegible] میں ٹوڑی، شاہین، جنگلی عام پائی جاتی ہے۔ لوگ ان چیزوں کا شوق سے شکار [illegible] اگر وہاں کے شکاریوں کی داستانیں بیان کرنے پر آ جاؤں تو ایک ضخیم کتاب [illegible] سکتی ہے ے

دل یہ کہتا ہے فراق انجمن سہنے لگوں
شہر کی رنگینیاں چھوڑوں یہیں رہنے لگوں

کچھ ذکر معدنیات کا وادئ نیلم کے پہاڑوں میں مختلف قسم کی معدنیات عام پائے جاتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ماہرین کی کمی اور حکومت کی عدم توجہی [illegible] کے استخراج کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ دریائے نیلم کے دائیں بائیں [illegible] اُونچے پُروقار اور ہرے بھرے پہاڑ ہیں۔ جن کی چوٹیوں پر بادلوں کے [illegible] ہیں۔ لیکن بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ وادئ نیلم خزانوں کا گھر ہے۔ یہاں [illegible] بکثرت پائے جاتے ہیں۔ منشی محمد الدین فوقؔ کے ماہانہ "کشمیری میگزین" [illegible] شائع ہوا تھا۔ جس میں یہ بات تحریر ہے کہ

" آئین اکبری میں لکھا ہے دریائے اباسند رود پدی (جو چیلاس [illegible] ہیں۔ م اور دریائے کرشنا گنگا (دریائے نیلم) سے سونے کی ریت پائی جا [illegible] اکبری میں بھی وادئ نیلم کے دریا سے سونا نکالا جاتا تھا ے

سلامت تیری ندیاں اور کھیت
شفق رنگ مٹی گوہر رنگ ریت "

اور موجودہ تحقیق کے مطابق لوات کی بہک سوناڑ میں ایک [illegible] کافی مقدار میں ملا ہے۔ اس کے علاوہ اگر حکومت توجہ دے [illegible] تو بہت سی قیمتی اشیاء اور سنگ مرمر وغیرہ نکالا جا سکتا ہے۔ ان معدنیات [illegible]

... کے علاوہ مسعودی خاندان گوکہ وادی میں قلیل تعداد میں ہیں۔ ... کی خدمات اتنی ہیں کہ اگر ان کو سب قوموں کا سردار کہا جائے ... شمیری اور مولانا غلام مصطفٰے صاحب کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا ... شیخ، نجار، لوہار اور کیانی جیسی خاندانوں کے لوگ بھی یہاں بستے ... علیحدہ علیحدہ ذکر طوالت کے ڈر سے نہیں کیا جا سکتا ہے۔

... کے باشندوں کے اوصاف

چونکہ کشمیر کی سرزمین قدرتی طور پر حسین ہے۔ لہٰذا طبعی ماحول ... ظلم و ستم کے یہاں کے باشندوں کے ذہن پر گہرا اثر ڈالا کشمیر میں قدرتی ... جلوہ آرائی ہے۔ کشمیر کا چپہ چپہ مہمان نواز ہے۔ اور پھر وادی نیلم کو تو ... فیصد حسن ملا ہے اس لئے وادی نیلم کے لوگ فطرتاً مہمان نواز واقع ہوئے ... وادی نیلم میں گذر ہو تو صرف انسان ہی نہیں بلکہ وہاں کی ہر چیز آپکی میزبان ... خوشبو سے معطر ہوائیں آپ کو خوش آمدید کہیں گی۔ پتھر سے نکلتے چشمے آپ کی ... سے کریں گے۔ شاید اسی منظر کو دیکھ کر جگسبت کہہ رہے تھے ؎

چپہ چپہ ہے میرے کشمیر کا مہمان نواز
راستے میں پتھروں نے دیا پانی مجھے

... کے جنگلوں کے درخت بھی آپکو پھل میسر کریں گے۔ وہاں کے پہاڑ آپکو اپنے ... محفوظ کر لیں گے۔ اور جنگلوں کے پرندے اپنے نغمات سے روح کے لئے ... سامان مہیا کریں گے۔

جہاں کی سرزمین کا یہ عالم ہو تو وہاں کے باشندوں کا اندازہ کرنا مشکل نہ ہوگا۔ یہی ... ایک دفعہ وہاں سے واپس لوٹنے والا ہمیشہ یہی کہتا ہے ؎

"کر جی چاہتا ہے پھر کہیں مہمان سے جائیے"

... کے لوگ اکثر غربت اور مظلومی کا شکار ہیں۔ جسکی زیادہ تر ذمہ داری حکام پر عائد ... ہے۔ یہاں رشوت، لوٹ کھسوٹ، اور اجارہ داری کا دور دورہ ہے۔ مگر ... کے باوجود یہ لوگ بالعموم خود دار واقع ہوتے ہیں ہر سال ہزاروں وادی نیلم کے باشندے ... سرزمین کو داغ مفارقت دے کر مزدوری کی خاطر پاکستان اور دوسرے ... کا چپہ چپہ چھان مارتے ہیں۔ وہ لوگ گندے سے گندہ کام کریں گے بوجھ اٹھائیں ... گے راتوں کو چوکیداری کریں گے۔ لیکن خود کا یہ عالم ہے کہ وہ کبھی بھی اپنی تنگدستی کا گلہ ... کریں گے۔ میلوں پیدل چل کر جائیں گے۔ مگر کرائے کے لئے کسی سے بھیک ... مانگیں گے۔

... زندہ دلی ان کی فطرت میں شامل ہے۔ وہ فطرتاً صابر و قانع واقع ہوئے ہیں۔ اس ... مصیبت کو خندہ پیشانی سے قبول کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ مقدر کے قائل اس لئے ... مصیبت ... ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹتے رہے لیکن انہوں نے ہر مصیبت کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔ ان کا حوصلہ کبھی نہیں ٹوٹا اور توکل کا عقیدہ ان کی آس بندھاتا رہا۔ ان کے نزدیک ناکامی تو انسان کا مقدر بن سکتی ہے لیکن وہ ناامیدی کو گناہ سمجھتے ہیں۔ اگر کسی نے ڈوگروں کے خلاف ناکامی کا طعنہ دیا تو وہ یوں کہہ دیتے ؎

دل ناامید تو نہیں ناکام ہی تو ہے
لمبی ہے غم کی شام مگر شام ہی تو ہے

مگر افسوس کہ آزادی کے بعد بھی ان کی یہ شام صبح میں تبدیل نہ ہو سکی۔ اب نئی نسل پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس اندھیرے کو اُجالے میں تبدیل کر دیں۔ اور ہر ظالم کو یہ پیغام پہنچا دیں کہ ؎

یہ ظلم و ستم کی تاریکی کچھ دیر کی مہمان ہے یارو!
ہم اپنے لہو کے قطروں سے ہر شب کو چراغاں کر دینگے

اس وادی کے لوگ جاہ و جلال کے طالب تو ہو سکتے ہیں مگر زر پرست نہیں۔ یہ اپنے وقار کی خاطر قربانیاں دینا جانتے ہیں۔ یہاں کے لوگ ہمیشہ اپنے آقا یا لیڈر کے وفادار تصور کئے جاتے ہیں۔ ایاز محمود کا قصہ تو یہاں کے ہر انسان کی داستان ہے۔ یہاں کے بوڑھوں کو داستان سرائی کا کافی ذوق ہے۔ کئی کئی گھنٹے وہ قصوں میں صرف کرتے ہیں۔ دنیا میں داستان کا ابتدائی مجموعہ جو "پنج تنتر" کے نام سے مشہور ہے کشمیر ہی میں تیار ہوا ہے۔ وہاں کے لوگ افواہ باز ہیں افواہ شکن نہیں۔ ان میں وطنیت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ وہ وطن سے دور رہنا کسی حالت میں برداشت نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے۔ مزدور طبقہ سردیاں ختم ہوتے ہی وادی کا رخ کر لیتے ہیں چونکہ ان کا دل ہمیشہ وطن سے باہر بھی وطن ہی میں اٹکا رہتا ہے۔ شام غربت میں بھی وہ صبح وطن کے خواب دیکھتے رہتے ہیں۔ وہ وقت کے ساتھ ضرور بدلتے ہیں مگر ابن الوقت نہیں۔ آپس میں جھگڑوں کے باوجود دوسروں کے مقابلہ میں ان کا جذبہ قابل دید ہوتا ہے۔

وادی نیلم کی عوام ڈوگرہ راج میں

پاک و ہند کی اکثر عوام کا خاندانِ تقسیم کا اندھیرا اُجالے سے بدل گیا۔ لیکن وادی کشمیر اور خصوصاً وادی نیلم کے اُفق پر ابھی تک کوئی ایسا نشان ابھی تک جلوہ گر نہیں ہوا۔ جس سے طلوع سحر کا مقدمہ سمجھا جائے۔ وادی نیلم کے لوگ ڈوگرہ راج کے ستائے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کے سینے ڈوگرہ راج کی تلخ یادوں سے فگار ہیں۔ ان ڈوگروں نے پری رو چہروں اور فرشتہ سیرت انسانوں کی غیرت و حمیت کو کچلا۔ عزت نفس کو روندا، معاشی سکون کو تباہ کیا اور انہیں سیاسی بدحالی کے گہرے کھڈ میں دھکیلا ہے۔ صدیوں کے استبداد نے وادی نیلم کے لوگوں کی عزتِ نفس اور خود اعتمادی کو ایسی ضرب لگائی کہ ان کی پوری زندگی میں غلامانہ طرز عمل کی جھلکیاں عام ہو گئیں۔ الغرض ڈوگرہ راج تاریخ کا طویل

سیّد یا سادات :۔

جہاں تک لفظ سیّد کے لفظی معنوں کا تعلق ہے تو ہر عالم یہ جانتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ یہ لقب اس کو دیتے تھے جو اپنے فن میں کمال رکھتا ہوتا۔ قرآن نے سورۂ یوسفؑ میں جہاں یہ ذکر کیا کہ حاکم مصر کی بیوی زلیخاں نے یوسفؑ کا کرتہ پیچھے سے پھاڑا وہاں مذکور ہے " وَاَلْفَیَا سَیِّدَ ہَا لَدَا الْبَاب " یعنی اس نے خاوند کو دروازہ کے قریب پایا۔ یہاں سیّد کے معنی شوہر کے ہیں۔ دوسری جگہ حضرۃ یحییٰؑ کی بابت ارشاد ہوا " سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا " یہاں سیّد کے معنی بزرگ کے ہیں۔ ایک شخص نے حضورؐ سے پوچھا :۔

" آپؐ کی اُمّت میں سیّد کون ہے "؟ آپؐ نے فرمایا :۔

" اللہ تعالیٰ جس کو مال و دولت عطا فرمائے اور وہ سخاوت کرے "

یہاں سیّد سے مراد سخی ہے۔

آج کل جو لوگ سادات ہیں ان کے خانوادہ سادات لقب اختیار کرنے کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے اس خانوادے کے بزرگوں کے لئے جدا جدا لقب عطا ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ کے متعلق " سیدۃ النساء اہل الجنۃ " حضرت حسینؓ کے لئے " سید الشباب اہل الجنۃ " اور اسی طرح حضرت علیؓ کو آپؐ نے ایک مرتبہ " سید العرب " کے لقب سے یاد کیا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ لقب حضورؐ کے ذاتی عطا کردہ ہیں۔ خاندانی اور موروثی نہیں۔ اور نہ ہی شریعت کی نگاہ میں اس سے کوئی وجہ امتیاز حاصل ہے۔ کیونکہ آپؐ نے فرمایا :۔ " اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَم وَلَا فَخْر " اور پھر قرآن کا فیصلہ کہ " اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ " کے پیش نظر کسی کو ذات پات کی وجہ سے مکرم نہیں سمجھا جاتا۔ یہ لوگ بخارا اور ایران سے ہجرت کر کے کاغان آئے اور پھر وہاں سے وادئ نیلم میں داخل ہوئے۔ بابا حیدرؒ کے بعد پیر ولایت شاہ وادئ نیلم میں داخل ہوئے۔ جنہوں نے لوات اور صندوق سے شادیاں کیں۔

موجودہ عہد سیاں اور صندوق میں ان کی اولاد آباد ہے۔ یہ لوگ ہندکو یا پہاڑی زبان بولتے ہیں گو کہ ان کی تعداد وادئ نیلم میں بہت زیادہ نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود لوگ انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

کھکھے کھش (یا بمبے)

کھش قبیلہ کے متعلق کتاب " انڈین جیوڈ " جلد اوّل کے صفحہ ١٠٢٠ پر لکھا ہے کہ " قدیم زمانے کی سنسکرت زبان میں کھش قبیلہ اس قوم کا نام تھا جو کوہ ہمالیہ کے بہت بڑے حصے پر آباد تھی۔ " سر والٹر لارنس کی کتاب " ویلی آف کشمیر " کے مطابق ١٨٩١ء میں کشمیر کی مردم شماری کے مطابق کھکھہ قوم کی آبادی ٤٥٧٥ تھی اور یہ فرقہ کشمیر کے

پہاڑی مسلمان اور راجپوتوں کی ایک شاخ سمجھا جاتا تھا۔ یہ لوگ دراصل ... کی ایک شاخ ہیں۔ بعض لوگ انہیں بنو امیہ کی نسل سے منسوب کرتے ہیں۔ اور بعض ... نسل سے۔ زیادہ بحث میں جانے کی بجائے میں صرف مرزا لنس بنگ ہیئنڈ کا ایک ... کروں گا۔ جو نا قابل تحقیق ہے۔ وہ لکھتے ہیں :۔

" ہم نے قدیم اسرائیلی ہیروؤں کی جو تصویر اپنے ذہن میں قائم کی ہے اس ... کشمیر میں آج تک دیکھا جا سکتا ہے۔ کچھ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ کشمیری اسرائیل کے ... قبائل ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اصلی انجیلی چہروں کو کشمیر میں ہر جگہ دیکھا جا سکتا ... خاص طور پر کوہستانی دیہات میں جب بھی چاہیں اسرائیلی گلہ بانی کو ریوڑ ... ہوئے یہاں دیکھ سکتے ہیں "

یہی وجہ تھی کہ سیّد علی ہمدانی چودہویں صدی میں کشمیر تشریف لائے تو ... وادی کو گویا کشمیر میں اسرائیلیوں کی آبادکاری کی تائید میں " باغ سلیمان " کا نام ... کے بمبہ لوگ نیلم وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ گو کہ تعداد کے لحاظ سے کم ہیں ... چالاک تصور کئے جاتے ہیں۔ ان راجاؤں نے کئی سال تک وادئ نیلم پر حکم... ہے۔

مُغل :۔

وادئ نیلم میں فضل خاندان کے لوگ متوطن ہیں۔ بدرلی ... براجی۔ برکوئی وغیرہ ناموں سے پہچانے جاتے ہیں ... کہاں سے آئے کیسے آئے یہ سب کچھ آپ کو مغلیہ خاندان کی تاریخ میں تفصیلاً ... ہے۔ اس لئے یہاں ان کا تاریخی پس منظر تحریر کرنا ضروری معلوم نہیں ہوتا ... البتہ اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ جب مغلوں کی حکومت رو بہ زوال تھی ... لوگ برصغیر سے بھاگ کر ان پہاڑی علاقوں میں آ کر آباد ہو گئے اور ظلم و ستم ... کے لئے اپنا تعارف مختلف ناموں سے کرتے رہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مغل ... بڑی اور چکا چاروں بھائی تھے۔ جن کی نسبت یہ قومیں منسوب ہو گئیں۔ وادئ نیلم میں ... ان لوگوں کی اکثریت ہے۔ ان کی مادری زبان ہندکو یا پہاڑی ہے، جو گوجری وغیرہ ... ملتی ہے۔ وادئ نیلم میں یہ لوگ کاغان سے آ کر لوات اور کھکھڑ میں آباد ہوئے تھے ... سے عظیم نامی ایک شخص ہجرت کر کے کیل چلا گیا۔ کیل اور لوات کے علاوہ کنڈ میں ... کی بڑی تعداد موجود ہے۔ موجودہ ایم ایل اے گل خنداں کا تعلق اسی قبیلے ... اس خاندان کے بعض لوگ نہایت اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ ان لوگوں کو نہایت ... اور بہادر تصور کیا جاتا ہے۔ شاہانہ انداز آج بھی ان کی ذہانت اور چال چلن ... نمایاں نظر آتا ہے۔

ان قوموں کے علاوہ میر خاندان بھی کافی تعداد میں وادئ نیلم موجود ہیں ... لوگ بھی بہادر اور جری ہیں۔ تحریک آزادئ کشمیر کے آغاز میں بندرش خطبہ کے ... میر خاندان کے ایک سپوت نے بندرش کے خلاف صدا بلند کی جس کے بعد ...

یہ دراصل "دُرآوہ" ہے۔

اس کے علاوہ صرف تاریخ ہی میں نہیں بلکہ موجودہ دور میں مشاہدات سے یہ بات ثابت ہے کہ پہلے یہاں ایک درد نامی درندہ صفت اور وحشی قوم آباد تھی۔ جو طوفانوں یا قحط پڑنے کے بعد اس علاقے کو تباہ کرنے اور زندگی کی سہولتوں کو نایاب کرنے کے درپے تھے۔ جہاں کہیں انہوں نے دیکھا کہ پانی کا چشمہ ابل رہا ہے وہاں سے اس کو کھود کر کئی فرلانگ دور تک لے گئے۔ جہاں آبادی کا امکان نہ ہو۔ اس قسم کا ایک چشمہ اٹھمقام زیارت کے قریب ہے۔ جو جھیل وُلر سے دبا کر یہاں لایا گیا ہے۔

ان باتوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ نہایت طاقتور قوم تھی۔ ان کی نیست ونابود ہونے کی وجہ طوفان بتائی جاتی ہے۔ چونکہ ایک دفعہ اس وادی میں ماہ جولائی میں آٹھ گز برف پڑی جس کی وجہ سے قحط پڑ گیا تھا

جہاں تک وادی نیلم کے محل وقوع کی اہمیت کا ذکر ہے تو اس بات سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ جس طرح برصغیر کے دفاع کے لئے کشمیر کی اہمیت غیر معمولی ہے اسی طرح برصغیر اور خود کشمیر دونوں کے لئے وادی نیلم کی اہمیت اور افادیت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ کشمیر پر ہر مہذب قوم فریفتہ رہی۔ لوگ سات سمندر پار سے اس کے سمن زاروں اور کہساروں کی سیر کرنے اور مناظر فطرت سے لطف اندوز ہونے کے لئے جوق در جوق آتے تھے۔ برصغیر پر جتنے بھی حملے ہوئے ان میں سے اکثر حملہ آور کشمیر کے راستے (وادی نیلم) سے ہندوستان میں داخل ہوئے۔ بلکہ تاریخی دور سے بہت پہلے جب کشمیر پر ناگ اور پشاچ قوموں کے لوگ آباد تھے۔ تو آریہ قوم کوہ ہندوکش کو عبور کر کے گلگت کے درّے سے ہو کر وادی نیلم (دراوہ) کے راستے کشمیر پر قابض ہوئے۔ تاریخی دور میں اشاعت اسلام کے وقت بھی سب سے پہلے کشمیر کے جس حصہ میں اسلام پھیلا وہ وادی نیلم ہی کا علاقہ ہے۔

سید غلام حسن کاظمی کی تحقیق کے مطابق سلطان محمود غزنوی نے اس علاقہ پر حملہ کیا تھا جو سلطنت اُرشا میں شامل تھا۔ اور ضلع ہزارہ کی جانب شمال کی طرف واقع تھا۔ اور وہ علاقہ وادی نیلم کا ہے۔ اُن کے اس خیال سے اتفاق کی یہ وجہ بھی قوی ہے کہ ہندومت کے دور انحطاط کے بعد وادی نیلم بدھ مت کی ترقی و ترویج کے لئے وادیٔ کشمیر کے دوسرے حصوں کے مقابلہ میں بہت آگے تھی۔ اور وادی کشمیر کا مشہور تاریخی مقام شاردا بدھ مت کے بھکشوؤں کی اقامت گاہ تھی۔ اور یہاں ایک بڑی درسگاہ بھی قائم کی گئی تھی۔

اور پھر آجکل روس اور چین کے ناپاک عزائم کا تجزیہ کیا جائے تو روس کا بھارت کے ساتھ دوستی کا اصل مقصد وادی نیلم کے راستے آزاد کشمیر پر قبضہ کر کے ... پر تسلط جمانا ہے۔ وادی نیلم کے سرے پر سیاچین گلیشیر جو سرد ترین علاقہ ہے۔ جہاں ... کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا لیکن دفاعی اعتبار سے اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ آئے دن یہاں لڑائی جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں۔ ان حقائق کو سامنے رکھا جائے تو محل وقوع کے اعتبار ... وادی نیلم کو غیر معمولی اہمیت کی حامل گردان جا سکتا ہے۔ متحدہ کشمیر کے زمانے میں ... علاقہ پہاڑی دُور ترین کہلاتا تھا اور یہاں پہنچنا نہایت دشوار سمجھا جاتا تھا۔ یہاں ... بار قحط پڑا اور وبائیں پھیلیں۔ کسی زمانے میں اس علاقے میں لاکھوں روپے کے جنگل کے ٹھیکے ہوتے تھے۔ اور وادی کے لوگوں کا سب سے بڑا آمدنی کا ذریعہ لکڑی کا ... تھا مگر یہ کام بند ہونے کی وجہ سے ہزاروں لوگ بے روزگار ہو گئے ہیں۔ اور اس وقت وادی نیلم کے لوگ مزدوری کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں۔

وادی نیلم کی اقوام اور ثقافت

کسی ملک کی ثقافت میں تاریخ و جغرافیہ ... ادب و معاشرت، زبان و منصب ... کا جائزہ لینا ضروری ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو وادی نیلم کی تاریخ ... ہے جو کشمیر کی ہے۔ مذہبی صوفیاء اور اشاعت اسلام کے علاوہ وادی نیلم کے دیگر ... بھی تاریخ کشمیر سے وابستہ ہیں۔ اگر یوں کہا جائے تو صحیح ہوگا کہ کشمیر ایک کل کا نام ہے۔ تو وادی نیلم اس کا جزو ہے۔ کشمیر ایک جسم کا نام ہے تو وادی نیلم اس کی روح ہے۔ سب سے پہلے جس بات کا ذکر ضروری ہے وہ وہاں کی اقوام اور ان کی زبانیں ہیں جس کا مختصر طور پر تعارف پیش کیا جائے گا۔ چونکہ کسی ملک کو دوسرے ملک سے جدا کرنے والی چیز جو اہم سمجھی جاتی ہے وہ "زبان" ہے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جب اکبر بادشاہ کشمیر کی سرحد پر پہنچے تو فرمایا "گو دریا، پہاڑ اور جنگل ملکوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتے ہیں۔ مگر زبان سب سے بڑا ذریعہ ہے، جس سے ایک ملک دوسرے سے جدا ہوتا ہے اس لئے یہ کشمیر کی سرحد ہے جہاں سے کشمیر کا آغاز ہوتا ہے"

وادی نیلم میں یوں تو بہت سے قبائل آباد ہیں مگر یہاں چند اہم اور مشہور قبیلوں کا ذکر کیا جاتا ہے:-

گجر (چودھری) اور گوجری زبان

گجر قبیلہ دراصل آریائی قوم کی نسل ہے اس قبیلے نے ... برس سال تک حکومت کی ہے ۹۶۰ء کے مستند دلویکے کتبہ قلعہ راج گڑھ سے اس کی تاریخی شہادتیں ملتی ہیں۔ گوجر قبائل اور ان کی زبان کے متعلق "ادبیات سرحد" کے مصنف لکھتے ہیں۔ "اسی طرح سوات، دیر، کاغان، ہزارہ، تبت، اور ہندوستان میں جہاں جہاں یہ قبیلے آباد ہیں گوجر کہلاتے ہیں۔ یہ وہی قبیلہ ہے۔ جس کی زبان کو بعض محققین نے گوجری اور بعض نے ہریانی کا نام دے کر اسے دہلی یا کھڑی بولی کا ماخذ بتایا ہے۔"

...میں نصاب کی کتابوں کے علاوہ کوئی کتاب نظر نہ آئی ہو، علمار کی ... اور مضمون نویسی جیسی چیزوں کا تو تذکرہ ہی لاحاصل ہے۔ اور پھر ... اور معاشی مسائل سے دوچار مخلوق آنکھوں کے سامنے بکھی جن ... بھی سوال کرتا ہے کہ ؎

ان دمکتے ہوئے گاؤں کی فراواں مخلوق
کیوں فقط مرنے کی حسرت میں جیا کرتی ہے
یہ حسین کھیت پھٹا پڑتا ہے جوبن جن کا
کس لئے فقط ان میں بھوک اُگا کرتی ہے

...کے متعلق لکھنے کے بہانے اپنی سوانح عمری لکھنے کا ارادہ نہیں رکھتا ... میرا یہ تعارف اس لئے ضروری ہے کہ کسی مشاہدے کی صحیح جانچ اس وقت ... ہے جب شاہد کے مقام اور اس کی صلاحیتوں کا پورا پورا تعین کر لیا جائے ... کا باشندہ ہونے کے ناطے وہاں کا رہنے والا ہر آدمی وادی کے مسائل ... ثقافت و معیشت سے آگاہ ہے۔

لیکن پھر بھی ضروری نہیں کہ میں اپنے موضوع سے پورا پورا انصاف کر سکوں ... اندھا کائنات کی رنگینیوں میں عمر گزار کر بھی رنگوں کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ ... لوگ اچھی بھلی نظر رکھتے ہوئے بھی رنگوں کو نہیں پہچان سکتے۔ اور پھر حسن فطرت ... مالا مال اس وادی کے نظاروں کے لئے صرف آنکھ ہی نہیں بلکہ ایک حساس ... کی بھی اشد ضرورت ہے۔

وادی نیلم کا مختصر تاریخی پس منظر اور محل وقوع :۔

موجودہ وادی نیلم آزاد کشمیر کے دارالحکومت مظفر آباد سے جنوب کی جانب ... ہے اس کے مشرق میں مقبوضہ کشمیر، مغرب میں وادی کاغان، جنوب میں مظفر آباد اور شمال میں استور اور گلگت کے علاقے ہیں۔ یہ وادی دریائے کشن گنگا کے بہاؤ کے ساتھ ... مظفر آباد سے ذرا آگے دومیل نام کے اس مقام پر ختم ہوتی ہے جہاں دریائے ... کشن گنگا کا سنگم ہے۔ اگر تاریخی حقائق کو سامنے رکھا جائے تو محقق اس بات ... انکار نہیں کر سکتا کہ خود شہر مظفر آباد وادی نیلم (دراوہ) کا حصہ تھا۔ جس سے بعد ... کر کے وادی نیلم کا نام دیا گیا۔

موجودہ وادی نیلم تقریباً ایک سو پچاس میل لمبی اور تیس میل چوڑائی کے رقبہ پر ... ہے۔ جو سطح سمندر سے تقریباً آٹھ سے دس ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے ... وادی کے اس حصہ کا نظارہ تو قابل دید ہے اور ناقابل بیان ہے۔ جہاں برف پوش ... اور گلیشیروں سے گھری ہوئی پہاڑیاں، بلند درخت اور چاروں طرف پھیلے ہوئے پھول دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا ہم کسی نئی دنیا میں آ گئے ہیں۔

زمانہ قریب میں اس علاقے پر قوم بمبہ کے مورث اعلیٰ راجہ مظفر خان بانی شہر مظفر آباد بارھویں صدی ہجری سے طویل مدت تک حکمران رہے ہیں اس کے ایک پوتے سلطان محمود نے ۱۷۴۹ء میں جب افغانوں نے مغلوں کا علاقہ چھین لیا تو احمد شاہ درانی کا ساتھ دینے کے صلہ میں یہ علاقہ راجہ کو جاگیر کے طور پر دے دیا تھا آج سے تقریباً ایک صدی قبل راجہ مظفر خان کا پوتا راجہ منصور خاں تخت پر بیٹھا۔ اس نے نہایت عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا اس وقت سکھ راج تھا۔ اس کے زمانے میں حضرت علامہ انور شاہؒ کے دادا مولانا شاہ عبدالکبیرؒ سکھوں کے ظلم سے تنگ آ کر وادی لولاب سے نکل کر وادی نیلم کے موضع لوات میں مقیم ہوتے تھے راجہ منصور نے آپ کے ... آخری حکمران راجہ شیر احمد خان نے اس علاقے پر حکمرانی کی۔ یہ مختار راجے "سلطان" یا "راجہ" کے خطاب سے مخاطب کیے جاتے تھے۔ یہ برائے نام دربار کشمیر کے تابع ہوتے تھے۔ مگر عملاً ان کو اپنے علاقے پر کامل آزادی حاصل تھی۔ راجہ کا دارالحکومت وادی نیلم کے موجودہ گاؤں سالخلہ میں ہوتا تھا۔ اس قبیلے بنو امیہ کی نسل سے ہونے کا دعویٰ ہے۔ کیونکہ سندھ سے بنو امیہ کے لوگ بدخشاں کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ کچھ پشتوں تک وہیں رہنے کے بعد ۱۳۲۲ء میں کشمیر چلے آئے تھے۔

۱۸۷۵ء میں جب مہاراجہ رنبیر سنگھ والی کشمیر تھا تو راجہ شیر احمد خان نے سری نگر راج کی اس برائے نام ماتحتی سے بھی آزاد ہو جانے کی کوشش میں بغاوت کر دی لیکن بدقسمتی سے وہ کشمیر کی منظم فوج کا مقابلہ نہ کر سکا۔ جس کی وجہ سے رنبیر سنگھ نے اس سے یہ علاقہ دراوہ چھین لیا۔ اور راجہ شیر احمد کو گھر بار سے محروم کر کے (اسلام آباد) ضلع اننت ناگ کے قریب "یاری پورہ" نامی گاؤں میں نظر بند کر دیا اور گزارے کے لئے کچھ جاگیر دے دی۔ الغرض ۱۸۷۵ء سے وادی نیلم مکمل طور پر سری نگر حکومت کے ماتحت چلی گئی۔ اور ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند اور کشمیر پر جھگڑے کی وجہ سے دراوہ اس کا سری نگر سے انقطاع ہو گیا۔ اور سیز فائر لائن کے معاہدات کے نتیجے میں اکثر حصہ آزاد کشمیر کی تحصیل اٹھمقام میں واقع ہے۔ البتہ دریائے کشن گنگا کے مشرق میں جو چند گاؤں واقع تھے وہ اب بھی سری نگر کے تصرف میں ہیں۔

تاریخ کشمیر کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سرزمین کشمیر میں ۳۰۰۰ ق م آرائی قوم داخل ہوئی۔ اس سے قبل یہاں ایک قوم آباد تھی۔ جو دراوڑ کہلاتی تھی۔ آرائیوں کے آنے سے ان دونوں کے درمیان اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ان کا ذکر تفصیلاً تاریخ میں موجود ہے۔ دراوڑ قوم دریائے کشن گنگا کے ساتھ والے علاقوں میں آباد تھی۔ اس وجہ سے اس علاقے کا نام "دراوہ" پڑ گیا۔ اس کی وجہ تسمیہ ایک اور یہ ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیان والا علاقہ، لیکن خزانوں کے اعتبار سے

چلہانہ سے گلمت تک

غلام جیلانی انجم

کوہِ ہمالیہ کا محبوب اور دنیا بھر میں سب سے زیادہ بسیط و عریض پہاڑی علاقہ پاکستان کے نقشے میں بائیں ہاتھ پر اوپر کی جانب کونے میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ہمالیہ کے دامن میں قدرت نے ایک ایسی وادی بنائی جو اپنی شان و شوکت، خوبصورت نظاروں، اور نغمہ ریز دلفریبیوں کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

یوں تو ساری وادیٔ کشمیر سراپا حسن و جمال ہے۔ جو خوشنما سبزہ زاروں، برف پوش کہساروں، شاداب وادیوں، وسیع چراگاہوں، گھنے جنگلوں، کا ملک ہے۔ الغرض ؎

"یہ وہ چمن ہے جس میں خزاں کا گزر نہیں"

اس لئے قدیم زمانے سے لے کر آج تک کشمیر ہر انسانی نگاہ کا مرکز رہا ہے۔ بلکہ ہمایوں بادشاہ تو مر کر بھی یہیں رہنے کی تمنا کرتے رہے ؎

جی چاہتا ہے ہو مرا مسکن نسیم باغ
مر جائیے تو ڈل کے کنارے مزار ہو (ہمایوں)

کشمیر کی یہی خوبی اس کے لئے مصیبت بن گئی۔ ہر حکمران نے اس سے اپنے قبضہ میں رکھنے کی تمنا کی۔ اس کے حسنِ فطرت اور خوبیٔ آب و ہوا نے ہمیشہ غیر ملکی اور بیرونی شاعروں، سیاحوں اور بادشاہوں کو اپنا گرویدہ بنایا۔

کشمیر جنتِ بے نظیر کی وادیوں میں سے ایک وادی کا نام "وادیٔ نیلم" ہے۔ یہ وادی درحقیقت اپنے بطن میں بے شمار واقعات اور حالات رکھتی ہے۔ اس کو بجا طور پر سیاحوں کی جنت کہا جاتا ہے۔ میں اپنے مضمون میں اس وادی کی تعریف کے ساتھ ساتھ اس کے حسین چہرے سے بدنما چھائیوں کے علاوہ اس کی مفلسی اور غریبی کا پردہ اٹھانے کی بھی کوشش کروں گا۔ اس بات سے انکار نہیں کہ قدرتی مناظر کے لحاظ سے دنیا کا کوئی ملک وادیٔ کشمیر اور کوئی وادی، وادیٔ نیلم سے خوبصورت نہیں ہے۔

لیکن اس کے برعکس اس کے باشندوں کی خستہ حالی کا مقابلہ شاید کوئی قوم کر سکے۔ جہاں تک وادیٔ نیلم کے مسائل کے تجزیے اور اس کے ممکنہ حل کا سوال ہے تو یہ کام دراصل دانشوروں، مفکروں اور سیاستدانوں کا ہے مجھ جیسے آدمی کے لئے تو موضوع پر قلم اٹھانا دشواریوں کا سامنا کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور پھر ایک ایسا طالب علم ہونے کے ناطے سے کہ جس کی تعلیم و تربیت دیہاتی سکولوں میں ہوئی ہو جہاں پر ٹاٹ تھے اور نئے نظریے کا مذاق اڑایا جاتا ہو، ظلم و ستم کی اجارہ داری قائم ہو، جہاں پر اقبالی ذہن اور پاکیزہ جذبے زنگ آلود ہو جاتے ہوں۔ میرا ہی نہیں بلکہ اکثر کشمیری طلبہ کا تعلیمی پس منظر اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔

فنونِ صحافت میرے اکابرین کا پیشہ نہیں رہا۔ فلاحی لائبریریاں تو خواب و خیال

...نیر صاحب سے دوبارہ ملاقات کی اور نکالے گئے بے گناہ
...یا یہ مسئلہ حل ہوا تو کشمیریوں کی آبادکاری کا مسئلہ آن کھڑا ہوا
...سے متصل ہزاروں کشمیریوں نے جھونپڑیاں ڈال کر کشمیر کالونی کی بنیاد
...تھا یا کسی کرنل نے رکھی تھی اور اس نے اگر کشمیریوں کو بے
...کے لئے غیر قانونی اور غیر اخلاقی ہتھکنڈے استعمال کرنے شروع کئے
...اس مسئلے میں جب مرکزی کردار ادا کیا اور اس کرنل کی کھاٹی کی
...ہوا اور مجھے دھر لیا گیا اتفاق سے یہ خبر بی۔ بی۔ سی لندن
...نشر کی کہ کشمیری لیڈر مولانا مسعودی کے بھانجے کو کشمیریوں کی آباد
...حمایت کرنے پر پاکستان نے گرفتار کر لیا چنانچہ گورنر ملک امیر محمد خان
...پر مجھے رہا کیا گیا بعد میں کمشنر کراچی سے مذاکرات ہوئے اور یہ مسئلہ
...ہوا پیرزادہ صاحب نے ہنستے ہوئے کہاکہ قاضی صاحب!!

نیرنگیٔ سیاست دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

...بہت سے کشمیری محلات میں عیش و عشرت سے سو رہے ہیں مگر سرور
...ب بھی کرایہ کے مکان میں رہتا ہے ایک سوال کے جواب میں کہ مولانا
...آپ کی سرگرمیاں کیا ہیں آپ نے بتایا کہ میں بہت سی فلاحی تنظیموں سے
...ہوں مگر میں نے نئی نسل کی اصلاح اور پاکستانی معاشرے کو منشیات اور
...سے پاک کرنے کے لئے پاکستان تحریک اصلاح معاشرہ" کے نام سے ایک
...تنظیم کا قیام عمل میں لایا ہے جو الحمدللہ کامیابی سے اپنے مقاصد کے حصول کی
...تیزی سے بڑھ رہی ہے پاکستان کی مقتدر ہستیاں اس میں ہمارا ساتھ دے
...ہیں اور مجھے امید ہے کہ ہم انشاء اللہ اپنے دوستوں اور احباب کے تعاون
...سے اپنے اس مقصد عظیم میں ضرور کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار ہوں گے اور
...منشیات بے حیائی رشوت ستانی اور دفتر شاہی کا خاتمہ کر کے دم لیں گے۔

آزاد کشمیر کی سیاست اور تحریک آزادی کشمیر کے بارے

...ایک سوال کے جواب میں پیرزادہ صاحب نے بتایا کہ کشمیریوں کی بدنصیبی ہی ہے
...آج تک تحریک آزادی کشمیر کو منظم نہیں کر سکے اور کوئی لائحہ عمل طے نہیں کر
...میرے نزدیک اس کی ذمہ داری بالخصوص ان لیڈروں پر عائد ہوتی ہے
...کشمیری لنگڑی کرسی کے لئے اپنے حقیقی مقصد سے کوسوں دور چلے
...آزاد کشمیر کے موجودہ صدر محترم ہی کو دیکھئے کہ وہ خیر سے تیسری مرتبہ
...کشمیر کے صدر بنے بیٹھے ہیں مگر آزادی کشمیر کے لئے ان کے پاس کوئی
...نہیں البتہ سستی شہرت اور آزاد کشمیر کی بے اختیار حکومت کے

اقتدار کے لئے الحاق پاکستان کا نعرہ لگا کر پوری قوم کو گمراہ کیا ہوا ہے حالانکہ پوری پاکستانی قوم اس بات کو اچھی طرح سمجھتی ہے کہ کشمیر کا اصل مسئلہ الحاق نہیں بلکہ آزادی ہے اور آزادی کے بعد کوئی بھی مسلمان اپنی قوم سے کٹ کر نہیں رہ سکتا مگر اس الٹی چال کو کون درست کرے کہ سردار صاحب کہتے ہیں پہلے الحاق پھر آزادی۔ جب کہ مسلمہ اصول یہ ہے کہ پہلے آزادی حاصل ہو اور پھر الحاق کا مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا پاکستان ایک کروڑ کشمیریوں کی امنگوں کا منظر ہے ہم اس سے کبھی بھی نہیں کٹ سکتے۔

وادیٔ نیلم کی پسماندگی کا ایک مرتبہ پھر تذکرہ کرتے

ہوئے شاہ صاحب نے کہا کہ اس علاقے کی پسماندگی کے ذمہ دار تین طبقے ہیں (۱) حکومت کے پالتو غنڈے جن کے دل و جان میں نہ خوف خدا ہے اور نہ شرم و حیا (۲) وہ خانوادے جن کے آباؤ اجداد نے تو دین اور عوام کی خدمت کی مگر یہ ان کے نام پر گدی نشین بن کر لوگوں کو مختلف حیلے اور بہانوں سے لوٹتے ہیں اور اگر کوئی ان کے خلاف آواز اٹھاتا ہے تو اپنے آباؤ اجداد کے قہر و غضب سے لوگوں کو ڈراتے ہیں حکومت کے اہل کار بالخصوص جنگلات، مال اور پولیس والوں سے مل کر ان کی جیبیں بھی بھرتے ہیں اور اپنے پیٹ بھی کاش کہ یہ اپنے آباء کی عزت و عصمت کا خیال رکھتے؟ اس سے بڑھ کر یہ کہ مظلوم خواتین پر ظلم ڈھاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی عصمتیں تک محفوظ نہیں اور کھلے بندوں عورتوں کی سودے بازی کرتے ہیں (۳) اس سے بڑھ کر ظلم و ستم اور کیا ہو گا کہ اگر جاہلانہ رسومات اور خلاف شرع امور کی کوئی نشاندہی کرتا ہے تو یہ مذہب کے جاگیر دار اپنے گھناؤنے جرائم پر پردہ ڈالنے کے لئے ان کو کافر اور مشرک قرار دینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

آخری بات مجلہ صدائے نیلم کا اجراء وقت کی اہم

ضرورت اور تحریک صدائے نیلم اور انجمن فلاح و بہبود باشندگان سیری کے شہبار سپوتوں اور رجبائے نوجوانوں کا ایک مستحسن اقدام ہے اگر اسی طرح کی کوششیں ہوتی رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ عوام کا شعور بیدار ہو جائے گا اور عوام ان استحصالی طبقوں کا مقابلہ کرنے کے لئے سینہ سپر ہو جائیں گے مجلہ صدائے نیلم کے اجراء پر تحریک صدائے نیلم و انجمن باشندگان دواریاں سیری کے مرکزی قائدین و زعماء بالخصوص جناب مولانا اشرفی کاشمیری، عزیز اللہ آزاد قاضی خلیل الرحمٰن انور کاشمیری مدیر اعلیٰ مجلہ صدائے نیلم حافظ عبدالحی عثمانی راجہ محمد عارف، لگی زواق عزیز کاشمیری کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

بھی ڈوگرہ کے خلاف آواز بلند کی اور کشمیر کی خود مختاری کے لئے جدوجہد کا آغاز کیا اس وادی کے مجاہدین میں مجاہد ملت بطل حریت مولانا غلام مصطفیٰ شاہ مسعودی (شہید آف لوات) سب سے آگے تھے جنہیں ۱۶ جنوری ۱۹۴۹ء میں اپنے ساتھی علماء مولانا محمد یوسف اور مولانا عزیز الرحمٰن آف لوات سمیت ایک سازش کے تحت درۂ بانہال کی ایک پہاڑی سے ٹکرا کر جہاز کو تباہ کرایا گیا جس میں یہ علماء شہید ہو گئے اور قوم ان کی قبروں سے بھی محروم ہو گئی مگر آج تک اس سازش کو بے نقاب نہیں کرایا جا سکا جب قوم میں بیداری کی لہر اٹھی تو کشمیر کا ایک مختصر حصہ آزاد ہو کر خود مختاری کے خواب دیکھنے لگا جو ہنوز شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا البتہ وادی نیلم کے ساتھ شاید کہ جنگِ آزادی میں حصہ لینے کی پاداش میں وہاں کے مقامی غنڈوں نے ڈوگروں سے بھی بدتر سلوک کیا ظلم و ستم جبر و تشدد بداخلاقی وہاں کا رسم و رواج بن چکا تھا ایک طرف کسمپرسی کا یہ عالم تو دوسری جانب حکومت آزاد کشمیر کی بے اعتنائی کہ آزادی کے بعد بھی سالہا سال تک اس علاقے کے لوگوں سے بے گار لی جاتی رہی اور سرکاری کام کرنے کی کوئی مزدوری نہیں دی جاتی تھی باہر سے آنے والے سرکاری اہل کاروں نے اپنی بدکرداری اور بداخلاقی پر پردہ ڈالنے کے لئے باپ کو بیٹے سے اور بیٹے کو باپ سے بدگمان کر رکھا تھا ایسے حالات میں میں نے عوام کے اصرار پر انتخابات میں حصہ لیا اور حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے سینہ سپر ہو گیا مگر یہ میری اور علاقے کی بد قسمتی سمجھئے یا ڈگر شاہی کی خوش نصیبی کہ ظلم کے خلاف میری آواز کو دبانے کے لئے اندرون خانہ سازشیں ہونے لگیں اور ایک وقت ایسا آ گیا کہ آستین کے سانپوں پر بھروسہ کیا ہی تھا ہم اسے لگے ہوا یوں کہ ہمارے گاؤں لوات میں ایک عورت نے خودکشی کر لی اس زمانے میں نگدرچھ بنی میں ایک پولیس چوکی تھی جہاں ایک حوالدار چوہدری بشیر ہوا کرتے تھے انہوں نے گاؤں کے تمام لوگوں کو چوکی پر بلا کر تین دن تک بغیر کسی جواز کے نہ صرف تشدد کیا بلکہ پورا پورا حق وصول کیا کیونکہ ہمارے ملک کی پولیس اب بھی رشوت کو اپنا پیدائشی حق سمجھتی ہے جب مجھے پتہ چلا اور خود گاؤں کے لوگوں نے اس واقعہ کی مجھ سے شکایت کی اور مطالبہ کیا کہ اس علاقے کا منتخب نمائندہ ہونے کی حیثیت سے میں اس ظلم کے خلاف آواز بلند کروں تو میں نے نیلم کے مقام پر یونین کونسل کا اجلاس منعقد کیا کیونکہ اس وقت تک یونین کونسل کی باقاعدہ اپنی عمارت نہیں بنی تھی اجلاس میں میں نے تحریک پیش کی تحصیلدار جو اس وقت تحصیل کنٹرول شاہی کے ایس ڈی ایم کے اختیارات بھی رکھتا تھا سے مطالبہ کیا جائے کہ چوکی افسر سے رشوت کے پیسے واپس دلائے جائیں اور اس ظلم و تشدد کا ازالہ کیا جائے ممبران یونین کونسل نے رسماً تو میری تجویز سے اتفاق کیا مگر باہر جا کر میرے خلاف چوکی افسر سے چغلی کی ان ممبران میں سر فہرست اس وقت کے ایک صاحبزادے جو غالباً آپ بھی یونین کونسل کے ممبر ہیں محمد اسحاق خاص طور پر قابل ذکر ہیں چنانچہ چوکی افسر اور میری آپس میں ٹھن گئی اور میں نے سر بازار چوکی افسر کی پٹائی کی دوسری جانب جنگلات والوں کے مظالم بھی روز بروز بڑھتے جا رہے تھے میں نے ان کے خلاف بھی آواز بلند کی مگر وائے ناکامی کہ مقامی لوگ گھر بھیدیوں کی سازشوں کا شکار ہو گئے اور ان کی دھونس، دھمکیوں میں آ کر میرا ساتھ چھوڑ گئے چنانچہ میں تنہا رہ گیا اور قوم کی حالت دیکھ کر کہ وہ ظلم کے خلاف اٹھنے کے بجائے اس سے صلح کرنے پر تیار ہیں تو حضرت علیؓ کے اس قول کو سامنے رکھتے ہوئے کہ "جو ظلم کو برداشت کرتا ہے وہ خود بڑا ظالم ہے" میں نے ممبری تو کچھ بھی نہیں علاقے ہی کو خیرباد کہنے کا فیصلہ کر لیا میرے نزدیک کسی قوم کا منتخب نمائندہ ایسے عقاب کی حیثیت رکھتا ہے جس کے پر اور بازو اس کے عوام ہوتے ہیں جب بازو ہی کام نہ کریں اور پر ہی کٹ جائیں تو عقاب معمولی جھونکے کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا اور بجائے اونچا اڑنے کے زمین پر گر جاتا ہے میرے ساتھ بھی کچھ اسی طرح ہوا۔ اور میں کراچی چلا آیا بہر کیف میں ان مصائب سے نہ ڈرا ہوں اور نہ ڈروں گا میں سمجھتا ہوں۔

کرامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تو نگیں ہوا

اتفاقات زمانہ دیکھئے! اگر مجھ خدا نے مجھے جو درد بھرا دل دیا ہے اس کی وجہ سے میں کسی بھی مقام پر کسی بھی انسان کے ساتھ زیادتی برداشت نہیں کر سکتا میں جب کراچی آیا تو یہاں بھی کشمیریوں کے مسائل کے انبار دیکھے آج بھی جب میں ماضی کی طرف دیکھتا ہوں تو رونا آتا ہے اور زبان سے یہی نکلتا ہے کہ ؎

یادِ ماضی عذاب ہے یا رب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

۱۹۶۵ء میں جب میں کراچی آیا تو پی۔ آئی سے بہت سے بے گناہ کشمیریوں کو جبراً نکال دیا گیا تھا اس وقت غالباً ائیر مارشل اصغر خان پی۔ آئی کے کرتا دھرتا تھے میں نے ان سے اس سلسلے میں ان سے ان کے دفتر میں ملاقات کرنے کی کوشش کی مگر ان کے پی۔ اے نے ملاقات نہ ہونے دی چنانچہ میں ان کے گھر پہنچا اور ان سے اس موضوع پر گفتگو کی جب انہوں نے ہمارے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا تو میں نے ان کے گھر کے سامنے بھوک ہڑتال کر دی اور بالآخر انہوں نے پولیس فورس طلب کر کے مجھے گرفتار کرا دیا مگر چھ سات گھنٹے کے بعد مجھے چھوڑ

سرور شاہ صدیقی کی کہانی انکی اپنی زبانی

انور کاشمیری

پیرزادہ محمد سرور شاہ صدیقی ایک متحرک شخصیت اور ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں کھلا چہرہ کشادہ پیشانی، عزم و ہمت کی غمازی کرتے ہیں کامیابیوں اور ناکامیوں کے کٹھن مراحل سے گزر کر اب آپ کی شخصیت میں نکھار آگیا ہے سرزمین وادی نیلم کے ایک مردم خیز خطے سے آپکے آباؤ اجداد کا تعلق ہے شیخ المسلمین امام المحدثین علامہ عصر حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری ؒ سے نسبی نسبت نے آپ کی ذات کو بھی محترم بنا دیا ہے نمائندہ مجلہ صدائے نیلم نے آپ سے ایک ملاقات میں آپ کی زندگی کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے اپنے ماضی کا ایک ایک ورق کھول کر رکھ دیا۔ جوکہ وادی نیلم کی زبوں حالی اور کسمپرسی کی ایک داستان بھی اور پیرزادہ کی زندگی کی کہانی خود انہی کی زبانی ہے۔ قارئین صدائے نیلم اس تحریر سے جہاں پیرزادہ صاحب کو پڑھ سکیں گے تو وہاں علاقہ دراوہ کی پسماندگی کے بے شمار ذمہ داران کے چہرے بھی صاف دکھائی دیں گے۔ تو لیجیے پڑھیے پیرزادہ محمد سرور شاہ صدیقی کی کہانی ان کی اپنی زبانی ہمارے اس سوال پر کہ مولانا صاحب آپ اپنی زندگی کے ان حالات سے ہمیں آگاہ کرنا پسند فرمائیں گے جن سے گزر کر آپ آج ایک منفرد مقام تک پہنچے ہیں تو آپ نے جی ہاں کہہ کر برجستہ یہ شعر پڑھا ؎

تمنا جستجو کی ہو اگر گلزارِ ہستی میں
تو کانٹوں میں اُلجھ کر زندگی کرنے کی خو کرے

اور پھر یوں گویا ہوئے کہ میں نے ۱۹۶۵ء میں اورینٹل کالج لاہور سے فاضل فارسی کا امتحان پاس کیا اور دارالعلوم جامعہ اشرفیہ لاہور میں کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی اس کے علاوہ انور شاہ کاشمیری کے شاگردِ خاص مولانا میرک شاہ ؒ سے بھی کتابیں پڑھیں جو مفتی محمد شفیع ؒ بانی دارالعلوم کراچی کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے اس کے بعد ۱۹۵۷ء میں میں نے مولوی عالم کا امتحان پاس کیا جامعہ اشرفیہ میں حضرت علامہ رسول خان صاحب سے بھی شرف شاگردی حاصل ہوا مگر بعض گھریلو مجبوریوں کی وجہ سے درس نظامی کی تعلیم مکمل نہ کر سکا مولانا نے فرمایا کہ ابتدائی تعلیم میں نے اپنے گاؤں لوات ہی میں حاصل کی پرائمری پاس کرنے کے بعد حصولِ علم کے لیے سفر اختیار کیا والد ماجد کے انتقال کے بعد ۱۹۶۲ء میں واپس وطن چلا گیا اور آزاد کشمیر میں بنیادی جمہوریت کے تحت ہونے والے پہلے انتخابات میں حصہ لیا اور الحمدللہ کامیابی حاصل کی اور ۱۹۶۵ء تک بی۔ ڈی ممبر رہا یہیں سے میری عملی زندگی کا آغاز ہوتا ہے یہ وہ دور تھا کہ جب کہ آزاد کشمیر میں مسٹر کے۔ ایچ خورشید کی حکومت تھی اور پاکستان میں فیلڈ مارشل محمد ایوب خان حکمرانی کر رہے تھے۔ وادی نیلم میں جمہوریت کے سوال پر آپ نے ذرا توقف کے بعد فرمایا کہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جموں و کشمیر میں ڈوگرہ راج کے سو سالہ دور میں وادی نیلم جو اس زمانے میں (علاقہ دراوہ) کے نام سے یاد کیا جاتا تھا جہاں سو فیصد مسلم آبادی تھی ڈوگرہ کے ظلم و ستم کا خاص نشانہ تھا چونکہ یہ پہاڑی علاقہ دنیا کے تمام متمدن علاقوں سے کٹا ہوا تھا اس لیے یہاں کی داستانِ ظلم و ستم نہ کوئی سن سکتا تھا اور نہ ہی لکھ سکتا تھا ستم بالائے ستم یہ کہ ڈوگرہ رجیم کے مظالم کے آلۂ کار خود وہاں کے کھرو پنچ اور غنڈہ عناصر تھے جو یہاں کے عوام پر نت نئے مظالم ڈھا کر اپنے آقا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے ظلم کی انتہا اس وقت ہوئی جب کشمیر میں جنگِ آزادی کا آغاز ہوا تو یہاں کے عوام نے

سے یونین کونسل کیل اپنی کارکردگی میں بے مثال رہی اور پورے آزاد کشمیر میں اوّل رہی جس کی بنا پر صدر پاکستان نے ایک لاکھ روپیہ بطور انعام دیا تھا۔ یہ رقم بھی عوامی فلاح و بہبود پر خرچ کی گئی ہے۔ متذکرہ رقم کی واٹر پائپ لائن خریدی گئی ہے جو کہ پوری یونین کونسل میں نصب کی جائے گی۔ تاہم واٹر سپلائی کے لئے حوض Tank عوام اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کریں گے۔ پائپ پرچیز کمیٹی (جس میں ممبران یونین کونسل شامل ہیں) کے مشورے سے خریدی گئی ہے اور یونین کونسل کے دفتر میں موجود ہے۔

سوال ۱۴: کیل کے مقام پر بجلی کا منصوبہ پائیہ تکمیل کو پہنچا ہے۔ جس پر 80 لاکھ روپے لاگت آئی اور اس کا ٹھیکہ آزمی کو دیا گیا تھا۔ تاہم ابھی تک پوری عوام کو بجلی فراہم نہیں کی گئی؟

جواب: اللہ پاک کے فضل سے بجلی کا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا ہے۔ ابھی تک موضع کیل کے چند گاؤں اس سے محروم ہیں۔ اس سلسلہ میں حکومت سے رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ پورے علاقے میں جلدی ہی بجلی کی سپلائی شروع ہو جائے گی۔

سوال ۱۵: موجودہ دور میں جنگل کیوں کاٹا جاتا ہے۔ جو کہ ہمارے مستقبل کا سرمایہ ہے؟

جواب: یہ حکومت کی ضرورت بھی ہے اور عوام کی بھی۔ دونوں ہی اس دولت سے مستفید ہو رہے ہیں۔ تاہم اس کا بے جا مصرف نقصان دہ ہے۔ اس سلسلہ میں محکمہ جنگلات سے رابطہ قائم کیجئے۔

میں بے حد ممنون ہوں گے آپ نے وادی نیلم کے متعلق مسائل پر بحث کی اور آپ تحریک صدائے نیلم کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اگر یہ تنظیم اپنے منشور کے مطابق کام کرتی رہی تو انشاءاللہ نیلم ویلی کے عوام کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگی۔ مجھے امید ہے کہ اس میں کوئی سیاسی رنگ نہیں آئے گا جو کہ اس کے منشور کی بنیاد ہے۔ اس تنظیم کی ذیلی شاخ "تحریک صدائے نیلم سندھ" مرکز کی نسبت زیادہ متحرک اور فعال ہے۔ اس تنظیم نے جو مجلہ کی اشاعت کی ہے تنظیم مبارک کی مستحق ہے۔ تاہم اس مجلہ کے مندرجات سے مجھے کچھ اختلاف ضرور ہے۔ اسمیں چند اقتباسات انتہائی غیر شائستہ اور حقائق پر مبنی نہیں تھے۔ اور بعض مضامین کے مصنف نے اسے اپنا کہنے سے انکار کیا ہے۔ مثلاً نیلم ویلی کیل سے یونس پائر کے نام سے ایک مضمون شائع کیا گیا ہے۔ جبکہ موصوف کو ایسے بیان اور مضمون کا قطعاً کوئی علم نہیں۔

امید ہے مدیران مجلہ اس پر توجہ دیں گے۔

شکریہ

اقوال زریں

- یادشاہ کا پہلا قانون اپنی حفاظت ہوتا ہے۔
- دولت کی زیادتی نوجوانی کی تباہی کا ذریعہ ہے۔
- کند چاقو انگلی کاٹتا ہے قلم نہیں تراشتا۔
- اس شخص سے بچو جو اپنی بہائیاں لوگوں میں فخر کے ساتھ بیان کرتا ہے۔
- پیشہ انسان کو ذلیل نہیں کرتا بلکہ انسان پیشے کو ذلیل کرتا ہے۔
- عورت صرف ایک راز مخفی رکھ سکتی ہے اور وہ ہے اسکی عمر کا راز۔
- اس وقت غم کرنا چاہیئے جب مسرت حد سے بڑھ جائے۔
- وقت ہوا اور دولت ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔

جواب: ...ی وجوہات نہیں۔ نیلم ویلی روڈ کی پختگی کی منظوری ہو چکی ہے گذشتہ سال اٹھمقام تک سڑک کو پختہ کیا گیا۔ اب موسم کھلنے پر وہاں سے آگے کام شروع ہوگا۔ نوسیری پل تعمیر ہو چکا ہے۔ آپ اپنے علاقے کے مسائل سے غالباً اس لئے واقفیت نہیں رکھتے کہ عرصہ دراز سے اس علاقے کا رخ نہیں کیا۔ یہ پل کافی اچھا ہے۔ اسے Belly Bridge کہتے ہیں اور بڑی لاگت سے تعمیر ہوا ہے۔ عرصہ چھ ماہ سے ٹریفک کے لئے کھلا ہے مگر یہ عارضی ہے میرا مطالبہ ہے کہ آرسی سی تعمیر کیا جائے تاکہ ہر وقت دردسری ختم ہوئے۔

سوال ۹: آئندہ الیکشن میں آپ وادیٔ نیلم سے کس کی سپورٹ کریں گے۔ کیا آئندہ بھی سردار گل خنداں صاحب الیکشن میں حصّہ لیں گے۔ یا آپ کسی اور کو موقع دیں گے۔ مثلاً آپ کے صاحبزادے بھی اس قابل ہیں کہ وہ وادیٔ نیلم کی نمائندگی کریں۔!

جواب: دیکھیے صاحب! آپ پھر سیاسی باتیں پوچھ رہے ہیں ایک غیر سیاسی تنظیم کے جریدے کے لئے۔ آئندہ الیکشن آنے پر پتہ چلے گا کہ ہم کس کی سپورٹ کریں گے۔ اگر آئندہ بھی حاجی صاحب کو عوام نے الیکشن لڑنے پر مجبور کیا تو وہ الیکشن ضرور لڑیں گے۔ آپ نے کہا ہے کہ کسی اور کو موقع دیں گے؟ اس سے آپ کی کیا مراد ہے۔ اگر اس سے مراد وادی نیلم کا کوئی فرد ہے جو اس کا اہل اور لائق ہو تو قدرت خود اُسے موقع دیدیگی۔ اگر میرے صاحبزادے آپ سمجھتے ہیں کہ وادی نیلم کی نمائندگی کے اہل ہیں۔ تو یقیناً وقت آنے پر وہ خود ہی سامنے آجائیں گے بہرکیف یہ ذاتی نوعیت کا مسئلہ ہے۔

سوال ۱۰: جناب چیئرمین صاحب! مسئلہ کشمیر کے بارے میں آپ کچھ ارشاد فرمائیں گے۔ اس کے حل کرنے کے سلسلہ میں بڑی رکاوٹ کیا ہے۔ اور کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔!

جواب: عثمانی صاحب! یہ نہایت اہم اور احساس مسئلہ ہے اور بہت تفصیل طلب ہے۔ مختصراً یہ کہ اس میں سب سے بڑی رکاوٹ پوری قوم کی اجتماعی سوچ ہے۔ جب ہماری قوم میں آزادی کے حصول کیلئے ایسی سوچ پیدا ہوگی تو حالات خود بخود بن جائیں گے۔ آزادی حاصل کی جاتی ہے اس کیلئے قربانی چاہیے اس لئے پوری قوم کو ذہنی طور پر تیار کرنا ہوگا۔

سوال ۱۱: اپنے دورہ آزاد کشمیر (نیلم ویلی) کے دوران صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے نیلم ویلی کیلئے پانچ لاکھ روپے کی جو رقم منظور کی تھی اس کا کیا مصرف ہوا اور کہاں ہوا۔

جواب: اس سلسلے میں لوگوں میں بہت غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں یا کی گئی ہیں۔

: متذکرہ رقم نیلم ویلی کی تعمیر و ترقی کے لئے منظور ہوئی ہے تاہم حکومتِ آزاد کشمیر کو ابھی تک اسکی ادائیگی نہیں کی گئی۔ اور یہ رقم آزاد حکومت کی منشاء کے مطابق نیلم ویلی کے ترقیاتی کاموں پر صرف ہوگی۔ یہ رقم کسی فردِ واحد کو نہیں ملے گی۔ کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے۔ جب بھی رقم ملے گی اس کا تصرف عوام کی مرضی سے ہوگا۔ ہم جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے بے حد ممنون ہیں کہ انھوں نے نیلم ویلی کے عوام کی حوصلہ افزائی کی ہے اور اس کی تعمیر و ترقی سے دلچسپی لی ہے۔

سوال ۱۲: حیات دورِ حکومت میں یونین کونسل کو ایک لاکھ روپے ملا تھا کہاں خرچ ہوا؟

جواب: آپ کا یہ سوال تھوڑا سا وضاحت طلب ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس رقم کا جناب حیات خان یا انکی حکومت سے کوئی تعلق نہیں یہ اللہ پاک کا فضل و کرم ہے کہ میری اور میری یونین کونسل کی بے انتہا جدوجہد اور کاوشوں

اس لئے اسے پسماندہ نہیں کہا جا سکتا ۔ یہ درست ہے لیکن جہاں تک عوام کی ذبوں حالی کا تعلق ہے تو عوام پسماندہ ہے ۔ اس سے کسی فرد کو انکار نہیں ہو سکتا ۔ اسکی وجہ تعلیمی پسماندگی . سیاسی شعور کا فقدان اور حکومتوں کی لاپرواہی بلکہ ناانصافی ہے کسی بھی حکومت نے نیلم ویلی کی تعمیر و ترقی کے لئے اس علاقے کے قدرتی وسائل اور اسکی ضروریات کے مطابق اس خطہ کی تعمیر و ترقی نہیں کی ۔

سوال ۴: آپ سابقہ حکومت اور موجودہ حکومت کے بارے میں کچھ اظہارِ خیال فرمائیں گے کہ ان کے درمیان کوئی اہم تبدیلی آئی ہے جس سے عوام کو فائدہ پہنچا ہو ۔ ؟

جواب: میرا خیال ہے آپ اس سے اتفاق کریں کہ عوام کیلئے جمہوری حکومت ہی فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے . غیر جمہوری حکومت کیسی ہی کیوں نہ ہو عوامی مفادات پر پوری نہیں اتر سکتی ۔ اگر ان حکومتوں کا موازنہ کیا جائے تو اس کے لئے بہت وقت کی ضرورت ہو گی ۔ میں تفصیل میں نہیں جاؤنگا ۔

سوال ۵: آپ کے بھائی سردار گل خنداں صاحب موجودہ قانون ساز اسمبلی کے ممبر ہیں ۔ ان کے دور اور میاں غلام رسول صاحب کے دورِ اقتدار میں کیا فرق ہے ۔

جواب: قطع نظر اس کے کہ الحاج گل خنداں میرے چھوٹے بھائی ہیں ۔ میاں غلام رسول صاحب سے بھی ہمارے تعلقات بہت اچھے ہیں . سیاسی نظریات اپنی جگہ ۔ میاں غلام رسول صاحب کے دورِ حکومت سے ہماری جتنی توقعات وابستہ تھیں اسکے مطابق کچھ بھی نہیں ہو سکا چونکہ میاں صاحب ایک بااختیار وزیر تھے وہ نیلم ویلی کے لئے بہت کچھ کر سکتے تھے ۔ لیکن جہاں ذاتی مفادات اجتماعی مفادات پر غالب آجاتے ہیں تو عوامی مفادات کو نقصان پہنچتا ہے ۔ حاجی صاحب کے مختصر عرصہ "M.L.A ship" کے دوران اللہ تعالٰی کے

فضل و کرم سے کافی بہتر کام ہوئے ہیں . جن میں نیلم ویلی کے طلباء کیلئے پروفیشنل کالجز ہیں ۔ سیٹوں کا تعین تاؤبٹ تک سڑک کی پختگی قابلِ ذکر ہے ۔ اس کے علاوہ جتنے بھی تعمیری کام ہوئے ان کی تفصیل کافی طویل ہے ۔ اسکا ذکر کرنا کوئی خاص مقصد بھی نہیں تاہم وادئ نیلم کا ایک قابلِ ذکر تعمیری منصوبہ "کنڈل شاہی ہائیڈل پاور" ہے ۔ جس پر حکومت بہت پیسہ خرچ کر رہی ہے ۔ یہ ہائیڈل پاور (بجلی گھر) نہ صرف وادئ نیلم بلکہ پورے آزاد کشمیر کو بجلی سپلائی کرے گا ۔ مزید براں اس کے تعمیر ہونے سے نیلم ویلی کے عوام کو روزگار کے بہت مواقع فراہم ہوں گے ۔

سوال ۶: آپ ذاتی طور پر کونسی سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اس کے بارے میں کچھ کہنا پسند فرمائیں گے ۔

ج : آپ کے اس سوال سے مجھے ذرا اختلاف ہے ۔ چونکہ تحریک صدائے نیلم ایک غیر سیاسی تنظیم ہے اسمیں کسی سیاسی پارٹی نظریات اور منشور کو اس کے مجلہ کی وساطت سے Exploit نہیں کیا جانا چاہیے تاہم آپ نے پوچھا ہے تو وضاحت ضرور کروں گا ۔ میرا تعلق ایک طویل عرصہ سے مسلم کانفرنس سے ہے ۔ اس پارٹی کے بارے میں اتنا ہی کہوں گا کہ یہ واحد سیاسی پارٹی ہے جس کو آزاد کشمیر میں عوام کی اکثریت کی حمایت حاصل ہے اور میرے خیال میں آزادی کشمیر کیلئے بھی یہ واحد جماعت ہے جو کوشاں ہے اور اسکے پاس کوئی منشور ہے ۔

سوال ۷: تحریک صدائے نیلم جو کہ آپ حضرات نے انقطاع م کے مقام پر اجتماعی طور پر معرضِ وجود میں لائی تھی ۔ مرکزی تنظیم نے کیا کام کئے اور کہاں تک فعال ہے ۔

جواب: مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مرکزی تنظیم بالکل غیر فعال اور غیر موثر رہی ہے ۔ وقتی طور پر تنظیم قائم کرنے کے لئے ہر مکتبِ فکر کے لوگ شامل کئے گئے تھے ۔ اب اسکے لئے دوبارہ الیکشن ہونگے ۔ امید ہے کہ اب اکثریت کی رائے سے منتخب ہونے والے عہدیداران بہتر کام کرینگے ۔

سوال ۸: وادئ نیلم کی روڈ کو پختہ نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں نوسیری پل کو پختہ بنانے کا کوئی پروگرام ؟

وادی نیلم سے متعلق

سردار غلام سرور چیئرمین مرکزی کونسل کیل سے چند سوالات اور انکے جوابات

سوال: سردار صاحب! آپ یہ بتائیں گے کہ وادیٔ نیلم میں اسوقت عوام سے جو سلوک کیا جارہا ہے۔ مثلاً بوجہ برداری یا کنبہ پروری یا سیاسی نظریات و اختلاف کی وجہ سے ؟

جواب: اس سوال کے تین حصے ہیں۔ ۱۔ بوجہ برداری غالباً آپکی مراد اس سے بیگار ہوگی۔ یہ سوال آج سے کم از کم دس سال پہلے کا ہے۔ آجکل وادیٔ نیلم میں ایسی کوئی اصطلاح نہیں۔ وادیٔ نیلم میں آجکل ایک عام مزدور کی " اجرت " کراچی جیسے صنعتی شہر سے کم نہیں۔ ۲۔ کنبہ پروری کا جہاں تک تعلق ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک فطری عمل ہے کنبہ پروری کا اصول یا برادری ازم صرف وادیٔ نیلم میں ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان میں ہے۔ تاہم میری دانست میں وادی نیلم میں برادری ازم یا کنبہ پروری سے دوسروں کے حقوق تلف نہیں کئے جاتے۔ تاہم ہر کنبہ یا قبیلہ اپنی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے ضرور کوشاں ہے۔ ۳۔ آپ کے سوال کے تیسرا حصہ سیاسی اختلافات سے متعلق ہے۔ وادیٔ نیلم میں بھی اللہ کے فضل و کرم سے لوگ سیاسی طور پر بیدار ہیں۔ سیاسی شعور رکھتے ہیں۔ تو ظاہر ہے سیاسی اختلافات بھی ہیں۔ تاہم اس کے باعث کسی کو ذاتی طور پر کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

سوال: وادیٔ نیلم میں کون سے ایسے ادارے ہیں جو عوام کی ضروریاتِ زندگی میں رکاوٹ پیدا کر رہے ہیں اور ان رکاوٹوں کو دور کرنے کیلئے آپکی کوئی تجویز؟

جواب: بظاہر ایسا کوئی ادارہ نہیں جو عوام کی ضروریاتِ زندگی میں رکاوٹ ہو۔ تاہم اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ ایسے ادارے یا محکمے جو عوام کی خدمت کماحقہ نہیں کرتے اور عوام کی پریشانی کا باعث ہیں۔ میرے خیال میں **محکمہ مال بندوبست کا شعبہ** عوامی امنگوں کے مطابق کام نہیں کر رہا ہے۔ اس سے لوگوں کو کافی دشواریاں اور پریشانیاں ہیں۔ اس کے علاوہ **محکمہ جنگلات** بھی اپنے فرائض بطریق احسن سرانجام نہیں دے رہا۔ اس محکمے سے عوام کو انفرادی طور پر بھی شکایات ہیں لیکن اجتماعی طور پر عوام کا نقصان زیادہ ہے۔ چونکہ جنگلات آزاد کشمیر کا واحد بڑا ذریعہ آمدنی ہے۔ اس کو بے جا طور پر ضائع نہیں کیا جانا چاہیے مزید براں محکمہ جنگلات کا شعبہ **تجدید جنگلات** (Reforestation) ہے۔ جو کہ مزید جنگلات اگانے کے لئے بنایا گیا ہے۔ تاہم اسکی ورکر اس اتنی تسلی بخش نہیں جتنا کہ اس پر لاگت آ رہی ہے۔ میرے خیال میں ان اداروں کی کارکردگی صرف عوامی رائے اور مشورے سے بہتر ہو سکتی ہے۔

سوال ۳: نیلم ویلی کو ہمیشہ پسماندہ کہا جاتا ہے۔ حالانکہ آمدنی کے لحاظ سے سب سے زیادہ آمدنی والا خطہ ہے۔ مثلاً جنگلات۔ جڑی بوٹیاں اور معدنیات وغیرہ اس کے باوجود اس کو پسماندہ کہا جاتا ہے اس بارے میں آپ کیا فرمائیں گے۔

جواب: جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ نیلم ویلی وہ واحد خطہ ہے جو پورے آزاد کشمیر میں قدرتی وسائل سے مالا مال ہے

دراوہ کے صبح ومسا دیکھتا ہوں

دراوہ کے صبح ومسا دیکھتا ہوں
حکومت کے جود وعطا دیکھتا ہوں

ہیں آئے ہوئے اب اکابر ہمارے
بدلتی ہوئی اب قضا دیکھتا ہوں

یہ وادیٔ نیلم کے انساں نرالے
ہر انساں سواری نما دیکھتا ہوں

کبھی خر نما ہیں کبھی دربدر ہیں
بھٹکتی ہوئی سب فضا دیکھتا ہوں

ہے تعلیم سب کو ہی روز ورسد کی
ملازم کو بھی میں گدا دیکھتا ہوں

ہے تعمیر کب سے عمارت وسیع تر
معالج کا کمرہ خفا دیکھتا ہوں

کہو اشرفی اب خدایا کرم کر
حکومت کو کچھ نارضا دیکھتا ہوں

اشرفی کاشمیری شعلہ نوا خطیب ہی نہیں، منجھے ہوئے سیاستدان ہی نہیں، بلکہ ایک عظیم صحافی اور شاعر بھی ہیں یہ نظم انہوں نے ارتجالاً تیار کی اور ۱۹۶۶ء کے جلسہ عام میں آٹھمقام کے مقام پر خود سنائی اس جلسہ کی صدارت سابق صدر آزاد کشمیر خان عبدالحمید خان مرحوم نے کی۔ اس نظم کی پاداش میں وہاں کی مقامی پولیس نے آئے دن مولانا کو ہراساں کیا مگر ان کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں اس لئے کہ ۔ پولیس لاکھ بُرا چاہے تو کیا ہوتا ہے ٭ وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے (ادارہ)

... کو سرفہرست ہے۔

... الحمدللہ ہم نے اس مختصر مدت میں کافی کام کیا ہے۔ ... کی اہمیت اور مقبولیت کا آپ ایسے اندازہ لگا سکتے ہیں ... کے قیام سے لیکر اب تک اسکی مخالفت میں نا صرف مفاد پرست ... عمل ہیں بلکہ سرکاری ایوانوں میں بھی اسکی صدائیں ... ہیں جو کسی بھی تحریک کی مقبولیت اور اہمیت کی ... بڑی دلیل ہے۔ مجلہ صدائے نیلم کے مدیر اعلیٰ انور کشمیری ... سلسل کو برقرار رکھتے ہوئے فوراً سوال کیا کہ جناب والا ... آپ نے تحریک صدائے نیلم کو خدمتِ خلق اور اشاعتِ اسلام ... معرضِ وجود میں لایا گیا ہے مگر یہ تو بتائیں عوام میں ... کا ردِعمل کیا ہوا؟

قاضی صاحب! عوامی ردِعمل تو اتنا حوصلہ افزاء ہوا ہے کہ میں آپ سے کیا عرض کروں آپ لکھ لکھ کر تھک جائیں گے ... تاریخ وادی نیلم میں یہ پہلا موقع تھا کہ جہلیاں سے لیکر ... تک عوام اور عوامی نمائندوں نے تحریک کے پہلے اجلاس میں مکمل اتحاد و یگانگت کا ایسا مظاہرہ کیا کہ ... اور مفاد پرست عناصر کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ دراصل تحریک صدائے نیلم کسی فردِ واحد کی تحریک نہیں اور نہ ہی اسکی پشت پر کوئی سیاسی عنصر کام کر رہا ہے۔ ہر پارٹی کے لوگ جو علاقے کی تعمیر و ترقی اور اصلاح سے محبت رکھتے ہیں وہ اس میں شامل ہیں۔ یہ اتنا بھرپور ردِعمل ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں کسی کی نظر نہ لگ جائے۔

عزیز اللہ آزاد نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے سوال کیا کہ آپ نے جو کچھ بھی کیا اور تحریک صدائے نیلم کے بارے میں جو کچھ بھی بتایا ہم کراچی میں رہنے والوں کے لئے نہایت ہی حوصلہ افزا ہے مگر یہ تو بتائیں کہ مستقبل میں اس تحریک کی کامیابی اور اس مشن کی تکمیل سے آپ کہاں تک مطمئن ہیں۔؟"

ذرا توقف سے۔ عزیز صاحب مستقبل نوجوانوں کے ہاتھ میں ہے۔ ہم نے بنیاد رکھنی تھی سو وہ کامیابی کے ساتھ ... بروقت رکھ دی ہے۔ اگر آپ لوگوں نے بھرپور توجہ دی اور بالخصوص تعلیم یافتہ نوجوانوں نے اپنے اعتماد کو برقرار رکھا تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا مشن پایۂ تکمیل کو پہنچے گا اور ایک نہ ایک دن وادی نیلم جنتِ ارضی بن جائے گی۔ جو بھی خطرات ہیں وہ میں نے ابھی آپکے سامنے ذکر کر دیتے ہیں۔ اگر آپ نے اور علاقے کے نوجوانوں نے مفاد پرستوں کو پہچان لیا اور انکا مقابلہ کر لیا تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو آگے بڑھنے سے نہیں روک سکتی۔ اس ضمن میں یہ عرض کرتا چلوں کہ تحریک کی مخالفت چونکہ سرکاری سطح پر زیادہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکمرانوں کی غلط فہمی ہے کہ تحریک صدائے نیلم حکومت یا کسی خاص طبقے کی مخالفت کے لئے معرضِ وجود میں آئی ہے۔ میں بحیثیت جنرل سیکریٹری واضح انداز میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارا کام صرف اور صرف فلاحی ہے۔ اور کچھ بھی نہیں البتہ جو طبقہ ہمارے راستے میں روڑے اٹکائے گا تحریک کے نوجوان اپنی قوتِ بازو سے ان رکاوٹوں کو دور کرنے کا بھی عزم رکھتے ہیں۔ ہم نے عوام کی فلاح و بہبود کیلئے متعدد پروگرام تیار کر رکھے ہیں اور ہم نے اس علاقے کے بڑے بڑے مسائل سے حکومت کو آگاہ بھی کیا ہے۔ اور مزید یاد دہانی کراتے رہتے ہیں۔ اٹھمقام میں ہسپتال کی ناقص کارکردگی۔ ادویات اور اسٹاف کی کمی اور علاقہ بالا میں ایک اور جنرل اسپتال کا مطالبہ ہمارے مطالبات میں سرفہرست ہے۔ ڈگری کالج اور خواتین کے کالج کے لئے حکومتی سطح پر کوشش ہو رہی ہے۔ مگر سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ایسے افراد کا فقدان ہے جو خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار ہو کر کام کریں اور پھر سرکاری سطح پر سفارشات، رشوت، دھاندلیاں یہ تمام عناصر ہماری کامیابی میں رکاوٹ ہیں۔ مگر انشاء اللہ بہت جلد ہم اس پر قابو پا لیں گے۔ پس سال ایک اور قدرتی آفت نے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ وہ تھے بے تحاشہ بارشیں۔ اور وہ بھی بے موسمی جسکی وجہ سے راستے کٹ گئے تھے۔ غلے کی قلت پیدا ہو گئی تھی اور حکمران اس پر خاموش رہے۔ لوگوں کے سیبوں کے باغوں کے باغ اجڑ گئے تھے۔ مکانات تباہ

باقی صفحہ ۱۶۵ پر

سے مجھے فوج چھوڑ کر عوامی زندگی میں آنا پڑا۔ اور عوام کی خدمت کا موقع ملا۔ ۱۹۶۵ء میں لبریشن لیگ کی بنیاد رکھی گئی۔ مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ آزاد کشمیر کی ایک بڑی پارٹی کی تشکیل اور تحریک میں میرا حصہ ہے۔ اور الحمدللہ آزاد جموں و کشمیر لبریشن لیگ کے بانی ارکان میں میرا نام بھی شامل ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اسوقت سے لیکر آج تک لبریشن لیگ میں ہوں اور رہونگا۔ زندگی کے نشیب و فراز سے گذر کر عوامی خدمت کے ساتھ پرائیویٹ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور اب بھی کراچی میں ایل ایل۔ بی کا طالب علم ہوں۔ اپنے حلقے یونین کونسل کا ممبر اور لبریشن لیگ ضلع مظفر آباد کا صدر ہوں۔ صاحب خانہ مسٹر عزیز اللہ آزاد صاحب نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ جناب بابو صاحب شکریہ آپ نے اپنے بارے میں مفید اور مختصر معلومات فراہم کیں۔ آپ چونکہ وادی نیلم کی دلچسپ سماجی تحریک، تحریک صدائے نیلم کے بانی جنرل سکریٹری بھی ہیں اسلیئے ساتھ یہ بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس تحریک کا پس منظر کیا ہے۔

وادی نیلم کو قدرت نے ہر قسم کی نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔ بے شمار معدنیات، قدرتی ذخائر اور جنگلات سے مالا مال یہ وادی ناتجربہ کار حکمرانوں اور مفاد پرست عناصر کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے جہنم ارضی بنی ہوئی تھی۔ جہاں روز بروز احساسِ محرومی بڑھ رہا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جس وادی نے مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا غلام مصطفےٰ شاہ لواتی، مفتی اعظم کشمیر مفتی محمد اسرائیل رح۔ میاں نظام الدین رح۔ الحاج مولانا برکت اللہ جھاگوی رح۔ میاں مرزا عبدالرشید۔ مولانا شجاع الحق رح (بنے والے) مولانا قاضی حسام الدین مرحوم دواریاں مولانا قاضی رحمت اللہ جیسی شخصیتوں کو جنم دیا ہو۔ اسے دانستہ طور پر پس ماندہ رکھنا ایک بہت بڑا ظلم ہے اور میں یہ دعوٰی سے کہتا ہوں کہ وادی نیلم کو جان بوجھ کر ایک سازش کے تحت پس ماندہ رکھا گیا ہے اور ایک منظم گروہ اس سازش میں شریک رہا ہے اور اب بھی ہے۔ ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ اس وادی کے قدرتی ذخائر کو لوٹنے میں ڈوگرہ سے لیکر آج تک حکومت نے پھرتی دکھائی ہے۔ مگر انکے معدنیاتی ذخائر کو ترقی دینے۔ انکے قدرتی حسن کو نکھارنے اور یہاں کے غریب عوام کی حالت کو بہتر بنانے کی آج تک کسی کو توفیق نہیں ہوئی۔ یہاں کے عوام سادہ لوح اور فطری طور پر مذہب پرست اور پکے مسلمان ہیں۔ خدا کا نام لینے والے ہر آدمی کو ولی اللہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ انکی اس سادہ لوحی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لباسِ خضر میں بے شمار رہزن پیدا ہوگئے اور پھر دونوں ہاتھوں سے یہاں کے عوام کو لوٹا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرے محترم دوست مولانا عبدالحمید اشرفی نے ۱۹۶۸ء میں آٹھمقام کے ایک جلسہ عام میں اپنی تقریر کے بعد ایک نظم میں جس کا عنوان غالباً "درادہ کے صبح و شام" تھا اور اسکا ایک شعر آج بھی زبان زدۂ عام و خاص ہے کہ

ہے تعمیر کب سے عمارت وسیع تر
معالج کا کمرہ خفا دیکھتا ہوں
کہو اشرفی اب خدا کا کرم کر
حکومت کو کچھ نا رضا دیکھتا ہوں

اس کے بعد جہاں ایک طرف عوام میں جوش و جذبہ کی ایک لہر دوڑ گئی تھی اور لوگ اپنے ماضی اور مستقبل پر غور کر رہے تھے تو دوسری جانب کچھ لوگ مولانا کو ڈرانے دھمکانے ہراساں کرنے کے لئے سرکاری اہلکاروں سے ریشہ دوانیوں میں مصروفِ کار تھے مگر اشرفی صاحب کی اس نظم نے نوجوانوں کے ذہنوں میں شعور کی جو لہر دوڑادی تھی وہ اب طوفان بنتی جارہی ہے اسکے بعد جوں جوں نوجوانوں میں تعلیم کا شوق پیدا ہوا اور شعور جوان ہوتا گیا تو اپنی حالت پر غور و فکر کا مادہ پیدا ہوا مگر وادی نیلم میں تو محرومیوں کے سوا رکھا ہی کیا ہے یہ ہے وہ مختصر پس منظر جسکی روشنی میں...

... میں نے چند احباب سے مل کر غور و فکر کیا اور نتیجۃً تحریک صدائے نیلم کا قیام عمل میں آیا۔ اسکے اغراض و مقاصد میں علاقے میں احساسِ محرومی کو دور کرنا اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کیلئے علاقے کی تعمیر و ترقی اور اپنی مدد آپ کے اصول پر عمل کرتے ہوئے عوام کو ہر قسم کے مظالم سے بچانا ہے وہ سرکاری سطح پر ہوں یا مفاد پرست عناصر کی

بابو سائیں ملا وادئ نیلم کا سیاسی و سماجی تجزیہ پیش کرتے ہیں

رپورٹ ار۔ ایم۔ اے خان

بابو سائیں ملا وادی نیلم کی ایک مقتدر سیاسی شخصیت ہیں۔ گزشتہ سال بابو صاحب اپنی کسی ذاتی مصروفیت کراچی تشریف لائے تو تحریک صدائے نیلم کے دفتر میں تحریک کے کارکنوں اور ساتھیوں نے ان سے تفصیلی ملاقاتیں کیں۔ واضح رہے کہ تحریکِ صدائے نیلم وادی کی تاریخ میں پہلی سماجی تنظیم ہے۔ اور بابو صاحب اسکے پہلے جنرل سیکریٹری (ناظمِ اعلیٰ) ہیں۔ اس بناء پر بابو سائیں ملا صاحب سے والہانہ عقیدت اور دلچسپی قابلِ دید تھی اور پھر اس پسماندہ علاقے کے لوگوں کے مسائل کے حل کیلئے کسی باقاعدہ تنظیم کا قیام ایک عجوبہ سمجھئے۔ چنانچہ کراچی میں تحریکِ صدائے نیلم کے تعلیم یافتہ نوجوانوں نے بھی بابو صاحب سے ملاقات کی اور علاقے کے مسائل سمجھنے اور انکے حل کے لئے کی جانے والی کوششوں سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے ایک باقاعدہ نشست ہوئی جس میں سوال و جواب بھی ہوئے اور مسائل پر تبادلۂ خیال بھی۔ ہم اس محفل کی کارروائی کو من و عن مجلہ صدائے نیلم کے قارئین کی نذر کر رہے ہیں۔

(ادارہ)

دراصل یہ محفل کیا تھی کہ عزیز اللہ آزاد صاحب صدر تحریک صدائے نیلم کراچی کے گھر نیلم منزل میں کھانے کی دعوت تھی اور بابو صاحب اس محفل کے مہمانِ خصوصی تھے۔ باتیں چل نکلیں۔ اور پہنچتے پہنچتے بابو صاحب کے ساتھ ساتھ تحریک صدائے نیلم کی جوانی تک جا پہنچیں۔ ایک ساتھی نے پوچھ ہی لیا کہ بابو صاحب آپ کا نام تو ہم نے بارہا سنا ہے کیونکہ آپ ایک مشہور سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں مگر ہم آپ سے آپ کا مختصر تعارف اور اگر مناسب سمجھیں تو اپنی ابتدائی زندگی کے کچھ حالات سے ہی ہمیں آگاہ فرمادیں۔ بابو صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا کہ بابو سائیں ملا میرا اصل نام ہے۔ اور یہ نام مجھے نہایت ہی پسند ہے کیونکہ اسمیں جدت بھی ہے اور قدامت بھی گویا میرا نام جدید و قدیم کا حسین امتزاج ہے۔

میں وادی نیلم کے ایک گاؤں نگدر میں پیدا ہوا۔ والد صاحب زمینداری کے ساتھ ساتھ کاروبار بھی کرتے تھے۔ اور انھوں نے مجھے تعلیم حاصل کرنے کیلئے کیرن پرائمری اسکول میں داخل کرا دیا۔ ڈوگرہ دور میں کسی مسلم علاقے بالخصوص علاقہ

دراوہ میں پرائمری اسکول ایک بہت بڑی بات تھی۔ میں نے پرائمری کیرن سے پاس کی۔ میرے اساتذہ میں جہاں مسلمان اساتذہ تھے وہاں ہندو اساتذہ بھی تھے۔ پرائمری کے بعد میں سری نگر ہائی اسکول چلا گیا اور میٹرک تک وہاں پڑھا مگر میٹرک کی سند نہ لے سکا۔ کیونکہ جنگ آزادی شروع ہو گئی اور مجھے واپس گھر آنا پڑا۔ ایک طالب علم کی حیثیت میں جنگ میں برابر شریک رہا اور مجاہدین کے ہمراہ محاذ جنگ تک رسد کی سپلائی میں بھرپور کردار ادا کیا اور بالآخر ۱۹۴۸ء میں فوج میں بھرتی ہو گیا۔ اور فوج میں رہ کر فوج ہی کے محکمہ تعلیم کے ذریعہ میٹرک پاس کیا۔ اور کمیشن حاصل کی۔ مگر درمیان میں ایک تحریک چلی جس کی وجہ

گاڑیاں کبھی بھی صحیح طریقے سے کیل تک نہیں پہنچیں بلکہ گئی ہی نہیں ۔

وادی نیلم کی پسماندگی کا ذکر کرتے ہوئے حاجی صاحب نے کہا، کہ اس کی ذمہ داری علاقہ کے ان لیڈروں پر ہے جو برسر اقتدار حکومت کے خیر خواہ اور جانے والی حکومت کے مخالف ہوتے ہیں، جس سے علاقہ کی ذہنی پسماندگی میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا ہے - سادہ لوح عوام یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ صحیح سیاست کیا ہے !

ہر آنے والے کو یہاں کے لیڈر زندہ باد کہتے ہیں۔ اور جانے والی حکومت کو مردہ باد کہتے ہیں تعجب تو یہ ہے کہ جس جانے والی حکومت کو یہاں کے لیڈر مردہ باد کہتے ہیں، اگر انقلاب زمانے کے ساتھ وہی حکومت برسرِ اقتدار آجائے تو یہی لیڈر جو اس علاقہ میں سردار، نمبردار اور دیگر کئی ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں۔ اسے دوبارہ زندہ باد کا نعرہ لگا کر حکمرانوں کی خوشامد شروع کر دیتے ہیں اور اپنے ضمیر تک کی پرواہ نہیں کرتے۔ مگر اس وقت حالات بدل رہے ہیں، نئی نسل بیدار ہو رہی ہے جس کی وجہ سے وہاں کے مقامی اور موروثی لیڈروں کا مستقبل خطرے میں نظر آ رہا ہے۔ مجھے "تحریک صدائے نیلم"، کراچی کے نوجوانوں کی خدمات کا سن کر اور ان کی جدوجہد دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر نوجوان اپنے علاقہ میں سیاسی اور سماجی بیداری کے لیے جدوجہد کریں تو انشاءاللہ بہت جلد علاقہ میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے ۔

آپ حیران رہیں گے کہ جب صدر پاکستان وادی نیلم کے دورہ پر گئے اور "کیل" کے مقام پر پانچ لاکھ روپیہ اور ایک گرلز ہائی اسکول کی بلڈنگ تعمیر کرنے کے لیے فنڈ کی فراہمی کا اعلان کیا تھا۔ اب تک اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ حکومت پاکستان کا کہنا ہے کہ وہ چیک دے دیا گیا ہے۔ مگر مقامی طور پر لوگوں کو ابھی تک معلوم نہیں کہ وہ پیسے کہاں خرچ ہوئے ۔

گرلز ہائی اسکول کی عمارت ابھی تک تعمیر نہیں ہو سکی :

گذشتہ سال موسمی آفات کی بناء پر علاقے کو قحط زدہ سمجھ کر حکومت آزاد کشمیر نے علاقے میں زکوٰۃ فنڈ سے گندم فراہم کی تھی۔ مگر مقامی لیڈروں نے حکومت کے اہل کاروں سے مل کر اس زکوٰۃ فنڈ کو غریب اور امیر کی تمیز کیے بغیر سب کو بانٹ دی۔ آپ حیران ہوں گے کہ ایسے لوگوں کو بھی وہ گندم دی گئی جن کے لاکھوں روپے بینک بیلنس ہیں بلکہ اثر و رسوخ کی وجہ سے ان دولت مندوں کو زیادہ اور غریب اور نادار لوگوں کو کم تعداد میں گندم دی گئی جو میرے نزدیک نہ صرف زیادتی ہے بلکہ اسلامی شعائر کے ساتھ کھلا مذاق ہے ۔

" حاجی صاحب" نے وادی نیلم کے قدرتی ذخائر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جنگلات اس وادی کا قدرتی ذخیرہ ہی نہیں بلکہ وہاں کے لوگوں کی معیشت کا دارومدار بھی ان ہی جنگلات پر ہے، مگر ان جنگلات کا جس بے دردی سے [illegible] کیا جا رہا ہے وہ اس علاقہ کے ساتھ دشمنی کے مترادف ہے۔ حکومت کی ظاہری پابندیوں کے باوجود جنگلات میں کام کرنے والی کمپنیاں اور مقامی غنڈہ عناصر کی ملی بھگت سے جنگلات کی قیمتی لکڑی کو برباد کیا جا رہا ہے ۔

ایک سوال کے جواب میں حاجی صاحب نے کہا کہ وہاں کے جنگلات کے تحفظ اور ترقی کا واحد طریقہ یہ ہے کہ مقامی لوگوں کو جنگلات میں ملکیت دی جائے۔ گلگت اور کاغان کی طرح یہاں کے عوام کو بھی جنگلات میں برابر کا حصہ دیا جائے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ عوام اپنے جنگلات کی خود حفاظت کریں گے۔ حاجی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ حکومت آزاد کشمیر نے لیپر ٹاؤن کمیٹی اور کیل یونین کونسل کو ایک ایک لاکھ روپے ...... انعام دیئے تھے، کیل یونین کونسل کو ملنے والی رقم کے بارے میں طے پایا تھا کہ اس ایک لاکھ میں کیل میدان اور گاؤں کے عوام کے لیے پانی فراہم کیا جائے گا۔ مگر ابھی تک اس رقم سے کوئی بھی اجتماعی فلاحی کام نہیں ہوا -

مقامی انتظامیہ کے بارے میں حاجی شبیر احمد صاحب ممبر یونین کونسل کیل نے بتایا کہ حکومت کے مقامی اہل کار عوام کی مشکلات حل کرنے کے بجائے مسائل میں اضافے کا باعث بن رہے ہیں۔ حاجی صاحب نے ماضی کا ایک واقعہ بتاتے ہوئے کہا کہ ایک زمانے میں فوج کے لیے لکڑی بھی بیگار سسٹم کے تحت فراہم کی جاتی تھی۔ مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ میں نے ذاتی جدوجہد کر کے اور فوج کے مقامی اعلیٰ افسران سے رابطہ کر کے اس بیگار کو روزگار میں تبدیل کرا دیا - اور اب الحمدللہ فوج کے لیے کیے جانے والے ہر کام کی باقاعدہ مزدوری دی جاتی ہے۔ محکمہ تعلیم کی کارکردگی کے بارے میں بتایا کہ کم از کم "کیل" کی حد تک یہ محکمہ مکمل ناکام ہے۔ کہنے کے لیے تو کیل میں گرلز ہائی اسکول، بوائز مڈل اسکول اور انٹرمیڈیٹ کالج بھی موجود ہیں۔ لیکن نہ ہی ان اداروں کو صحیح عمارتیں میسر ہیں اور نہ ہی عملہ۔ اگر کسی ادارے کی عمارت ہے بھی تو وہ آثار قدیمہ کے کھنڈرات معلوم ہوتے ہیں لمحہ فکریہ تو یہ ہے کہ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے وادی نیلم کے دورے کے موقع پر "کیل" کے جلسہ عام میں جو خوش کن اعلانات کئے تھے۔ ان کا کچھ نتیجہ برآمد نہیں ہوا، اگر نتیجہ برآمد ہوا تو صرف یہ کہ پورے حلقہ نمبر ا میں یعنی وادی بھر میں یہ شور ہوا کہ کیل والے بہت کچھ کھا گئے۔ مگر وہاں تو کھلانے والے کھا گئے، عوام دیکھتے ہی رہ گئے۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے، اور صدمہ بھی کہ "کیل انٹرمیڈیٹ کالج" کا سالانہ نتیجہ صفر آ رہا ہے، جس کی وجوہات کچھ تو میں نے بیان کر دی ہیں۔ ایک اور

باقی صـ ۱۲۶ پر

الحاج شیر احمد خان اظہارِ خیال کرتے ہیں

جناب حاجی شیر احمد صاحب وادی نیلم علاقہ کیل کی ممتاز سیاسی وسماجی شخصیت ہیں۔ آپ یونین کونسل کیل کے رکن بھی ہیں
۱۹۶۵ء سے بلدیاتی سیاست کے ساتھ ساتھ قومی سیاست میں بھی سرگرم رہتے ہیں۔ اور ہمیشہ ظالم کے خلاف اور مظلوم کی حمایت میں
سینہ سپر رہے، اور اب بھی ظلم وزیادتی کے خلاف نہایت ہی عزم وہمت کے ساتھ نبرد آزما ہیں، آپ آزاد کشمیر کی ایک بڑی سیاسی جماعت "تحریک
عمل" پارٹی تحصیل آٹھمقام کے صدر ہیں۔ گذشتہ دنوں آپ اپنے نجی دورہ پر کراچی تشریف لائے۔ "تحریک صدرئے نیلم" کراچی کی جانب سے جناب
ڈاکٹر جاوید صاحب کے دولت خانہ شمالی کراچی میں حاجی صاحب کے اعزاز میں افطار پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں وادیٔ
نیلم کے بارے میں جو کچھ کہا نذرِ قارئین ہے۔ ——— (ادارہ)

میں نے وادیٔ نیلم میں آنکھ کھولی۔ تو اس وادی کی پسماندگی ناقابل
بیان تھی۔ حال یہ تھا کہ نہ عوام کے لیے مزدوری کے مواقع تھے، اور نہ ہی
زمینیں اس قدر وافر، کہ لوگ اپنے سال بھر کا غلہ پیدا کر سکیں، اس پر ستم یہ کہ
مقامی کٹر پنچوں کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ بیچارے عوام گردن ادھر ادھر
نہیں کر سکتے تھے بعض علاقوں میں تو یہ غنڈہ عناصر اپنے آپ کو بے تاج بادشاہ
تصور کرتے تھے۔ مگر خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں، کے مصداق زمانے
نے پلٹا کھایا۔ آزادی کی کرن نمودار ہوئی۔ ڈوگرہ رجیم کا خاتمہ ہوا۔ مگر اس علاقہ
کی بدقسمتی دیکھیں کہ ناجائز غیر قانونی اور غیر اخلاقی غنڈہ رجیم کا خاتمہ اب بھی
نہ ہو سکا۔

آزاد کشمیر کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد بھی ایک عرصہ تک ان
مقامی کٹر پنچ عناصر کی وجہ سے یہاں کا غریب عوام بے گاری اور بے کاری کی
چکی میں پستا رہا، ان عناصر نے نہ تو عوام میں سیاسی بیداری پیدا ہونے دی
اور نہ ہی سماجی ومعاشی ترقی کے مواقع فراہم ہونے دے۔ مذہبی صورت حال
تو وہ قدرتی طور پر علماء وصوفیاء کے ہاتھ میں تھی۔ چند علماء نے علاقہ میں مذہبی
خدمات سرانجام دینے میں قابل تقلید کام کیا ہے، عوام کی زندگی اس قدر تنگ
تھی کہ لوگ پولیس کے سپاہی اور تحصیلدار کے چپڑاسی ہی کو حاکم وقت سمجھتے
تھے اگر ان میں سے کوئی آجاتا۔ تو لوگ سمجھتے تھے کہ حاکم وقت یہی ہے مظفرآباد
سے کیل تک تقریباً ڈیڑھ سو کلو میٹر کا راستہ ایک ایک من بوجھ اٹھا کر لوگ
پیدل سفر کرتے تھے۔ کیل سے براستہ شونٹھر گلی بوجھ اٹھا کر مٹھو پہنچایا جاتا تھا۔
جس کا فاصلہ کیل سے تقریباً (۲۰۰) دو سو کلو میٹر ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ سرحدی

علاقے ہونے کی وجہ سے عوام پر بیگار کا غیر قانونی اور غیر اخلاقی طریقہ رائج
تھا۔ عوام سرکاری اہل کاروں کے نہ صرف بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا کرلے جاتے
تھے۔ بلکہ حکومت کے ان کارندوں کو بھی اپنے کاندھوں پر اٹھا کرلے جاتے تھے۔
یہ ڈوگرہ رجیم سے بہت بعد کی بات ہے۔ اللہ اللہ کر کے مسٹر کے ایچ خورشید
کے دور میں بعض لیڈروں کی شدید مخالفت کے باوجود شاہراہ وادی نیلم کی تعمیر
کا آغاز ہوا۔ تقریباً بیس سال کے عرصہ میں ایک پگڈنڈی نما سڑک تک پہنچی ہے
جس کا سہرہ سابق حکومتوں اور فوج کے جوانوں کے سر ہے، مگر ٹریفک کا انتظام
نہ ہونے کے برابر ہے، باوجود اس کے تقریباً چودہ لبستوں کے روٹ پرمٹ
مظفرآباد سے کیل تک جاری کیے گئے ہیں، مگر سڑک کی خستہ حالی کی وجہ سے

حضورؐ: گرمی میں تیری اولاد کہاں سایہ لیتی ہے ؟

ابلیس : لوگوں کے ناخنوں کے نیچے ۔

حضورؐ : تو نے اپنے رب سے کتنی چیزیں مانگی ؟

ابلیس : دس چیزیں ۱ ۔ میں نے اس سے مانگا کہ بنی آدم کے جان و مال میں مجھے شریک کرنا ۔ تو اس نے مجھے شریک کیا ۔ ہر وہ مال جسکی زکوٰۃ نہیں دی جاتی ۔ میں اس میں سے کھاتا ہوں ۔ اور ہر مال جس پر اعوذ باللہ نہ پڑھے جائے اور جو جماع کے وقت اعوذ باللہ نہ پڑھے تو وہ شیطان اسکے ساتھ صحبت کرتا ہے تو بچہ مطیع و فرمانبردار پیدا ہوتا ہے ۔ اور جو سواری پر سوار ہو کر غیر حلال کی طلب میں نکلتا ہے وہ میرا رفیق ہے ۔ ② میں نے گھر مانگا تو حمام ملا ۔ ③ میں نے مسجد مانگی تو بازار دیا ④ ۔ اور میں نے کتاب مانگی تو اشعار ملے ⑤ میں نے اذان مانگی تو ڈھول و ہارمونیم ملا ۔ ⑥ میں نے مدد گار مانگا تو قدریہ فرقہ دیا ⑦ میں نے بھائی مانگے تو فضول خرچ ملے ۔ میں نے اللہ سے مانگا کہ مجھے بنی آدم نہ دیکھ سکیں اور میں انھیں دیکھتا رہوں اور مجھے انکی شریانوں میں خون کی طرح چلنے کی اور جہاں میں چاہوں پھیر دوں تو اللہ تعالیٰ نے مجھے طاقت دی اور میرے متبعین آپ صلعم کے متبعین سے زیادہ ہونگے ۔ میرے ایک لڑکے کا نام علقمہ ہے ۔ جو شخص عشاء کی نماز سے پہلے سو جاتا ہے اسکے کان میں پیشاب کرتا ہے اور میرا ایک لڑکا متقاضی ہے ۔ جب کوئی بندہ کوئی نیک کام پوشیدہ طور پر کرتا ہے تو یہ متقاضی اسکو مجبور کرتا ہے کہ لوگوں کے سامنے بیان کر دے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسکا سو میں سے ننانوے ثواب مٹا دیتا ہے ۔ اور اسکا ایک ثواب رہ جاتا ہے ۔ اور میرے بیٹے کا نام کھیلا ہے ۔ اور وہ علماء کی مجالس میں لوگوں کی آنکھوں میں سلائیاں پھیرتے ہیں حتیٰ کہ وہ سو جاتے ہیں اور علماء کی باتیں نہیں سن سکتے ۔ اور جب کوئی عورت اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے بیٹھ جاتا ہے ۔ اور ایک شیطان آگے بیٹھ جاتا ہے ۔ اور اسکے ہاتھ کو مزین کرتا ہے دیکھنے والوں کے لیئے وہ دونوں اسے کہتے ہیں کہ اپنا ہاتھ نکال تو وہ ہاتھ نکالتی ہے ۔ پھر وہ اپنے ناخن ظاہر کرتی ہے ۔ پھر کہا اے محمدؐ ! میرے ہاتھ میں گمراہی بالکل نہیں ۔ میں تو صرف وسوسہ ڈالنے والا ہوں اور مزین کرنے والا ہوں اور اگر میرے ہاتھ میں گمراہی ہوتی تو میں کسی کو نہ چھوڑتا جو لا الہ اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہو یا روزہ رکھتا ہو جو نماز پڑھتا ہو ۔ جیسا آپ کے ہاتھ میں ہدایت نہیں بلکہ آپ پیغمبر و مبلغ ہیں اور اگر ہدایت آپ کے ہاتھ میں ہوتی تو آپ زمین پر کسی کافر کو نہ چھوڑتے اور آپ تو اللہ کی مخلوق پر صرف حجۃ ہیں ۔ اور میں سبب ہوں اور سعادتمند وہی ہے جس سے اللہ نے ماں کے پیٹ میں سعادتمند کیا ہے اور بدبخت وہی ہے جسے ماں کے پیٹ میں بدبخت کیا ہے ۔

حضورؐ : کیا تو اب بھی توبہ اور رجوع الی اللہ کرنا چاہتا ہے تو میں تجھے جنت کی ضمانت دیتا ہوں ۔

ابلیس : اے اللہ کے رسول ! جو کچھ ہونا تھا سو ہو گیا ۔ پاک ہے وہ ذات جسنے آپکو سید الانبیاء اور اہل جنت کا خطیب بنایا اور مجھے بدبختوں کا سردار و اہل جہنم کا خطیب بنایا اور میں بدبخت مردود ہوں ۔ یہ آخری بات ہے جو میں نے آپکو سچ سچ بتا دی ۔

تحریک صدائے نیلم کے نشیب و فراز

عزیز کاشمیری

تاریخِ عالم شاہد ہے کہ انسانی معاشرہ اس وقت تک مکمل فلاح حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک سماجی، فلاحی معاملات کو اجتماعی طور پر عمل کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ انفرادی جدوجہد خواہ کتنی ہی مؤثر ثابت کیوں نہ کی جائے۔ اس کے خاطر خواہ نتائج شاذ و نادر ہی حاصل ہوتے ہیں۔ بنیادی طور پر انسان سماجی جانور ہے۔ سماج سے انسان کا ابدی رشتہ ہے۔ اسی سماج میں جب مختلف الخیال انسان اجتماعی شکل میں معاشرے کی تشکیل کرتے ہیں تو انسانی معاشرہ کے ساتھ اس میں برائیوں کا جنم لینا فطری عمل ہے کیونکہ اس معاشرے میں انفرادی فلاح کی ترجیحات زیادہ رو بعمل ہوتی ہیں جس کی وجہ سے انفرادی مفادات کا حصول بعض قوتوں کا بنیادی مقصد بن جاتا ہے۔ اور وہ قوتیں اپنے ان مفادات و مقاصد کے حصول کی خاطر اپنے ہی جیسے انسانوں کے بنیادی اور مساوی حقوق پر (بزورِ بازو) ڈاکہ ڈالنے تک سے گریز نہیں کرتے۔ انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ جو اقدام وہ کر رہے ہیں اس سے ان ہی کے بھائی بندوں کی حق تلفی تو نہیں ہو رہی ہے۔ بلکہ وہ استحصال [illegible] کے حاصل اپنے اقدامات کو اپنی عقل، برتری اور ہوشیاری کا سمجھ کر اپنے آپ کو دوسروں سے اعلیٰ اور تمام بنیادی زندگی کی سہولیات کو محض اپنے لیئے ہی مختص اور اپنے آپ ہی کو اس کا اہل ثابت کرنے کی کوشش میں شب و روز مصروف نظر آتے ہیں۔ انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ ان کے اس طرزِ عمل سے انسانی سماجی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ انسان جو خدا بزرگ و برتر سے اشرف المخلوقات یعنی

تمام خدائی مخلوق سے برتر کا مرتبہ حاصل کرنے کے بعد اس خدا کی زمین پر خدا کا نائب بن کر اس کے قانون کی بالادستی کے قیام کیلئے مقرر ہوا تھا اپنی ان حاکمی اور ہمہ گیر ذمہ داریوں کو کلی یا جزوی طور پر پس پشت ڈال کر اس چند روزہ بے ثبات لمحات کی رنگینیوں اور لذتوں کے حصول کی خاطر تمام تر، انسانی اقدار تک کو بالائے طاق رکھ کر انسانیت کی تضحیک میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اس کے برعکس انسانوں کی اس بھری دنیا میں ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں۔ جن کی زندگی کا ہر لمحہ دکھی انسانیت کی خدمت کے علاوہ کسی مصروفیت میں گزرا ہو۔ خدمت کے اس جذبے کی تسکین کے لیئے انسان کی سچی لگن اور خلوص شرطِ اوّل ہے۔

دنیا کے دیگر ممالک و علاقہ جات کی طرح آزاد کشمیر جو مجموعی، طور پر دنیا کے حسین ترین قدرتی مناظر، کا حامل ہے۔ وادیٔ نیلم کو اگر حسن کی ملکہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ وادیٔ نیلم کے مسائل کے بارے میں میرے فاضل رفقاء نے اپنے بصیرت افروز مقالہ جات میں سیر

باقی صفحہ ۱۴۹ پر

ظلمتوں کے قافلے دیکھے ہیں مہ پاروں کے ساتھ
مفلسوں پر ہنس رہی ہیں عظمتیں ابلیس کی!
اور خدا کی رحمتیں منسوب زرداروں کے ساتھ
سر برہنہ عابدہ کمخواب و ریشم کے بغیر
ناچتی ہے عاصمہ سکوں کی جھنکاروں کے ساتھ
نغمۂ بلبل نہیں تو نالۂ دل ہی سہی
ملتے جلتے ہیں بیاباں بھی چمن زاروں کے ساتھ،

سے طلوع ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صبح و شام اپنی رفتار بدل لیں، وقت کچھ دیر کے لئے ٹھہر جائے لیکن جو قافلہ تحریک صدائے نیلم کے پلیٹ فارم سے رواں ہو چکا ہے وہ اب منزل مقصود پہ پہنچ کر ہی دم لے گا اور دنیا جان لے گی کہ حق کا سورج کیونکر طلوع ہوتا ہے، نوجوانوں کا قافلہ مرتب ہو چکا ہے۔ یہ قافلۂ حریت خداوند قدوس کی قدرت کا عظیم شاہکار ہے قدرت نے اس میں ہمالیہ کی بلندی، دریائے نیلم کی روانی، موجوں کا تلاطم، سمندر کا ظرف پیدا کر دیا ہے۔ اس کارواں میں حدی خوانوں کے نغمے ہیں، جوانی کی امنگ و ترنگ ہے اور اپنی آزادی اور حقوق کے لئے بنیانِ مرصوص ہیں انہوں نے اپنے اختلافات کی خلیج پاٹ دی ہے۔ انہوں نے عزم صمیم کر رکھا ہے کہ یہ ایک طوفان کی طرح اٹھیں گے اور ظلم و جبر، غنڈہ گردی اور معاشرے کی ہر برائی کو اپنے بہاؤ میں بہا کر لے جائیں گے۔ ان نوجوانوں کا پیغام وادیٔ نیلم کے نونہالوں، نوخیز نوجوانوں کے نام یہ ہے کہ آگے بڑھو اور وقت کی رفتار روک لو وہ جوانی عناصر اربعہ کا کفن ہے۔ جس میں آب و تاب حب الوطنی، خدمتِ خلق، حبِ اسلام نہیں۔ اور آگے بڑھ سکتے آگے بڑھ کر اوجِ ثریا بن جاؤ آسمانی قیادت کے شہاب ثاقب بن جاؤ اور تاریخ کے سینہ پر لکھوا دو کہ تاریخ کبھی بادشاہوں کے تذکرے کا نام تھا۔ اب تاریخ انسانوں کی سرگذشت اور قوموں کی جد و جہد کا نام ہے یہ اب محلوں کی روئیداد سے ہٹ کر نیزہ کی نوک پہ آچکی ہے وہ دور لد گیا ہے کہ جب محلوں کے نغمے محفوظ کئے جاتے تھے اب جھونپڑیوں کے نوحے تاریخ کا حصہ ہیں جس قوم سے راستباز زبانیں اٹھ جائیں وہ قوم گوہر بیاں ہو کر رہ جاتی ہے اور اس کا شعلۂ احساس چتا کی راکھ ہو جاتا ہے بڑھ کر ظلمت کی شب تاریک بہت جلد صبح کی آغوش میں آجائے گی اب اندھیری راتیں ٹھہر نہیں سکتیں کہ ستاروں کے خون ہی سے صبح کا اجالا حق ہے اس مقام پر مجھے امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کے دُرِ بہائے ثمین یاد آرہے ہیں۔"

عزیز دوستو! سیاست ایک آگ ہے جو پہلے خود بھڑکتی ہے پھر بھڑکائی جاتی ہے اور دل جب تک لذت آشنائے درد نہ ہو۔ برف کی ایک قاش ہے جو پانی تو بن سکتی ہے لیکن آگ میں نہیں جلا کرتی۔ اب جو قدم اٹھ چکے ہیں انہیں بیابان نہیں روک سکتے کہ

ہم نے تلوے سہلا لئے ہیں اور خارِ مغیلاں کی مدارت کے لئے آبلے حاضر ہیں۔ اب سمندروں کی موجوں میں ہمارے لئے کوئی خوف نہیں ہم ان سے کھیل سکتے ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیاں ہمارے عزم کے سامنے خاک ہو جاتی ہیں جب قوم سر بکف ہو کر آزادی کے سفر کو نکلتی ہے تو اس کے لئے فولاد کے انبار پرکاہ ہو کر رہ جاتے ہیں اور نصب العین کی سچائی منزل تک پہنچ کر رہتی ہے۔ ہم نے وقت کی تبدیلیوں کو پہچان لیا ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ منٹوں میں صدیاں گذرتی چلی جا رہی ہیں اب زمانہ وہ نہیں رہا جو کبھی تھا اس کی چال بہت بہتر ہو چکی ہے پردے گرتے اور پردے اٹھتے ہیں ہم نہیں کہہ سکتے کہ آئندہ لمحہ کیا ہونے والا ہے۔ اپنے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے دماغ نے اقتضائے بشریت کے تحت کسی فیصلہ میں کوئی غلطی کی ہو لیکن ہمارے دل نے اپنے ارادوں میں کوئی سی کوتاہی نہیں کی ہم نے آبرو سے جینے اور آبرو سے مرنے کا ارادہ کر لیا ہے ہم نے موت سے آنکھیں چار کرنے کا عزم کیا ہے یہ ممکن ہے کہ ہم سانپوں کے بانبیوں میں چلے جائیں اور ان سے آشنائی پیدا کر لیں۔ بھیڑیوں کے بھٹے سے مصافحہ کر لیں۔ شیروں کے غار میں رہنے لگیں۔ بچھوؤں سے رحم پیدا کر لیں اور چیلوں سے معانقہ کر لیں لیکن اب یہ ممکن نہیں رہا۔ اور ہم نے دو ٹوک فیصلہ کر لیا ہے کہ انگریزوں کی غلامی کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے یہ جملے ہمارے دلوں کی ترجمانی کر گئے۔ گورا چٹا انگریز تو برصغیر سے اپنا بوریا بستر اٹھا کر سمندر پار ہو گیا مگر اپنا جانشین کالے انگریز کو بنا گیا۔ وادیٔ نیلم کے باشعور اب کالے انگریز کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیں گے۔ ان جیالوں کو کسی دھونس دھاندلی سے ڈرایا نہیں جا سکتا اور نہ ہی دھمکایا جا سکتا ہے۔ یہ اپنے حقوق مانگنے میں کوئی عار محسوس نہیں کریں گے انہوں نے اپنی قلمیں تلواروں کے روپ میں ڈھال لی ہیں عوام کے حقوق کے تحفظ، رشوت ستانی، غنڈہ گردی، زناکاری، بدکاری، معاشی بدحالی، اخلاقی کمزوریوں کے خلاف قلمی جہاد کرنے کا عزم صمیم کر رکھا ہے۔ اور دعوتِ فکر ہے ان دوستوں کے لئے، بزرگوں کے لئے، بہنوں بھائیوں کے لئے جو اپنے ملک کا اپنے سینوں میں درد رکھتے ہیں جو نفاذِ آئینِ شریعت کے خواہاں ہیں۔ آئیے اس کار خیر میں ہمارا ساتھ دیجئے۔ ہمارے ساتھ مل کر مجلہ "صدائے نیلم" کے پلیٹ فارم سے معاشرے کی برائیوں کے خاتمے کے لئے قلمی جہاد کیجئے، تاکہ ہم اسلام اور ملک کے اصلی غداروں کے چہرے بے نقاب کر کے انہیں کیفر کردار تک پہنچانے میں کامیاب ہو سکیں اور معاشرے کو ان جیسی برائیوں اور آلودگیوں سے پاک کریں جس کا نقشہ ساغر صدیقی نے یوں کھینچا ہے۔ ؎

ہر قدم پر زندگی کی آبرو خطرے میں ہے

... جاتی ہے۔

... ! یہاں تو مقدس پیشے کے لوگ بھی فنکار معلوم ہوتے ہیں
... وہ عارقین ملت جو اپنے جیبوں کو بے گناہ لوگوں پر ٹھوپ کر
... عنایت فرما دیتے اور خود اپنا دامن بچا لیتے ہیں مسرودد
... کا کچھ ہی حصہ اگر وادئ نیلم کی تعمیر و ترقی کے کاموں پر خرچ کیا جاتا
... ذرا بھی کہ یہ وادی بھی خوشحالی کا سانس لیتی۔ مگر حکومت اگر یہ رقم
... اور تعمیری کاموں میں خرچ کرے تو بالسیب خنفر میں یہ سیاسی یتیم
... جائیں۔ کیسے پرورش پائیں۔ کچھ رقم تو سیاسی یتیموں کو سیاسی
... جانے میں اور کچھ سرکاری علاج و معالجہ کے لئے مخصوص ہو جاتی ہے"
... غریب کے بچے کو ہسپتال میں داخلہ بھی نہیں ملتا۔ اگر سفارشات کے بعد
... مل بھی گیا تو خاطر خواہ علاج نہیں۔ نتیجتاً امیر عیش اڑا رہا ہے اور
... خاک اڑا رہا ہے" وادئ نیلم کے باسی نہایت ہی ذہین و فطین
... ہیں اور حصول علم کے شائقین بھی ہیں۔ یہاں کے نونہال انتہائی
... بے سروسامانی کے عالم میں اس پسماندہ علاقے کو خیر باد کہہ کر نکلتے اور
... تعلیمی اداروں میں زیور تعلیم سے آراستہ ہوتے ہیں۔ یہ کہاوت ہے
... میں ایک انسان ایک وقت میں ایک ہی کام کر سکتا ہے لیکن اس
... کو ہماری نوجوانوں نے غلط کر دکھایا اور اس طرح کہ وہ محنت
... مزدوری کر کے نہ صرف اپنے تعلیمی اخراجات پورے کر رہے ہیں بلکہ اپنے
... سہارا والدین اور بہن بھائیوں کی مالی امداد بھی کرتے ہیں اور ساتھ
... اپنے علاقے کے سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی حالات کو سدھارنے
... بھی توجہ مرکوز کئے ہوئے ہیں قدرت کے اس حسین شاہکار اور
... قدرتی حسن و رعنائی کے نادر نمونے "وادی نیلم" کے ساتھ ہونے والی
... ناانصافیوں کے پردے بھی چاک کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بہت
... احسان ہے کہ اس وادی کے نونہالوں نے یہاں علمی دنیا میں اپنا مقام
... پیدا کر لیا ہے۔ اس وقت یہاں بے شمار گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ
... موجود ہیں جن میں وکیل بھی ہیں ادیب بھی، علماء بھی ہیں خطیب بھی ان
... سب کی زندگیاں یقیناً مصروف ہیں مگر ان تمام مصروفیات کے باوجود بھی
... اپنے وطن کے ایک ایک ذرے سے محبت کے جذبے کو فراموش نہیں
... کیا۔ ان کی کوششوں سے وادئ نیلم کی خوشحالی کے لئے انفرادی
... اجتماعی شکل اختیار کر گئی۔ سب سے پہلے دواریاں سیری میں "انجمن
... و بہبود باشندگان سیری" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اسی انجمن کے

پلیٹ فارم سے مجلہ صدائے نیلم کی پہلی مرتبہ اشاعت عمل میں لائی گئی علاقے کے پڑھے لکھے تمام سنجیدہ طبقے کو اپنی علاقے کی تعمیر و ترقی کے ضمن میں اپنی آراء اور تجاویز کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کر کے بھیجنے کی درخواست کی۔ اور ہماری درخواست کو پذیرائی بخشتے ہوئے وہاں کے دانشور طبقے نے نہایت موثر انداز میں اپنی آراء سے ہمیں مستفیض فرمایا ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ انداز تحریر انتہائی محتاط تھا لیکن ہم نے ان ہی کی تحریر کی صورت میں شائع کر دیا۔ جن حضرات کو انسانیت، انصاف اور اپنے علاقے کی تعمیر و ترقی اور عوام کی مصیبتوں سے چھٹکارا پانے سے محبت ہے انہوں نے تو ہماری اس کاوش کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اس کوشش کو سراہا لیکن کچھ کالی بھیڑوں نے ہماری اس کاوش و محنت کو اپنے سیاہ اعمال سے پردہ اٹھنے پر محمول کیا۔ اور اپنی سخت ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا سو ہم اُن کے لئے بھی دعاگو ہیں کہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ ہدایت کاملہ عطا فرمائے کہ وہ بھی ساری وادی کے مسائل کو اپنے مسائل سمجھیں اس لئے کہ اجتماعی ترقی خوشحالی اور تشخص ہی کسی علاقے کے لئے وجہ طمانیت ہو سکتا ہے؟

تحریک صدائے نیلم جو مختلف الخیال سیاسی اذہان رکھنے والے نوجوانوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے یہ صرف وادی کے حقوق کے تحفظ کے لئے معرض وجود میں لائی گئی ہے اس لئے کہ اپنا حق مانگنا کوئی گناہ کی بات نہیں اگر حق کے حصول کے لئے راستے میں کوئی شدت آ جائے تو اسے بغاوت پر محمول نہیں کیا جا سکتا اور اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اس وادی کے مکینوں کی حق تلفی ہوتی رہے اور ان کا معاشی اور سیاسی استحصال ہوتا رہے اور یہاں کے لوگ حسب دستور صبر و شکر کا دامن تھامے رکھیں اور جو بھی ان پر بیت رہی ہے اسی پر قانع رہیں۔ تو

ایں خیال است و محال است و جنون!

اپنے حقوق کے حصول کے لئے جدوجہد اگر بغاوت ہے تو پھر ہم سب سے بڑے باغی ہیں جو چاہو سزا دو۔ ہم ایک عظیم ماضی کے وارث ہیں ہمارا ماضی درخشندہ اور مستقبل تابندہ ہے ہمارے سامنے تاریخی تجربوں کا انبار ہے ہمارا حال ان تجربوں سے ابھر رہا ہے ہم نے اپنی منزل تلاش کر لی ہے اور ہم نے جو قدم اٹھائے ہیں وہ ہمیں روشن مستقبل کی طرف لے جا رہے ہیں ہم جینے اور مرنے کی راہوں سے آشنا ہیں ہم نے پہاڑوں کی بلندیوں پر علم گاڑنے ہیں، دھرتی کے سینوں کو چیرنا ہے، سمندروں کے عمق سے موتی نکالنے ہیں اب یہ ممکن ہے کہ سورج مشرق کی بجائے مغرب

جاتی ہے۔

یہاں تو مقدس پیشے کے لوگ بھی فنکار معلوم ہوتے ہیں
وہ صاحبِ قلم ملت جو اپنے حبیبوں کو بے گناہ لوگوں پر مسلط کر
عنایت فرما دیتے اور خود اپنا دامن بچا لیتے ہیں مسرود
کا کچھ ہی حصہ اگر وادیٔ نیلم کی تعمیر و ترقی کے کاموں پر خرچ کیا جاتا
واقعی کہ یہ وادی بھی خوشحالی کا سانس لیتی۔ مگر حکومت اگر یہ رقم
اور تعمیری کاموں میں خرچ کرے تو باسی حضرات یہ سیاسی یتیم
جائیں۔ کیسے پرورش پائیں۔ کچھ رقم تو سیاسی یتیموں کو سیاسی
دانے میں اور کچھ سرکاری علاج و معالجہ کے لئے مخصوص ہو جاتی ہے"
غریب کے بچے کو ہسپتال میں داخلہ بھی نہیں ملتا۔ اگر سفارشات کے بعد
مل بھی گیا تو خاطر خواہ علاج نہیں۔ نتیجتاً امیر عیش اڑا رہا ہے اور
غریب خاک اڑا رہا ہے۔" وادیٔ نیلم کے باسی نہایت ہی ذہین و فطین
ہیں اور حصولِ علم کے شائقین بھی ہیں۔ یہاں کے نونہال انتہائی
بے سروسامانی کے عالم میں اس پسماندہ علاقے کو خیر باد کہہ کر نکلتے اور
مختلف تعلیمی اداروں میں زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوتے ہیں۔ یہ کہاوت ہے
کہ ایک انسان ایک وقت میں ایک ہی کام کر سکتا ہے لیکن اس
بات کو ہماری نوجوانوں نے غلط کر دکھایا اور اس طرح کہ وہ محنت
مزدوری کر کے نہ صرف اپنے تعلیمی اخراجات پورے کر رہے ہیں بلکہ اپنے
بے سہارا والدین اور بہن بھائیوں کی مالی امداد بھی کرتے ہیں اور ساتھ
ہی اپنے علاقے کے سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی حالات کو سدھارنے
پر بھی توجہ مرکوز کئے ہوئے ہیں قدرت کے اس حسین شاہکار اور
قدرتی حسن و رعنائی کے نادر نمونے "وادیٔ نیلم" کے ساتھ ہونے والی
ناانصافیوں کے پردے بھی چاک کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بہت
بڑا احسان ہے کہ اس وادی کے نونہالوں نے یہاں علمی دنیا میں اپنا مقام
پیدا کر لیا ہے۔ اس وقت یہاں بے شمار گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ
موجود ہیں جن میں وکیل بھی ہیں ادیب بھی، علماء بھی ہیں خطیب بھی۔ ان
سب کی زندگیاں یقیناً مصروف ہیں مگر ان تمام مصروفیات کے باوجود بھی
اپنے وطن کے ایک ایک ذرے سے محبت کے جذبے کو فراموش نہیں
کیا۔ ان کی کوششوں سے وادیٔ نیلم کی خوشحالی کے لئے انفرادی
اجتماعی شکل اختیار کر گئی۔ سب سے پہلے دواریاں سیری میں "انجمن
بہبود باشندگان سیری" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اسی انجمن کے
پلیٹ فارم سے مجلہ صدائے نیلم کی پہلی مرتبہ اشاعت عمل میں لائی گئی علاقے
کے پڑھے لکھے تمام سنجیدہ طبقے کو اپنی علاقے کی تعمیر و ترقی کے ضمن میں اپنی
آراء اور تجاویز کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کر کے بھیجنے کی درخواست کی۔
اور ہماری درخواست کو پذیرائی بخشتے ہوئے وہاں کے دانشور طبقے نے
نہایت موثر انداز میں اپنی آراء سے ہمیں مستفیض فرمایا ہم ان کا شکریہ
ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ اندازِ تحریر انتہائی محتاط تھا لیکن ہم نے ان ہی کی تحریر
کی صورت میں شائع کر دیا۔ جن حضرات کو انسانیت، انصاف اور اپنے علاقے
کی تعمیر و ترقی اور عوام کی مصیبتوں سے چھٹکارا پانے سے محبت ہے انہوں
نے تو ہماری اس کاوش کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اس کوشش کو سراہا
لیکن کچھ کالی بھیڑوں نے ہماری اس کاوش و محنت کو اپنے سیاہ اعمال سے
پرده اٹھنے پر محمول کیا۔ اور اپنی سخت ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا سو ہم
اُن کے لئے بھی دعا گو ہیں کہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ ہدایت کاملہ عطا فرمائے کہ وہ
بھی ساری وادی کے مسائل کو اپنے مسائل سمجھیں اس لئے کہ اجتماعی ترقی
خوشحالی اور تشخص ہی کسی علاقے کے لئے وجہ طمانیت ہو سکتا ہے؟

تحریک صدائے نیلم جو مختلف الخیال سیاسی اذہان رکھنے والے نوجوانوں
کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے یہ صرف وادی کے حقوق کے تحفظ کے لئے معرضِ وجود میں
لائی گئی ہے اس لئے کہ اپنا حق مانگنا کوئی گناہ کی بات نہیں اگر حق کے
حصول کے لئے راستے میں کوئی شدت آ جائے تو اسے بغاوت پر محمول
نہیں کیا جا سکتا اور اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اس وادی کے مکینوں کی حق تلفی
ہوتی رہے اور ان کا معاشی اور سیاسی استحصال ہوتا رہے اور یہاں کے
لوگ حسبِ دستور صبر و شکر کا دامن تھامے رکھیں اور جو بھی ان پر بیت رہی
ہے اسی پر قانع رہیں۔ تو

ایں خیال است و محال است و جنون!

اپنے حقوق کے حصول کے لئے جدوجہد اگر بغاوت ہے تو پھر ہم
سب سے بڑے باغی ہیں جو چاہو سزا دو۔ ہم ایک عظیم ماضی کے
وارث ہیں ہمارا ماضی درخشندہ اور مستقبل تابندہ ہے ہمارے سامنے تاریخی
تجربوں کا انبار ہے ہمارا حال ان تجربوں سے ابھر رہا ہے ہم نے اپنی منزل
تلاش کر لی ہے اور ہم نے جو قدم اٹھائے ہیں وہ ہمیں روشن مستقبل کی طرف
لے جا رہے ہیں ہم جینے اور مرنے کی راہوں سے آشنا ہیں ہم نے پہاڑوں
کی بلندیوں پر علم گاڑنے ہیں، دھرتی کے سینوں کو چیرنا ہے، سمندروں کے
عمق سے موتی نکالنے ہیں اب یہ ممکن ہے کہ سورج مشرق کی بجائے مغرب

کو آزاد کروا کر پاکستان کی قریب ترین سرحد وادئ کاغان کو محفوظ بنا لیا تھا۔ یہاں کے مسلمانوں نے ایک طرف تو ڈوگرہ سپاہیوں کو فرار ہونے پر مجبور کیا تو دوسری جانب آزاد اور پاکستانی افواج کے لئے ٹیلکوں اور بکتر بند گاڑیوں کا کام دیا۔ جیسا کہ دنیا جانتی ہے کہ یہاں ذرائع آمد و رفت مفقود تھے لیکن یہاں کے عوام نے اسلامی افواج کی اس طرح مدد کی کہ ہر قسم کا ایمونیشن بلکہ بڑی بڑی توپیں اپنے کندھوں پر اٹھا کر اس مقام تک پہنچائیں جہاں پرندے بھی جانے سے خوف کھاتے ہیں اس ساری تگ و دو اور اپنی افواج کی مدد کے لئے میں ایک پیسہ تک وصول نہیں کیا بلکہ بھوکے پیٹ اور ننگے پاؤں اس جہاد میں مصروف رہے، اور صرف یہی کچھ نہیں بلکہ ان جیداروں نے اپنی زمینیں بھی سڑک کی نکاسی کے لئے پیش کر دیں جن کا معاوضہ بھی وصول نہیں کیا یہ محض اس امید پر کہ ڈوگرہ رجیم میں جو جو تکالیف انہیں برداشت کرنا پڑی تھیں اُن کا ازالہ ہو جائے گا۔

ایک آزاد اور خالصتاً اسلامی ریاست کے قیام کے بعد وہ بھی آزادی کی نعمتوں سے متلذذ ہوں گے اُن کی ساری مجبوریاں ختم ہو جائیں گی اور معاشرے کی طبقاتی تفریق کا کلیتہً صفایا ہو جائے گا اور اس طرح ڈوگرہ دور کی ایک یادگار کو منہدم کر دیا جائے گا۔ لیکن

"اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

جب آفتاب آزادی اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ طلوع ہوا تو یہاں کے لوگوں کے حصے میں وہی محرومی آئی جس کا شاہدہ یہاں کے لوگ اپنے اسلاف سمیت کرتے چلے آ رہے تھے اور یہاں کے لوگوں کو ارباب اختیار نے ڈھور ڈنگر سے زیادہ وقعت نہ دی اور ڈوگرہ شاہی کی وہی روایات زندہ کرتے چلے گئے جس نے یہاں سے لوگوں کو انسانیت کے اعلیٰ معیار سے نیچے گرا دیا تھا اور آزادی کی تقریباً دو دہائیوں تک انتہائی غیر انسانی سلوک روا رکھا گیا لیکن جب یہاں کے لوگوں نے انگڑائی لی اور کچھ اچھے تعلیم یافتہ لوگوں نے ایک تعلیمی تحریک شروع کی اور عوام کو اپنے سیاسی، سماجی، اقتصادی اور معاشی حقوق سے روشناس کرایا تو انہوں نے اپنے پیدائشی اور بنیادی حقوق کا مطالبہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سڑکوں کی نکاسی اور تعلیمی اداروں کے قیام کی طرف کچھ توجہ دی گئی بلاشبہ پچھلے پندرہ سال سے یہاں سڑک بھی نکلی اور تعلیمی ادارے بھی قائم ہوئے لیکن اصل مسئلہ عوام کی اقتصادی سطح بلند کرنے کا تھا مگر اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی اور نہ اس وقت دی جا رہی ہے جس کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کا معیار زندگی اتنا پست ہے کہ جس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملے گی یہاں کے لوگ نانِ شبینہ کے حصول اور اہل و عیال کی کفالت کے فرض سے سبکدوش ہونے کے لئے پاکستان میں محنت مزدوری کرنے کے لئے آنے پر مجبور ہو جاتے ہیں مگر شومئی قسمت کہ یہاں بھی انہیں در بدر کی ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں۔ در در کے دھکے کھانے کے باوجود کوئی یاوری نہیں کرتا۔

وادئ نیلم کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خزانوں سے مالا مال کر رکھا ہے یہاں کی لکڑی سے خوبصورت دروازے اور فرنیچر تیار ہو کر بڑے بڑے فرعونوں کی عمارتوں کی زینت بنتے ہیں مگر اس وادی کے غریب اس لکڑی سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ کیا وہاں لکڑی کے کارخانے لگا کر عوام کی مشکلات دور نہیں کی جا سکتیں؟ وہاں کا پتھر قیمتی، وہاں کی اون قیمتی مگر اون باہر کے ملکوں میں جا کر قالینوں اور کمبلوں کی صورت میں واپس آتی ہے۔ اور ایک اپنا ملک ہے کہ اس دولت سے محروم ہے۔ ہم دوسروں کے سہارے جیتے ہیں اور ہماری موت بھی مستعار ہے۔ چلو نہ سہی کارخانے، نہ سہی فیکٹریاں کم از کم قومی خزانے سے تو چوری نہ کی جائے۔ ہفت روزہ "کشمیر" جو کشمیر کا کثیر الاشاعت جریدہ ہے اس میں یہ خبر پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ محکمہ برقیات میں ایک کروڑ چودہ لاکھ روپے کا خرد برد ہوا ہے اور اس کیس میں چیف انجینئر سے لے کر نچلے عملے تک متعدد افسر اور اہلکار ملوث ہیں یہ تو ہے چوری مگر اس کے ساتھ ہی سینہ زوری بھی ملاحظہ فرمائیے کہ جناب "راجہ محمد صدیق خان چیئرمین انسپکشن ٹیم آزاد کشمیر نے فوراً تردید بھی فرما دی کہ نہیں ایسا نہیں بلکہ چند رسیدوں کی رقم ابھی محکمہ کو نہیں پہنچی اس بھائی سے حضرت والا کی کرم فرمائی، دھاندلی اور عدل و انصاف ٹپک رہا ہے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے؟ کیا صاحب بصیرت اور صاحب فراست یہ نہیں سمجھتے کہ آپ کو خاموش کرانے کے لئے آپ کے منہ میں بھی ہڈی دے دی گئی ہے؟ چلیئے صاحب! یہ بات بھی تسلیم کہ محکمہ برقیات میں خرد برد نہیں ہوا لیکن آپ اس حقیقت کی بھی تردید کریں گے جو محکمہ حسابات آزاد کشمیر میں لاکھوں روپے کا غبن ہوا؟ اور غبن کے کیس میں ابرار حسین شاہ آڈیٹر اور ملازمی اسکول ڈنز کے صدر معلم جناب راجہ سیماب خان ملوث ہیں غبن شدہ رقم بھی معمولی نہیں ۴ لاکھ ۸۸ ہزار

[...]ناک عمل کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں کشمیری مسلمانوں نے بغاوت کی نہ صرف ڈوگرہ رجیم افواج کو ساری ریاست جموں کشمیر سے راہ فرار اختیار کرنا پڑی بلکہ بھارت کی تازہ دم افواج کو بھی پے در پے شکست دے کر ریاست کا کچھ حصہ آزاد کروا لیا۔ اور اس طرح مسلمانانِ کشمیر نے ایک آزاد حکومت کی داغ بیل ڈال دی۔

اسلامیانِ کشمیر پاکستان کو اپنا ماویٰ ملجا سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں۔ ان کا اس بات پر یقین کی حد تک ایمان ہے کہ جب تک مقبوضہ کشمیر آزاد نہیں ہوتا اس وقت تک پاکستان نہ تو مکمل ہو سکتا ہے اور نہ ہی اسلام کے اس قلعے کی سالمیت اور بقاء کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اسلامیانِ کشمیر کی یہ دلی تمنا ہے کہ جتنی جلدی غلام کشمیر بھارتی استبداد سے نجات پائے گا اتنی ہی جلدی پاکستان کو استحکام نصیب ہوگا۔

اس جنتِ ارضی کو ہندوؤں، سکھوں کے ہاتھوں میں کب تک دیکھنا چاہتے ہو، جس کا تعارف و نقشہ عظیم مؤرخ مرزا جانباز "کاروانِ احرار" صفحہ ۱۶۹ پر یوں پیش کرتے ہیں:

"خزاں سے اکتائی ہوئی بہاروں نے جب امان چاہی اور بادِ سموم سے اپنے کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کرنا چاہا تو کشمیر کی گل پوش وادیوں، پہاڑوں اور چنار کے درختوں نے انہیں اپنے ہاں بلا لیا۔ دریائے جہلم نے بہاروں کو خزاں کے خوف سے ہمیشہ کے لئے بے خوف کر دیا۔ نشاط باغ اور اننت ناگ کے خوبصورت نظاروں نے بہاروں کو حیاتِ جاوداں بخش دی۔ گلمرگ کے وسیع میدان بادِ صبا نے مخملی سبز پوشوں سے ایسے آراستہ کئے کہ بہاریں اٹھکیلیاں کرتی پھریں۔ نکہت باری سے زعفران کے لہلہاتے کھیتوں نے بہاروں کو خوش آمدید کہا اور ایسی جنت آراستہ کر دی کہ ابنِ آدم کو اخراجِ جنت کا کھٹکا باقی نہ رہا۔"

یہی وہ خطہ ہے جس پر کبھی کبھار جنتِ ارضی کا گمان گزرتا ہے۔ کارِ جہاں کے بوجھ تلے دبا ہوا انسان جب اس سرزمین کی عطر بیز ہواؤں اور خوش آب سے کیف آور ہوتا ہے تو بے اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ ؎

باغِ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں ؟
کارِ جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر !

گذشتہ نصف صدی سے یہ بہاروں کی سرزمین خونِ انسانیت سے سیراب ہو رہی ہے۔ رخِ لالہ زار سورج مکھی کی طرح آسمانوں کی طرف نظریں جمائے بیٹھا ہے۔ دریائے جہلم کی ابھرتی موجیں آنے والے طوفان کے ڈر سے سہم کر بیٹھ جاتی ہیں۔ اننت ناگ کے بہتے چشمے اس قدر روئے ہیں کہ خشک ہو چکے ہیں۔ نشاط باغ کی بہاریں اپنی ویرانی پر ماتم کناں ہیں۔ برف سے لدی ہوئی پہاڑوں کی چوٹیاں اس دلہن کی طرح اپنے جوبن کا ابھار ضائع کر چکی ہیں جس کا سہاگ شبِ عروسی سے پہلے اجڑ گیا ہو۔ کشمیر کے کوچہ و بازار ظلم و جبر کی ایک ایسی داستان بن گئے ہیں جن کے پتھروں سے بھی خون ٹپکنے لگا ہے۔ اس خطہ کے بازاروں میں انسانی قدم خوف و ہراس سے ڈگمگا رہے ہیں۔ دلوں کی دھڑکنیں ڈوگرہ شاہی اور بھارتی سنگینوں کے خوف سے ہر گھڑی رک رک جاتی ہیں۔ وہ بہاریں جو دامنِ کوہ میں امان ڈھونڈنے سمٹ آئی تھیں۔ بادِ سموم کے ہاتھوں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو چکی ہیں۔ یہ ہے وہ کشمیر جو ۱۹۳۱ء سے اپنی زیبائش، اپنا حسن، اپنی رعنائی جسے مشاطۂ فطرت نے سنوارا تھا۔ اپنے حکمرانوں کی ضد اور سیاسی ضرورت کے تحت ضائع کر چکا ہے۔

آزاد کشمیر کے تمام لوگوں نے ڈوگرہ رجیم اور بھارتی استبداد کے خلاف جہاد کیا۔ اس جہاد میں کسی ایک مخصوص علاقے کے لوگوں کو تنہا کسی قسم کی برتری حاصل نہیں جیسا کہ آج وسیع پیمانے پر تشہیر کی جا رہی ہے کہ فلاں آدمی نے سب سے پہلے گولی چلائی اور اسی کو مجاہد اول مانا جائے۔ بلاشبہ انہوں نے اپنا فرض پورا کیا ہوگا لیکن مظفر آباد کی انتہائی پسماندہ تحصیل آٹھمقام جو وادی نیلم کے نام سے معروف ہے اور یہ علاقہ ڈوگرہ دور کے سارے ماہ و سال سے عملاً پسماندہ چلا آ رہا ہے اس علاقے کو یہ فخر حاصل ہے کہ ڈوگرہ راج کے ابتدائی ایام میں اسی علاقے میں راجہ شیر احمد کی سرکردگی میں یہاں کے لوگوں نے بغاوت کی تھی اور ڈوگرہ افواج کے دانت کھٹے کر دیئے تھے۔ تاریخی حقائق کے پیش نظر مجاہد اول کا اعزاز تو راجہ شیر احمد خانؒ کو ملنا چاہیئے تھا لیکن موجودہ دور کے بااثر ذرائع ابلاغ اور مضبوط پروپیگنڈے مشینری نے اصل مجاہدین کے روشن چہروں اور ان کے زریں کارناموں پر دبیز پردے ڈال دیئے ہیں۔ یہی نہیں کہ ڈوگرہ رجیم کے ابتدائی دور میں اس وادی کے عوام نے ڈوگرہ استبداد کو اپنے خونی پنجے ریاست میں گاڑنے سے روک دیا بلکہ ۱۹۴۷ء میں بھی یہاں کے لوگوں نے نہتے ہونے کے باوجود ڈوگرہ فوج اور پولیس کو مار بھگایا تھا اور ایک فوجی رضاکار تنظیم قائم کر کے آزاد افواج کے اس دشوار گزار راستے تک پہنچنے کے لئے راستہ صاف کر دیا تھا اور دفاعی اعتبار سے اس انتہائی اہم علاقے

ایسے میں اللہ تعالیٰ نے بادِ سموم کی جگہ بادِ جاں فزا کا ایک جھونکا برصغیر کی فضاؤں میں بکھیر دیا اور مسلمان خوابِ غفلت سے بیدار ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا یہ احسان کہ شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ رنگ لائیں اور مسلمانانِ ہند نے حصولِ آزادی کا عزمِ صمیم کر لیا مسلمانانِ ہند کے عظیم قائدین نے حصولِ آزادی کی اس راہ میں کیا کیا تکالیف برداشت کیں اور کس طرح انہیں آگ اور خون کے دریا سے گزرنا پڑا ؟ کہیں قید خانوں کا منظر ہے تو کہیں پھانسی کا پھندہ اُن کے گلے کا ہار بننے کا آرزومند ہے اور کہیں سرزمینِ شورآن کے قدوم سے بہرہ مند ہونے کی خواہش مند۔ بہرکیف وہ دورِ تاریخ کا ایک دلخراش باب ہے جسے آج اُمتِ مسلمہ نے غالباً فراموش کر دیا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہم اپنے اسلاف کے ان کارناموں کو شانِ منزل اور مشعلِ راہ بناتے جنہوں نے اپنی خطابت سے وقت کا دھارا موڑ دیا عوام کے اذہان روشن کر دیئے جنہوں نے فکر و آگہی کی قندیلیں جلائیں اور قلم کی دودھاری تلوار سے ظلم و بربریت کی گردنیں اتار کر رکھ دیں۔ ڈھاکہ سے خیبر تک اور سری نگر سے سرنگا پٹم تک نوجوان شعلہ نوا خطیبوں نے کیپ اور ادیبوں کی ڈبان ہی قائدین کی کاوشوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے جن میں امام الہند ابوالکلام آزاد شہسوارِ خطابت مولانا محمد علی جوہر، امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ڈاکٹر سیف الدین کچلو، مولانا احمد سعید دہلوی اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی سرفہرست ہیں۔ لیکن ــــ افسوس کہ انہوں نے لوحِ آزادی پر جو نقوش ثبت کئے تھے ہم انہیں مشعلِ راہ بنانے کی بجائے انہیں مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اسلاف کی قدر افزائی سے روگردانی کیا رنگ لائے گی اس کے تصور ہی سے روح کانپ جاتی ہے۔"

آخر یہ اُن ہی عظمتِ رفتہ اور شوکتِ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور احیاء کے داعی اسلاف کی مساعیِ جمیلہ کا صدقہ ہی تو ہے کہ اُن کے نقشِ پا کے نشان کو راہبر بنانے والے قومی قائدین یعنی مفکرِ اُمت علامہ اقبالؒ، بانیِ پاکستان محمد علی جناح، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا محمد علی جوہر جنہوں نے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی قیادت فرماتے ہوئے انہیں منزلِ مقصود تک پہنچانے میں کوئی کسر بھی باقی نہ چھوڑی۔ مغلیہ دور کے آخری تاجداروں کی سہل انگاری نے اسلامی سلطنت کے ہزار سالہ دور کو غارت کر دیا۔ اور ان سے ایک ایسی قوم نے زمامِ اختیار و اقتدار چھین لیا جن کی آنکھیں اسلامی عدل و انصاف کی عالمگیر ضیاء پاشیوں سے خیرہ رہتی تھیں۔ اور اس قوم کے دجل و فریب سے ایک زمانہ روشناس ہے۔ اگرچہ ہندو اسلامی عدل و مساوات کے زیرِ سایہ پُر امن اور خوشحالی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ مگر دل ہی دل میں مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے وقت گزار رہا تھا۔ اس لئے جب انگریز نے ہندوستان میں قدم جمائے تو ہندو انگریز کا مؤید و معاون بن گیا۔ جب کہ مسلمان جنگِ آزادی میں مگن اور مصروف رہے۔ انگریز چونکہ مسلمانوں کی فطری آزادی کے جذبے سے لرزاں و ترساں تھا اس لئے مسلمانوں کو اپنا حقیقی حریف اور ہندوؤں کو حلیف سمجھ رہا تھا۔ جس کی وجہ سے ہندو زندگی کے ہر شعبے میں ترقی کرتا رہا اور مسلمان غریب سے غریب تر ہوتا چلا گیا۔ ہندو اور انگریز ایک منصوبے کے تحت یہ سب کچھ کر رہے تھے اور ادھر مسلمانوں پر ایک ہی دھن سوار تھی کہ سرزمینِ ہند سے انگریز کے ناپاک قدم کے نشانات کو مٹا ڈالیں۔ انگریز اور ہندو مشترکہ سازش اور منصوبے کو سمجھنے کے لئے ایک ایسے دماغ کی ضرورت تھی جو افرنگ و ہنود کی فطرت کو جانتا ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے علامہ اقبال، محمد علی جناح، علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا محمد علی جوہر کی صورت میں یہ نعمت مسلمانانِ ہند کو عطا فرمائی۔ ان حضرات کی مومنانہ بصیرت کا یہ اعجاز ہے کہ دنیا کے نقشے پر ایک اور اسلامی ریاست یعنی "پاکستان" جلوہ گر ہوا اور ہندی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک اپنا خطۂ زمین عطا کر دیا جہاں وہ اپنے دین کے مطابق زندگی کے خوشگوار ایام بسر کر سکیں اور اس خطۂ زمین کو عدلِ اسلامی کی لازوال تجربہ گاہ بنا کر ساری امتِ مسلمہ کے لئے مینارۂ نور بنا دیں۔ ان ہی قائدین کی دور اندیش بصیرت اور خداداد صلاحیتوں نے انگریز اور ہنود کو اس عملی حکمت کے تار و پود کو بکھیر دیئے۔ لیکن انگریز جاتے جاتے ڈنڈی مار گیا اور تقسیمِ ہند کے معروف فارمولے سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ریڈکلف کے مشہور رسوائے زمانہ ایوارڈ کی شکل میں گورداسپور کا مسلم اکثریتی ضلع بھارت میں شامل کر دیا۔ اس طرح بھارت کے لئے کشمیر میں داخل ہونے کے لئے چور دروازہ فراہم کر دیا۔

ہند کی تقسیم کی رو سے ریاستوں کو یہ اختیار دیا تھا کہ وہ چاہیں تو کسی ایک ملک سے الحاق کر لیں چاہیں تو خود مختار رہیں۔ لیکن کشمیر کو زبردستی ہندوستان میں شامل کیا گیا۔ اس طرح ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ریاست جموں و کشمیر پر مسلمانوں کی مرضی کے علی الرغم جو اکثریت میں ہیں لیکن ہندو ڈوگرہ حکمران کے ساتھ سازش سے بھارت کے ساتھ

مرسلہ: قاضی خورشید عالم

کشمیر تجھے سلام

خطۂ کشمیر تیرے مرغزاں کو سلام وادیوں کو آبشاروں کو ہساروں کو سلام
ایک دن جنت میں تیری مسکراتے آئینگے عظمتوں کے رفعتوں کے گیت گاتے آئینگے
جو ہماری منتظر ہیں ان بہاروں کو سلام خطۂ کشمیر تیرے مرغزاروں کو سلام

وادیوں کو آبشاروں کو ہساروں کو سلام

ہم ہیں راضی جان و دل تجھ پہ لٹانے کیلئے اور لہو سے انجمن تیری سجانے کیلئے
تیری وادی کے حسین رنگیں نظاروں کو سلام خطۂ کشمیر تیرے مرغزاروں کو سلام

وادیوں کو آبشاروں کو ہساروں کو سلام

توڑ کر رکھ دیں گے ہر اک حلقۂ زنجیر کو اب چھوڑا کر ہی رہیں گے کفر سے کشمیر کو
حق کی خاطر لڑنے والے جانثاروں کو سلام خطۂ کشمیر تیرے مرغزاروں کو سلام

وادیوں کو آبشاروں کو ہساروں کو سلام

تیری خاطر جان بھی جائے تو کوئی غم نہیں حق کی خاطر موت سے توڈرنے والے ہم نہیں
وادئ گلپوش تیرے لالہ زاروں کو سلام خطۂ کشمیر تیرے مرغزاروں کو سلام

وادیوں کو آبشاروں کو ہساروں کو سلام
خطۂ کشمیر تیرے مرغزاروں کو سلام

...نور رحمت اللہ

مجھے کچھ کہنا ہے اپنی زباں میں

...کوئی محرم نہیں ملتا جہاں میں

مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں

...ہی مگفتہ میرے دل میں داستاں میری

نہ اس دیار میں سمجھا کوئی زباں میری

سورۃ النساء آیت ۵۸-۵۹ ترجمہ، بیشک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے ...کے سپرد کرو امانتوں کو جو ان کے اہل ہیں۔ اور جب بھی فیصلہ کرو ...میان تو فیصلہ کرو انصاف سے بیشک اللہ تمھیں بہت ہی اچھی ...ت کرتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا ہر چیز کو ...ہے۔ اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو ...حکام کی جو تم میں سے ہو۔ پھر اگر جھگڑنے لگو تم کسی چیز میں لوٹا ...اللہ اور رسولؐ کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور روز قیامت ...ت۔ اور بہت اچھا ہے۔ اس کا انجام،، علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں۔ یہ ...یک اہم ترین احکام میں سے ہے۔ اس کے ضمن میں دین اور شریعت کی ...حیثیت کر رکھ دی گئی ہیں اور ان کا یہ کہنا بالکل بجا ہے۔ کیونکہ ...سے مراد یہاں صرف یہی نہیں۔ کہ آپ کسی شخص کے پاس کوئی چیز رکھ ...پ کو جوں کی توں واپس کر دے۔ بلکہ اس کا مفہوم وسیع تر ہے ...ت ہیں۔ ان کو صحیح وقت پر اخلاص نیت سے شرائط قیود کی پابندی ...اس امر کی تعمیل ہے۔ اگر آپ کو اقتدار اور حکومت حاصل ہے ...میر قوی وضعیف میں مساوات قائم کرنا عدل کے ترازو کو تمام مخالف ...د جود برابر رکھنا حکومت کے عہدوں کے تقرر کے لیئے کنبہ پروری اور ...کے بجائے صرف اہلیت و قابلیت کو معیار قرار دینا بھی اسی حکم کی تعمیل ...عام لوگوں کے علاوہ اس آیت کے خصوصی مخاطب اُمرا اور حکام

ہیں۔ اور اگر حضورؐ علیہ السلام کا یہ ارشاد پیش نظر ہو۔ تو پھر ہر شخص اس آیت کا خصوصی مخاطب ہے (ترجمہ حدیث) تم میں سے ہر شخص اپنے مرتبہ کے لحاظ سے پاسبان ہے۔ اور جواب دہ ہے۔ امام اور خلیفہ بھی راعی ہے اس سے اس کی

رعیت کے متعلق پوچھا جائیگا خاوند اپنے گھر والوں کا راعی۔ اور بیوی اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ ہر ایک سے اس کی حیثیت کے مطابق سوال کیا جائے گا۔

دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے علاوہ مسلمان امراء اور حکام کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دارِ فانی میں زیادہ دیر اقامت گزیں نہیں ہونا تھا۔ اور حضورؐ کے بعد امورِ مملکت کی ذمہ داری خلفاء اور امراء نے سنبھالنی تھی۔ اس لیئے ان کی اطاعت کرنے کے متعلق تاکید فرمائی۔ لیکن اطاعت رسول اور اطاعت امیر میں ایک بیّن فرق ہے۔ نبیؐ معصوم ہوتا ہے جملہ امور میں خصوصاً احکام شرعی کی تبلیغ میں اس سے خطا نہیں ہو سکتی۔ اس لیئے اسکی اطاعت کا حکم غیر مشروط دیا گیا۔ مثلاً آیت کریمہ کا ترجمہ "جو کچھ تمھیں، رسول صلی اللہ علیہ وسلم دے دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں رک جاؤ۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر

شفیق الزمان

...رئین کرام! بندہ آپ حضرات کی خدمت میں یہاں آج کے ...مسلمانوں کی دینی و اخلاقی پوزیشن کو واضح کرنا چاہتا ہے تاکہ ہمیں کچھ احساس ... کہ ہم اپنی اس بدحالی کی طرف توجہ دیں اسلام نے جن عالمگیر ... اخلاق کا درس دیا ہے وہ غیر اقوام نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اگر وہی ... جس نے جہاں والوں کو بہترین معاملات کی راہ دکھائی آج خود کیوں ... گیا وہ مسلمان جس نے پوری بنی نوع انسان کو خدا اور اس کے ... سے شناسا کرایا آج خود بیگانہ کیوں بنا؟

ایک زمانہ تھا کہ مسلمانوں کا پورے جہاں والوں پر دبدبہ تھا۔ ... مسلمان ڈرپوک کیوں ہوا۔ وہی مسلمان جس نے پوری انسانیت ... بہترین اخلاق کا درس دیا۔ آج خود حیوان جیسی زندگی کیوں گزارتا ہے ... کے پیچھے اسباب کچھ حقائق ہیں لہٰذا پہلے ہم ان اسباب کا تذکرہ ... گے جن کی وجہ سے مسلمان آئے دن تنزلی کی طرف جا رہا ہے ... غریب ہے مال نہیں یا ایمان کمزور ہے۔ ہماری بدحالی کی ... وجہ نہ تو مال کی کمی ہے نہ اسباب کی کیونکہ جتنا مال آج کے مسلمان ... پاس ہے اتنا کبھی بھی مسلمانوں کے پاس نہ تھا مگر جتنا آج ... ہے اتنا کبھی پہلے ذلیل نہ تھا اور جتنی آرام و آسائش اسے میسر ... ہیں اتنی پہلے کبھی نہ تھیں مگر باوجود عیش و عشرت کے جتنا آج پریشان ... ہے اتنا کبھی بھی نہ تھا۔ اس کی چند وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) دین سے بے رغبتی۔ یعنی مسلمان نے دین سیکھنا اور ... سکھانا چھوڑ دیا ظاہر بات ہے اس نے وہ طریقہ ہی چھوڑ دیا جس ... سے ایمان والا کہلاتا تھا تو ذلت اور خواری اس کا مقدر ٹھہری اور ... جوں جوں اس کی دین سے بے رغبتی پیدا ہو گئی اس کے اندر ... دنیا کی محبت اور اس کے حصول کا شوق بڑھ گیا ہے۔ خدا اور ... اس کے رسول کی محبت نکلتی جا رہی ہے۔ یہود و نصاریٰ، مشرکین

ملحوبیت کے افکار و خیالات اس کے اندر پیدا ہو رہے ہیں اور اس نے ان لعینوں کو ترقی یافتہ سمجھ کر اس کی تقلید اپنا فرض بنا لیا ہے۔ اور ان جیسی شکل و صورت اپنا لی اور ان کے علوم و فنون حاصل کرنا شروع کیے نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں میں بجائے خدا اور اس کے رسول کے عاشق و شیدائی پیدا ہوں۔ دھریے اور کمیونسٹ پیدا ہونے لگے اور خدا کے دین کا مذاق اڑانے کو ترقی سمجھنے لگے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے

... ڈاڑھی جیسی بات کا مذاق اڑانا شروع ... مسنون ... سنت کا تمسخر اڑانا ایمان کو برباد کرنا ہے اور کافر ہو جاتا ہے اور یہی نہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اتباع کرنے والے ہوں ان کے ساتھ مذاق کرنا اور آوازے کسنا شعار سمجھنے لگے۔ دین کو "پرانی تہذیب" سے مناسب کرنے لگے اور کہتے ہیں بابا یہ ترقی یافتہ زمانہ ہے۔ ماڈرن دور ہے۔ یہ پرانی باتیں چھوڑ دو۔ زمانے کے ساتھ چلو۔ ارے احمق! کیا ترقی اسی کا نام ہے کہ پہلے جو ۲/. روپے من گندم ملتی تھی اور آج سو روپے من ہو گئی۔ پہلے بیماریاں کم تھیں اور آج ہر آدمی کے لئے اسپتال بنا ہوا کیا یہ ترقی ہے؟ ایک ترقی ہمارے اسلاف نے کی جہان والوں پر حکومت. کی دنیا اور آخرت کی لذتوں سے ہمکنار ہوئے وہ زمانے میں بلند ہوئے

اے خطۂ گل ہم تیرے لئے ہر چیز کو قربان کر دینگے　　نذرانۂ ہستی حاضر ہے ہم نذرِ دل و جاں کر دینگے
یہ ظلم و ستم کی تاریکی کچھ دیر کی مہمان ہے یارو　　ہم اپنے لہو کے قطروں سے ہر شب کو چراغاں کر دینگے

ایمان ہمارا آزادی آئین ہمارا شبیریؓ
کشمیر کے مالک کشمیری کشمیر کے مالک کشمیری

ہم عزمِ جواں کے مالک ہیں تاریخ ہمیں پہچانتی ہے　　ہم طوفانوں سے لڑتے ہیں یہ ساری دنیا جانتی ہے
ہم وقت کے ماتھے پر اب تک فاروقؓ و علیؓ کی تنویریں　　حالات کی ہر گردش اپنے کردار کا لوہا مانتی ہے

ایمان ہمارا آزادی آئین ہمارا شبیریؓ
کشمیر کے مالک کشمیری کشمیری کے مالک کشمیری

پچپن سال سے اے لوگو ہم شعلہ فگن ہیں اس کیلئے　　پچپن سال سے اے لوگو ہم گرمِ سخن ہیں اس کیلئے
کشمیر ہماری عزت ہے کشمیر ہماری غیرت ہے　　پچپن سال سے اے لوگو ہم سر بہ کفن ہیں اس کیلئے

ایمان ہمارا آزادی آئین ہمارا شبیریؓ
کشمیرِ کے مالک کشمیری کشمیر کے مالک کشمیری

فتنۂ قادیانیت کے خلاف جہاد
ملک و قوم اور عالمِ اسلام کے خلاف اس فتنے کی سازشوں سے باخبر رہنے کے لئے
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان
ہفت روزہ انٹرنیشنل
ختم نبوۃ
کا مطالعہ کیجئے
تازہ شمارہ اپنے قریبی بک اسٹال یا ہاکر سے طلب فرمائیں
رابطہ دفتر
دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی فون: ۷۱۱۶۷۱

مرسلہ: محمد اشرف بیئر

کشمیر کے مالک

ہم حق کیلئے جاں دیتے ہیں حق پہ ایمان ہمارا ہے
اللہ ہمارا مالک ہے حافظ قرآن ہمارا ہے

ترکی ہو کہ انڈونیشی چینی ہو کہ پاکستانی
اس دھرتی پر بسنے والا ہر ایک انسان ہمارا ہے

ایمان ہمارا آزادی آئین ہمارا شبیری
کشمیر کے مالک کشمیری، کشمیر کے مالک کشمیری

مردانِ خدا کی ہیبت سے ہر کوہ پہ لرزا طاری ہے
کفار کے لشکر پر انکی جو ضرب ہے ضربِ کاری ہے

سچائی کی کرنیں پھیلا دو اسلام کا پرچم لہرا دو
اے تیغ زنوں اے صف شکنوں پھر آج تمہاری باری ہے

ایمان ہمارا آزادی آئین ہمارا شبیری
کشمیر کے مالک کشمیری، کشمیر کے مالک کشمیری

ہم جوشِ وغا میں ٹینکوں کی دیوار سے ٹکرا جاتے ہیں
ہم کوہ شکن ہیں کوہ شکن کہسار سے ٹکرا جاتے ہیں

طاغوت پرستوں سے کہہ دو ہر اہلِ ستم کو بتلا دو
ایمان کیلئے ہم دیوانے اغیار سے ٹکرا جاتے ہیں

ایمان ہمارا آزادی آئین ہمارا شبیری
کشمیر کے مالک کشمیری کشمیر کے مالک کشمیری

[illegible] میں دونوں ممالک نے ایک دوسرے [illegible] تعاون کی اہمیت پر زور دیا۔ تعلقات کو [illegible] اہمیت پر زور دیا۔ پاکستانی وفد کی جانب [illegible] تحائف بھی پیش کئے گئے۔

[illegible] ۱۹۸۴ء کو کوریا پبلک پارک میں گئے جہاں [illegible] تفریح کیلئے بے شمار سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ [illegible] کے ذریعہ زمین سے اوپر سفر کرایا جاتا ہے۔ ایک [illegible] الیکٹرک کار کے ذریعہ تیزی سے پیچیدہ سفر [illegible] بندوق سے حملہ آور ہوائی جہازوں پر نشانہ باندھنے [illegible] جاتی ہے۔

[illegible] ۱۹۸۴ء کو ہی کوریا اور پاکستان کے درمیان [illegible] مزید بڑھانے کیلئے معاہدوں پر دستخط ہوئے [illegible] ہوٹل میں منعقد ہوئی۔ اس ہوٹل کی عمارت [illegible] اور گول شکل میں تعمیر کی گئی ہے۔ ہوٹل کی [illegible] گھومتی ہے۔ یہاں سے پورے پیانگ [illegible] نظر دکھائی دیتا ہے۔ اس ہوٹل کی عمارت [illegible] نوعیت کی ہے۔

[illegible] ۱۹۸۴ء کو صبح ۹ بجے ہمارا وفد وطن واپس [illegible] سے رخصت ہوا۔ ہمارے الوداعی قافلہ میں [illegible] سفارتخانے کا عملہ۔ منسٹر آف سیٹ کوریا [illegible] سونگ۔ مسٹر پاک۔ مسٹر سانگ۔ مسٹر کم۔ چھاٹے [illegible] آفیسرز۔ سفیر پاکستان مسٹر غالب حبیب [illegible] پیانگ یانگ ائیر پورٹ پر ہمیں ایک جلوس [illegible]۔

[illegible] کوریئن ٹائم کے مطابق دن کے 12 بجے ایک خصوصی [illegible] پیانگ یانگ ائیر پورٹ سے بیجنگ کیلئے [illegible] سے 5½ بجے شام چائنا ٹائم کے [illegible] کے ذریعہ ہم پاکستان کے دارالحکومت [illegible] ہوئے۔ وفد کے قائد ہمارے ساتھ [illegible] سے کچھ ساتھی ٹوکیو۔ بنکاک اور منیلا جاتے [illegible] ساتھی براہ راست اسلام آباد [illegible] جہاں کوریئن سفیر متعینہ اسلام آباد نے

ہمارا استقبال کیا۔ اس دورہ کے دوران عوامی جمہوریہ شمالی کوریا کے صدر گریٹ لیڈر کم ایل سونگ کی جانب سے شرکاء وفد کو مختلف تحائف بھی دیئے گئے۔ اس پورے دورہ میں شمالی کوریئن کو انتہائی با اخلاق اور مہمان نواز پایا۔

دیگر معلومات۔ تاثرات۔ اور تجاویز :

کوریئن کرنسی :۔ کوریئن کرنسی کو "ون" کہا جاتا ہے۔ پاکستانی 8 روپے ایک کوریئن ون کے برابر ہیں۔

آب و ہوا :۔ شمالی کوریا کی آب و ہوا ریاست جموں و کشمیر جیسی ہے۔ سرد علاقہ ہے۔ بارش اور برفباری خوب ہوتی ہے لیکن ہمیں بتایا گیا کہ شدید سردی و برفباری کے باوجود ذرائع مواصلات اور نقل و حمل متاثر نہیں ہوتے۔ اکثر لوگ خود سڑکوں سے برف ہٹا دیتے ہیں اور سڑک کو ٹریفک کے قابل بنا دیتے ہیں۔ علاوہ سردیوں میں شدید ٹھنڈا اور گرمیوں میں درمیانہ ہوتا ہے۔

معاشی حالات :۔ شمالی کوریا میں کمیونسٹ سسٹم ہے۔ ذاتی جائیداد اور ملکیت کا تصور نہیں۔ ہر مرد عورت کو روزانہ مختلف کاموں میں 8 گھنٹے ڈیوٹی دینی ہوتی ہے۔ مکانات کیلئے بنیں بستیوں کی شکل میں ہیں اور اکھٹے ہیں۔ جہاں پانی۔ بجلی۔ سڑک۔ ہسپتال سکول اور دیگر تمام شہری سہولتیں میسر ہیں مرد اور عورت کئی شعبوں میں اکھٹے کام کرتے ہیں۔ بلکہ عورتیں مردوں کے مقابلے میں زیادہ کام کرتی ہیں۔ کوریا کے لوگ سخت جان محنت کش اور جفاکش ہیں۔

جسمانی حالات :۔ کوریا کے لوگ انتہائی خوبصورت ہیں۔ میانہ قد اور چاک و چوبند نظر آتے ہیں۔ ہر چہرہ مسکراتا دکھائی دیتا ہے۔ مایوسی۔ اداسی اور پریشانی سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں جیسے انھیں کوئی فکر ہے ہی نہیں۔

تعلیمی حالات :۔ ہمیں بتایا گیا کہ شمالی کوریا میں ہر مرد و عورت کو 17 سال کی عمر تک مختلف علوم میں لازماً تعلیم حاصل کرنی ہوتی ہے قانونی 17 سال تک تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔

زبان :۔ کوریا کے لوگ کوریئن زبان بولتے ہیں۔ جو سمجھنے اور بولنے میں خاصی مشکل ہے۔ البتہ دیگر زبانوں کے ترجمان بھی موجود ہیں۔ ہمارے ساتھ انگریزی زبان کے ترجمان تعینات تھے یہاں ایک دلچسپ بات خالی از مقصد نہ ہوگی کہ ایک محفل میں

شمالی کوریا میں کاٹن کی فصل صحیح نہیں ہوتی۔ کاٹن بہت کم مقدار میں پیدا ہوتی ہے بلکہ کاٹن درآمد کیا جاتا ہے۔ یہاں 1955ء میں ایک فیکٹری قائم کی گئی جس میں آٹھ ہزار ملین پردے تیار کئے جاتے ہیں اور ہاصد ورکر کام کرتے ہیں۔ ہم نے ایک ٹیکسٹائل مل کا معائنہ بھی کیا۔ کپڑا، تولیے اور دیگر اشیاء تیار ہوتی دیکھیں۔

اسی روز بعد دوپہر انگوروں کے باغ کا معائنہ کیا۔ صدر نے پانچ مرتبہ اس باغ کا معائنہ کیا ہے۔ صدر کی خصوصی ہدایت پر یہ باغ بنایا گیا ہے اور اس باغ میں صدر نے کئی پودے خود بھیجے ہیں۔ اس باغ سے فروٹ ملک کے دوسرے حصوں میں بھیجا جاتا ہے۔ سڑک۔ کھاد۔ ٹریکٹر اور دیگر سہولتیں یہاں موجود ہیں۔ لوگ ایک بہت بڑا پتھر اٹھا کر یہاں لائے ہیں۔ شمالی کوریا کے لوگ پھل فروٹ بہت پسند کرتے ہیں۔ شمالی کوریا میں ۴۰ قسم کے انگور پیدا ہوتے ہیں۔ "گرین گریپ" انگور کی سب سے اعلیٰ قسم ہے۔ ہمیں بتایا گیا کہ انگور کے پھل میں مٹھاس پیدا کرنے یا زیادہ کرنے کیلئے پودوں کی جڑوں میں چینی ڈالی جاتی ہے۔ انگور کا پودا چار سال کے بعد پھل دینے لگتا ہے۔ اس باغ کو قائم ہوئے 20 سال ہوئے ہیں ایک مربع میل سے 180 کلوگرام انگوروں کی پیداوار ہوتی ہے۔ ہمیں یہاں یہ بھی بتایا گیا افغانستان اور ہنگری میں سب سے اچھا انگور پیدا ہوتا ہے۔

اس کے بعد ہم نے جرنیٹر سسٹم کا معائنہ کیا۔ یہاں پانی کو ایک بہت بڑے ڈیم کی شکل میں بند کر کے بجلی گھر بنایا گیا ہے۔ آزادی کے بعد صدر کی خصوصی ہدایت پر اس جگہ پانی کو ڈیم میں بند کر کے ریزروائر بنائے گئے ہیں۔ صدر آزادی کے پانچ سال بعد یہاں آئے اور اس ڈیم کی تعمیر کا حکم دیا۔ ڈیم کے چاروں طرف خوبصورت ریسٹ ہاؤس تعمیر کئے گئے ہیں۔ اور ڈیم کے تحفظ کیلئے زبردست گھنے جنگلات لگائے گئے ہیں۔ اس ڈیم میں مچھلیاں بھی رکھی گئی ہیں۔ یہ ہائیڈرل پاور ایک گھنٹہ میں ۵ ہزار کلوواٹ بجلی پیدا کرتا ہے۔ اس ڈیم میں 184 ملین ٹن پانی کا ذخیرہ ہے۔ اور 8 کلومیٹر لمبی چوڑی جھیل بنائی گئی ہے۔ پانی بہت گہرا ہے۔ یہاں تیرنے کی اجازت نہیں ہے

پانی کی گہرائی ۵0 میٹر بتائی گئی ہے۔ اور ۵۰ میٹر اونچائی سے پانی گرا کر بجلی پیدا کی گئی ہے۔ اس ڈیم میں ملبہ یا کیچڑ جمع نہیں ہوتا۔ کیونکہ جھیل کے چاروں طرف گھنے جنگلات نصب کئے گئے ہیں۔ اس جھیل کی صفائی کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوتی۔ اگر جھیل میں کوئی پتھر وغیرہ گر جائے تو فوراً نکال دیا جاتا ہے۔ سردیوں میں اس ڈیم کا پانی جم جاتا ہے۔ اور لوگ آسانی سے عبور کرتے ہیں۔ اس 8 کلومیٹر لمبی چوڑی جھیل میں ہمیں کشتی پر سفر کرایا گیا۔ اس جھیل کے کنارے خوبصورت گھنے جنگلات ہیں۔ پختہ سڑک تعمیر شدہ ہے اور ٹورسٹ ہٹ تعمیر ہیں۔ اوپر کی خوبصورت پہاڑی بھی سرسبز و شاداب۔ یہ ایک تاریخی ڈیم ہے۔ یہاں قدرت پوری طرح جلوہ گر ہے۔

27 اگست 1986ء آرام کا دن تھا۔ اور میری صحت بھی خراب رہی۔ البتہ ۴ بجے شام ہمارا وفد پاکستان کے سفارتخانے گیا۔ سفارتخانے گیا عملہ سے تعارف اور معلومات ہوئیں۔ یہاں پاکستان کا قومی پرچم لہراتا دیکھکر انتہائی خوشی ہوئی۔ پاکستانی قومی ترانے بھی سنے۔ سفارتی عملہ نے پرتکلف و پرخلوص ٹی پارٹی بھی دی۔ سفارتخانے کے عملہ کو انتہائی بااخلاق پایا۔ اور بڑے اعتماد سے ملک وملت کی خدمت کے جذبہ سے سرشار پایا۔

28 اگست 1986ء کو بیٹر پالنے کے کارخانے کا معائنہ کیا۔ جہاں پولٹری فارم کی شکل میں بٹیر پالے جاتے ہیں مشین کے ذریعے بٹیر کے انڈوں سے بچے پیدا کئے جاتے ہیں۔ شام کے وقت سرکس ہاؤس میں سرکس دکھانے لے جایا گیا۔ جہاں کوریئن ثقافت کے فن کا مظاہرہ دیکھا۔ سرکس کے فن میں لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیاں زیادہ مہارت رکھتی ہیں۔ سرکس میں بہت ہی بہترین انداز میں مشکل سے مشکل Task بڑی خوبصورتی اور کامیابی سے مکمل کیا جاتا ہے۔ بعض کام تو انتہائی خطرناک بھی ہوتے ہیں لیکن ایسی تربیت دی گئی ہے کہ باآسانی وہ کام کر لیتے ہیں۔

30 اگست 1986ء کو کوریئن ہیلتھ سینٹر چھونگ وزنگ دکھایا گیا۔ اس کمپلکس کا تفصیلی معائنہ کیا اور علاج معالجے کے طریقے دیکھے۔ اسی شام کو SKRYU اسٹوڈنٹ پر پاکستانی وفد کے قائد نے کوریئن کے اعزاز میں جوابی ضیافت

[illegible] میں کوریا کی ترقی کے تین کردار
[illegible] یعنی (کسان) "ہتھوڑا" (یعنی مزدور)
[illegible] کیسا انسان)۔یہی تین نشانات
[illegible] مقامات پر جگہ جگہ نمایاں ہیں
[illegible] بے حد احترام کرتی ہے۔
[illegible] ۱۹۸۶ء کو ہمارے وفد کو کوریا ورلڈ
[illegible] کے موضوع پر ایک معلوماتی لیکچر دیا
[illegible] کوریا میں زمین حکومت کی ملکیت ہے اور
[illegible] کا حق ہے "کاؤنٹی سسٹم" کے تحت
[illegible] کے علاقے میں ڈاکٹر، سکول، بجلی
[illegible] اخبار ہر گھر میں موجود ہیں۔
[illegible] صفائی اور اخلاق دیکھا کہ
[illegible] ملے۔

[illegible] کوریا کے موجودہ صدر کم ال سونگ
[illegible] (Birth Place) دکھایا گیا۔یہ
[illegible] میں واقع ہے۔اور انتہائی سادہ سا +
[illegible] تعمیر ہے۔عمارت کی تعمیر کا طریقہ
[illegible] طرز تعمیر سے ملتا جلتا ہے۔مکان کی
[illegible] سے ڈھکی ہے اور اوپر مٹی ڈالی گئی
[illegible] ستون اور جالیاں عام سی لکڑی کی
[illegible] الگ ہے۔اور دیگر رہائشی سامان
[illegible] ہے۔پرانے اوزار کاشتکاری بھی
[illegible] پلنگ یا چارپائی کے بجائے
[illegible] رکھی ہیں۔کوریئ قوم اس
[illegible] ہے۔یہاں پھولوں کی چادریں رکھی
[illegible] اندر داخل ہوتے ہیں اور خاموشی
[illegible]

[illegible] سنٹر "کا معائنہ کیا
[illegible] ہر چیز کا نمونہ اور بناوٹ
[illegible] سے اندازہ ہوا کہ شمالی کوریا
[illegible] میدان میں بھی برابر ترقی کر رہا
[illegible] منصوبہ بندی کے تحت ترقی ہو رہی

ہے۔کوریئ منصوبہ بندی کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ ان کو مقصد سے لگن ہے۔عوام اور ملک کے ساتھ گہری محبت کے جذبہ کے تحت کام کیا جارہا ہے۔ باہمی اتفاق و اتحاد سے ترقیاتی پروگرام اور سرگرمیاں رواں دواں ہیں۔

۲۳ راگست ۱۹۸۶ء کو ہمارے وفد کو گاؤں (نمپھو) دکھانے لے جایا گیا۔جہاں ہم نے ہیوی مشینری کمپلکس دیکھا۔یہاں جنریٹر اور دیگر بھاری مشینری بنتی ہے۔اس کمپلکس کا صدر کم ال سونگ نے دس مرتبہ معائنہ کیا۔ایک ہفتہ میں دو بار بھی یہاں آئے ہیں۔اسقدر بڑے منصوبے کو صرف چار سال کی مختصر مدت میں مکمل کیا گیا ہے۔کوریئ انجنیئر نے خود ہی اس کام کی تعمیر و تکمیل کی ہے۔کوریا میں مشینری کا یہ سب سے بڑا کمپلکس ہے۔اس کمپلکس کا کل رقبہ 15800 مربع میٹر ہے۔دس ہزار مزدور روزانہ یہاں کام کرتے ہیں۔اس کمپلکس سے تعلق رکھنے والی سات اور فیکٹریاں ہیں۔اس کے ساتھ رہائشی کالونی، ہسپتال، ہوٹل اور سٹوڈیم بھی ہیں۔اس ملک کی پیداوار مسلسل بڑھ رہی ہے۔یہاں ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ کوریا میں قدرتی وسائل بہت زیادہ ہیں۔ملک چھوٹا ہے لیکن وسائل بڑے ہیں۔شمالی کوریا ہر قسم کے قدرتی وسائل سے مالا مال ہے۔

اس کے بعد ہمیں " Sea Port " ہوٹل لے جایا گیا یہ آٹھ منزلہ عالیشان عمارت ہے۔یہ ہوٹل کوریا کی سب سے بڑی بندرگاہ کے ساتھ واقع ہے۔یہاں احباب کے ساتھ مسئلہ کشمیر پر گفت و شنید ہوئی اور بعد ازاں "کوریئ گلاس فیکٹری" کا معائنہ کیا۔جہاں شیشے کے برتن اور دیگر مصنوعات تیار ہوتی ہیں۔یہ فیکٹری 1976ء میں قائم ہوئی ہے۔یہاں ۱۰۰ مزدور روزانہ کام کرتے ہیں۔"گریٹ لیڈر" کی ہدایت پر یہاں اس چھوٹی فیکٹری کو بڑے کارخانے میں تبدیل کرنے کا کام ۱۹۷۵ء میں شروع کیا گیا اور چھ سال کے عرصہ میں ایک بہت بڑی عمارت کی تعمیر کے ساتھ ساتھ مشینری بھی نصب کی گئی اور اب وافر مقدار میں پیداوار حاصل کی جارہی ہے اس فیکٹری میں تیار شدہ مصنوعات کی مانگ پورے یورپ سے ہو رہی ہے۔

ہمارے یہاں ساتھی نے بڑے فخریہ انداز میں کورین ترجمان سے
کہا کہ ہمارے ملک میں ۲۵ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اس ترجمان
نے حیرانی سے کہا کہ اسی لئے آپکا ملک وقوم جلد ترقی نہیں کر سکتی
ہمارے ملک کا مزدور جس زبان میں بات کرتا ہے اسی زبان میں
ہمارا بڑے سے بڑا آدمی حتیٰ کہ صدر کم ایل سونگ بھی وہی
زبان بولتے ہیں۔ اس لئے ہم برابر ترقی کر رہے ہیں۔

مذہب :- شمالی کوریا کے لوگ لامذہب ہیں اور مذہب کے نام
سے خوفزدہ ہیں۔ مذہب کو جنون اور فساد کا ذریعہ سمجھتے
ہیں پورے شمالی کوریا میں کوئی مسلمان شہری نہیں اور نہ ہی کوئی
مسجد بنی ہے۔ ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ مسلمانوں کی تبلیغی جماعت
کو بھی یہ لوگ شمالی کوریا میں داخل نہیں ہونے دیتے۔

خوراک :- شمالی کوریا کے لوگ حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر
ہر چیز کھاتے ہیں۔ شراب کو تو خوراک کا ایک حصہ سمجھ کر سرعام
پیتے ہیں۔ خنزیر کا گوشت بھی کھاتے ہیں۔ اور ذبیح کا تصور
نہیں۔ چپاتی کا رواج بھی نہیں۔ میرے خیال میں یہ لوگ سب
سے زیادہ وقت کھانا کھانے پر صرف کرتے ہیں۔ کھانا کھانے پر
کم از کم دو گھنٹے لگاتے ہیں۔

ہمیں اس دورہ کے دوران کھانے کے سلسلہ میں شدید مشکلات
کا سامنا رہا کیونکہ بحیثیت مسلمان احتیاط لازم تھی۔ اگرچہ بعض
احباب نے اپنے دینی تشخص کی پرواہ نہیں کی۔ تاہم میرے خیال
میں غیر مسلم ممالک کے دوروں میں پاکستان اور آزاد کشمیر کے وفود
کیلئے خوراک کا دینی تعلیمات کے مطابق انتظام ہونا ضروری ہے۔
بہرحال شمالی کوریا کے لوگ مہمان نوازی میں قابل تعریف ہیں۔

نظم و ضبط :- نظم و ضبط اور وقت کی قدر اور پابندی کوریا
کی تعمیر و ترقی کی بنیاد قرار دیجا سکتی ہے۔ گاڑیوں میں ہارن کا
استعمال بہت کم ہے ٹریفک قوانین کی پابندی اور احترام کیا
جاتا ہے۔ لوگ قطاریں بنا کر گاڑیوں میں سوار ہوتے ہیں۔
گاڑی میں جتنی سیٹیں ہوں اتنے آدمی بیٹھتے ہیں۔ کوئی شخص
قطار توڑنے کی کوشش نہیں کرتا۔ شاپنگ سنٹروں میں بھی
قطاریں بنا کر اشیاء خریدتے ہیں۔ ہر کام منظم طریقے اور سلیقے سے
کرتے ہیں۔ دیانتداری اور سچائی ان کا شعار ہے کوئی شخص
غلط طریقے سے سڑک عبور نہیں کرتا دیکھا گیا۔ جھوٹ۔ چوری

چغلی۔ ڈاکہ، قتل اور اغوا کے جرائم سے یہ لوگ ناآشنا ہیں
ان برائیوں کے سخت خلاف ہیں۔

اطاعت امیر :- کوریا کے لوگ اپنے سربراہ مملکت کے بیحد
ہیں۔ ہر مرد عورت بچے نے اپنے سینے سے صدر کم ایل سونگ کی
تصویر لگا رکھی ہے۔ اور ہر کام اپنے صدر کی ہدایت پر کرتے
ہیں۔ جن جن مقامات پر صدر نے کھڑے ہو کر خطاب کیا ہے
مقامات کا بھی بیحد احترام کرتے ہیں۔ اور ان مقامات پر
چھوٹی یادگاریں بنا رکھی ہیں۔ جہاں صدر کی آمد کی تاریخ
خطاب کے اقتباسات درج ہیں۔

تعمیر و ترقی :- شمالی کوریا بہترین منصوبہ بندی کے تحت ہر شعبہ
زندگی میں مثالی ترقی کر رہا ہے۔ اس ملک نے ۱۹۴۵ء میں
حاصل کی ہے اور اس مختصر مدت میں ترقی کی رفتار حیران کن
اور قابل رشک ہے۔ قدرتی و دیگر وسائل سے بھرپور استفادہ
اٹھایا جاتا ہے کھنڈرات کو عالی شان عمارات میں تبدیل کر دیا
ہے۔ سڑکوں کا جال بچھایا گیا ہے۔ کارخانوں کا قیام عمل میں لایا
ہے بجلی اور ٹیلیفون کا اعلیٰ انتظام قائم ہے۔ دیہات اور شہر
میں برابر سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔

تعمیر و ترقی کے ضمن میں پہلے تھیوری کے چھ اصول بتاتے ہیں۔
پھر ان اصولوں کے مطابق ایک نقشہ بناتے ہیں۔ اس نقشہ سے
حقیقت جھلکتی ہے۔ جو کام عملی طور پر شروع کرنا ہوتا ہے
وہ نقشے میں دیکھایا جاتا ہے۔ تھیوری کا مطالعہ اور نقشے کا مشاہدہ
کرنے کے بعد عملی میدان میں بالکل مشابہت پائی جاتی ہے۔
ایسا نہیں ہوتا کہ کاغذات ریکارڈ یا نقشہ میں تو ایک منصوبہ
بڑھا چڑھا کر دکھایا گیا ہو اور عملی طور پر منصوبہ کا نام و نشان
بھی نہ ملے۔ بلکہ عملی طور پر کئی گنا زیادہ کام دیکھا بھی جا سکتا ہے۔
کوریا کے لوگ ملک و قوم کے بہترین مفاد میں پوری محنت اور
دیانتداری سے قومی ترقی میں حصہ لیتے ہیں۔

ذاتی تاثرات :- میں ذاتی طور پر حکومت آزاد کشمیر محکمہ لوکل
گورنمنٹ اور حکومت پاکستان کا دلی طور پر مشکور ہوں کہ
آزاد کشمیر کی طرف سے بلدیاتی اداروں کو اس مطالعاتی وفد کے
ساتھ میری نامزدگی کی گئی۔ میرا تعلق ایک پسماندہ علاقہ
وادی نیلم سے ہے ایسے کم ترقی یافتہ علاقوں سے عوامی نمائندگی

[illegible] قوم کی محنت اور جفاکشی کی عظیم مثال
[illegible] ریلوے پر ہمیں سفر بھی کرایا گیا۔
[illegible] خصوصی ہدایت پر یہ عظیم منصوبہ شروع کیا گیا ہے
[illegible] کی جنگِ آزادی میں کام آنیوالوں کی
[illegible] کا معائنہ کرایا گیا۔ یہاں چھ سوٹن
[illegible] جس پر صدر کا پیغام کندہ ہے۔ اسس
[illegible] سے اٹھا کر لایا گیا ہے اور یہاں نصب
[illegible] میں صدر کے بڑے بھائی انقلابی فوج کے
[illegible] ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۶ء تک لڑتے لڑتے
[illegible] ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۶ء تک لڑتے ہوئے
[illegible] میں جاپانیوں نے جن لوگوں کو گرفتار
[illegible] کی زبانیں کاٹ ڈالیں تاکہ دشمن کے
[illegible] کیا جا سکے۔ ایک بوڑھی عورت خود
[illegible] جنگِ آزادی میں شریک رہا۔ اس بوڑھی
[illegible] گئی۔ جب کوریا کو مکمل فتح اور آزادی
[illegible] نے اس بڑھیا کو خصوصی طور پر تلاش
[illegible] قوم کی دادی قرار دیا۔ اس کے بیٹے
[illegible] م کیا۔ موجودہ صدر بذاتِ خود بھی جنگ
[illegible] ایک نوجوان لڑکی مسلسل 15 سال صدر کے
[illegible] بھی ہوئی۔ موجودہ صدر کوریا ہر
[illegible] کرتے ہیں۔ یہاں ہمیشہ ماتمی سماں
[illegible] انتہائی خوبصورت اور نمایاں مقام
[illegible] میں کوریا کا پرچم بنایا گیا ہے اور
[illegible] والوں کی تصاویر تانبے کی بنی ہوئی
[illegible] کارنامے درج ہیں۔ اس یادگار کے
[illegible] کورین قوم آزادی کی کتنی قدر دان اور
[illegible] آزادی حاصل کی۔ اسی لئے ان کے
[illegible] احترام ہے۔

[illegible] اس مقام پر لے جایا گیا جہاں فتح کا
[illegible] ایک تاریخی مقام ہے۔ یہاں مرد
[illegible] ۱۹۲۵ء تربیت حاصل کر رہے ہیں۔
[illegible] لڑنے اور فتح حاصل کرنے کے بعد

یہ نشان تعمیر کیا گیا۔ اس مقام پر گریٹ لیڈر نے جنگ میں فتح حاصل کرنے اور آزادی کا اعلان کیا تھا۔ وہ تاریخی خطاب تھا" قوم کو مبارک باد اور جنگ میں کام آنے والوں کو سلام پیش کیا۔ اس نشان کی تعمیر کا کام ۱۹۸۲ء میں شروع ہوا اور ایک سال دو ماہ کی مختصر مدت میں عظیم الشان Tramph بنا دیا۔ یہ ایک تاریخی یادگار کا مقام ہے۔ 20 سال تک قوم مسلسل معروفِ جنگ رہی اور گریٹ لیڈر 20 سال کے بعد مکمل فتح اور آزادی کا پیغام لیکر یہاں واپس آئے۔

اسکے بعد ہم نے "گریٹ چلڈرن پیلیس" کا معائنہ کیا۔ جہاں بچوں کو بہت چھوٹی عمر میں مختلف قسم کے ہنر سکھائے جاتے ہیں۔ کھیلیں، کشیدہ کاری۔ جمناسٹک۔ سلائی کڑھائی یعنی ہر قسم کا کام یہاں بچوں کو سکھایا پڑھایا جاتا ہے۔ یہاں ۱۰ ہزار بچوں کو تربیت دی جاتی ہے۔ بچوں کو بہت کم سنی میں ہر کام کی عادت ڈالی جاتی ہے کام شفٹوں میں ہوتا ہے۔ یہ پیلیس بھی صدر کی خصوصی ہدایت کے تحت بنایا گیا ہے۔ بچے یہاں کام سیکھ کر عملی زندگی میں ایک تربیت یافتہ اور ذمہ دار شہری اور کارکن کی حیثیت سے قدم رکھتے ہیں۔

26 اگست ۱۹۸۲ء کو دو گھنٹے کا مسلسل سفر کرنے کے بعد ہم صوبہ پی جانگ پہنچے۔ جہاں ہی کوک کواپریٹو فارم کا معائنہ کیا۔ یہ سفر تقریباً 200 میل کا تھا۔ اس فارم کیلئے بسیں ٹیلویژن اور سائیکل موجودہ صدر نے ذاتی طور پر فراہم کئے ہیں۔ ملک غلے کے معاملے میں خود کفیل ہے بلکہ چاول برآمد کیا جاتا ہے۔ یہاں سیب کے باغوں کا معائنہ بھی کیا۔ سیب کے درختوں میں بیماری بھی دیکھی جو ہمارے ملک میں بھی ہے لیکن بیماری کا برابر علاج کرتے ہوئے دیکھا۔ ہمیں بتایا گیا کہ جنوبی کوریا کے لوگ خوراک کے مسئلہ سے دوچار ہیں۔ شمالی کوریا کے صدر نے انھیں خوراک فراہم کرنے کی پیشکش کی۔ رسینٹ۔ خوراک اور ادویات جنوبی کوریا بھیجی بھی گئی۔ صدر نے اس فارم کا ۱۶ مرتبہ معائنہ کیا ہے جہاں جہاں کار یا گاڑی کے ذریعے جانا ممکن نہ تھا وہاں صدر کیچڑ میں چل کر گئے ہیں۔ اسلئے شمالی کوریا کے عوام انکا بے حد احترام اور عزت کرتے ہیں۔ سمندری زمین چاول کی کاشت کیلئے یہاں بہت موزوں ہے اسلئے سمندر کو روک کر زمین حاصل کرنے کا کام تیزی سے جاری ہے

حکومت کی [illegible]

[illegible] پیغام [illegible]

[illegible]

[illegible] تحریک [illegible]

[illegible]